اَسبابُ الحَدِیث

رسول اللہ ﷺ نے حدیث کب ارشاد فرمائی؟ کیوں ارشاد فرمائی؟
کس جگہ ارشاد فرمائی اور کس کیلئے ارشاد فرمائی؟
ان سب اسباب کو جاننے کے لئے پڑھئے

مُصنّف
حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ و شرح
مولانا مفتی عبد المصطفیٰ شاہد محمود مدنی مدظلہ العالی

مکتبہ اعلیٰ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث کب ارشاد فرمائی کیوں ارشاد فرمائی

کس جگہ ارشاد فرمائی اور کس کیلئے ارشاد فرمائی

ان سب اسباب کو جاننے کے لئے پڑھئے کتاب بنام

اَسبابُ الحدیث ﷺ

مُصنّف

حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ و شرح

مولانا مفتی عبد المصطفیٰ شاہد محمود مدنی مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

نام کتاب عربی	أَسْبَابُ وُرُوْدِ الْحَدِيْثِ یا اَللُّمَعُ فِيْ أَسْبَابِ الْحَدِيْثِ
نام مصنف	حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
مطبوعہ عربی نسخہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان
ترجمہ وشرح	مولانا مفتی شاہد محمود مدنی
پروف ریڈنگ	مولانا خرم شہزاد عطاری، مولانا عبد الحسیب عطاری
تخریج حدیث	مولانا مفتی شاہد محمود مدنی، مولانا خرم شہزاد عطاری، مولانا عبد الحسیب عطاری
کمپوزنگ	ایمان کمپوزنگ سنٹر، لاہور
سن اشاعت	11 صفر المظفر 1428ھ بمطابق یکم مارچ 2007ء
صفحات	232
ہدیہ	240 روپے
ناشر	مکتبہ اعلیٰ حضرت

ملنے کا پتہ

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

فہرست

پہلے اسے پڑھئے!

اللہ عزوجل ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں کہ جو ہر چیز کے اسباب کو پیدا اور ظاہر کرنے والا ہے اور درود و سلام نازل ہو اس ہستی مقدس پر جو اہل ایمان پر اللہ عزوجل کے لطف و کرم کے نزول کا سبب عظیم ہیں۔

یقیناً ہر چیز کے ہونے یا نہ ہونے کے کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ پھر یہ اسباب بتاتے ہیں کہ یہ چیز کب؟ کیوں؟ کس جگہ؟ اور کس کیلئے؟ وجود میں آئی۔ اور ان امور کے جان لینے کے بعد انسان اس چیز کا مکمل فہم حاصل کر لیتا ہے چونکہ ''اسباب'' کو جاننا اس چیز کے مکمل فہم کے حصول کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لیے علمائے اسلام نے قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ کے حصول کیلئے عوام الناس کیلئے قرآنی آیات کے نزول کے اسباب ساتھ ساتھ احادیث کے وارد ہونے کے اسباب پر کتب تصنیف فرمائیں۔

زیرِ نظر کتاب بھی ان ہی گرانقدر تصنیفات میں سے ایک ہے جس کا مکمل نام ''اسباب ورود الحدیث'' اور اس کو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ہستی نے تصنیف فرمایا ہے جس میں انہوں نے مختلف احادیث کے ارشاد فرمائے جانے کے اسباب کو بیان فرمایا ہے۔

''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' کیلئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب شائع کر رہا ہے کہ اس سے پہلے غالباً اس موضوع پر اردو میں کوئی کتاب قارئین کی نظر سے نہ گزری ہوگی۔

''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' سے اس کتاب کے شائع ہونے کا سبب اول ''مولانا خلیل احمد قادری صاحب'' ہیں کہ جنہوں نے اوّلاً تو بڑی مشکل سے اصل عربی نسخہ کی فوٹو سٹیٹ کاپی جناب مفتی علی احمد سندیلوی صاحب سے حاصل کی اور پھر مجھے اس کا اردو ترجمہ شائع کرنے کیلئے تیار کیا۔

اگرچہ ان کی خواہش تھی کہ اس کا ترجمہ وہ خود کریں لیکن چونکہ وہ ''الادب المفرد'' کے ترجمہ کرنے میں مصروف تھے اس لیے میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ایک وقت میں ایک کام کریں اور اس کو ''مولانا شاہد محمود مدنی صاحب'' کیلئے ایثار فرما دیں اسی طرح ان کے شفقت

فرمانے سے یہ کتاب مترجم وشارح تک پہنچی۔

ابتداءً تو اس کتاب کا صرف ترجمہ کرنے کا ارادہ تھا پھر کتاب کا مطالعہ کرنے سے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اگر ترجمہ کے ساتھ ساتھ اس کی مختصر شرح کردی جائے تو عوام الناس کیلئے زیادہ فائدہ ہوگا۔ لہٰذا اب ترجمے کے ساتھ مختصر شرح بھی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کو شائع کرتے ہوئے جن چیزوں کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اس کی تفصیل آپ کتاب میں موجود ''ایک نظر اس طرف'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں گے۔

آخر میں تمام معاونین کا شکرگزار ہوں اور بالخصوص شرفِ ملت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا ''عبدالحکیم شرف'' قادری دامت برکاتہم العالیہ کا کہ جنہوں نے سخت علالت کے باوجود میری درخواست پر بطور تبرک چند سطریں سپردِ قلم فرما کر عطا فرمائیں۔

آخر میں اس ذات مُسَبِّبُ الاسباب کی بارگاہ میں بسببِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عرض گذار ہوں کہ اللہ عزوجل اس کتاب کی اشاعت کے سبب مجھے کل بروز قیامت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔
نیز جس کسی نے اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا یا جو اس کو پڑھے اللہ عزوجل اس کتاب کو اس کی مغفرت کا سبب بنائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خادم العلم والعلماء

محمد اجمل

11 صفر المظفر 1428ھ بمطابق یکم مارچ 2007ء

تقریظ

جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا

محمد عبد الحکیم شرف قادری (متعنا اللّٰہ بطولِ حیاتہٖ)

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

وبانی مکتبہ قادریہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قرآن پاک کی آیات کے شانِ نزول کی طرح احادیثِ مبارکہ کے وارد ہونے کے اسباب بھی اربابِ علم کی دلچسپی کا سامان ہیں۔ علماءِ اسلام نے ان کے بیان کا بھی اہتمام کیا ہے۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۹۱۱ھ) تاریخِ اسلام کے ان نامور اربابِ علم و قلم میں سے ہیں جن کی تصانیف کثیرہ اپنی افادیت کی بناء پر پورے عالمِ اسلام میں مقبول ہیں جن میں سے تفسیر جلالین کا پہلا حصہ، تفسیر دُرِّ منثور، الاتقان فی علوم القرآن، تاریخ الخلفاء، اور الریاض الانیقۃ فی شرح اسماء خیر الخلیقۃ، (نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ کی شرح) اور الحاوی للفتاویٰ مشہور و معروف ہیں۔

ان کی ایک تصنیف ''اسبابِ ورود الحدیث'' بھی ہے اس کا ترجمہ فاضل نوجوان مولانا عبد المصطفیٰ مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، ان کی یہ کوشش اس اعتبار سے بھی لائقِ تحسین ہے کہ انہوں نے ایک نئے موضوع کی کتاب کو منتخب کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیل کو قبول فرمائے۔

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

محمد عبد الحکیم شرف قادری
بانی مکتبہ قادریہ، لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی

ابوالحسان محمد عرفان قادری عطاری مدنی، دامت برکاتہم العالیہ

سابق شیخ الحدیث جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، لاہور

ایڈمنسٹریٹر کنزالایمان سکول آف قرآن اینڈ سائنسز صدر لاہور کینٹ

لیکچرار کنزالایمان کالج آف اسلامک سٹڈیز لٹن روڈ، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تمام تعریفوں کے لائق ہے وہ ذات خدائے احکم الحاکمین واحسن الخالقین جل شانہٗ اور بے حدو بے حساب درود وسلام نازل ہو وجہ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واصحاب پر۔

عبدالمصطفیٰ مولانا شاہد محمود رضوی عطاری فاضل اور محنتی نوجوان ہیں بیک وقت بہترین مدرس، مبلغ، حافظ، خطیب ومترجم ہیں۔ تدریس کے میدان میں گزشتہ چند سالوں سے صرف، نحو، فقہ، اصول، مناظرہ وبلاغت کی کتب پڑھارہے ہیں اور اصول وفنون کے بے بدل وماہر اساتذہ وشیوخ شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہٗ العالی سے روحانی اور حضرت استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر جامع المنقول والمعقول ابوالفضل سید عباس علی شاہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء وخاص شاگردوں حضرت مفتی ابوحنیفہ مولانا رضا کونین عطاری، مولانا محمد اسد رضا عطاری وراقم احقر العباد سے علمی استفادہ کیا ہے۔ یہ ان شیوخ کی ماہرانہ تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ یہ قیمتی گوہر اب مختلف پہلوؤں سے ایسی کرنیں بکھیرنے لگا ہے کہ دیکھنے والے حیران ہورہے ہیں۔ مولانا موصوف نے محنت وجستجو اور سچی لگن وشوق کی برکت سے تدریس میں اپنا نام پیدا کرلیا ہے چنانچہ اس وقت دعوتِ اسلامی کے لاہور مرکز فیضانِ مدینہ میں چند سال تدریس کرنے کے بعد مال روڈ عکس گنبدِ خضریٰ جامعۃ المدینہ میں صدرالمدرسین کی حیثیت سے موقوف علیہ کے اسباق کی تدریس فرمارہے ہیں۔

موصوف کی پہلی کاوش امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم کتاب ''اسباب ورود الحدیث'' کے ترجمہ کی صورت میں سامنے آئی ہے چند مقامات سے مطالعہ کیا اسلوب ترجمہ کو بہترین اور نہایت دلکش پایا عام فہم اور سلیس اردو میں حسین پیرائے میں بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے کئی مقامات پر حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے عقائد حقہ اور حاصل شدہ نکات کی وضاحت کی گئی ہے اور حدیث شریف سے مستنبط ہونے والے مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں احادیثِ طیبہ کو معنی خیز وخوبصورت عناوین سے معنون کیا گیا ہے نیز احادیث ومسائلِ فقہ کی تخریج نے تو ترجمے کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

مترجم موصوف کی گراں قدر خدمت کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کی اس مبارک سعی کو قبولیت تامہ وعامہ کا شرف بخشے اور ان کے علم وعمل سے ہر خاص وعام کو مستفیض ہونے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے اور انہیں اتنی صحت وتوفیق بخشے کہ یہ تا دمِ زیست علمی وعملی میدان میں قدم بڑھاتے رہیں اور اپنے والدین واساتذہ کیلئے صدقہ جاریہ وبخشش کا سامان کرتے رہیں۔

أمين بجاه النبى الامين صلى الله عليه وسلم۔

ابوالحسان محمد عرفان قادری عطاری

تقریظ

عظیم مذہبی سکالر حضرت علامہ مولانا ابوحنیفہ

مفتی رضا کونین عطاری قادری رضوی (زید علمہ وعملہ)

صدر کنز الایمان ایجوکیشنل ٹرسٹ مزنگ، لاہور

پرنسپل کنز الایمان سکول آف قرآن اینڈ سائنس مزنگ، لاہور

پرنسپل کنز الایمان کالج آف اسلامک سٹڈیز لٹن روڈ مزنگ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

حامدًا مصلیاً مسلماً!

اُس منعمِ حقیقی جل مجدہٗ نے قاسم النعمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمالات و خصائص عطا فرمائے کہ کسی دوسری ذات میں ان سب کا وجود محال عقلی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع الکلم بنا کر بھیجا کہ آپ کے لب ہلنے کی دیر تھی علم و حکمت کے موتی اپنے اندر معانی کی وہ رنگینیاں لیے بکھرنے لگے کہ آج چودہ سو سال گزر گئے مگر عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلم ان حسین موتیوں کو سمیٹنے اور سمجھنے میں مسلسل عشق و مستی کی گردش میں محو ہیں عشق و محبت کا یہ عالم ہے کہ اہلِ دل نے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت بھرے کلمات کو عقل کی لڑی میں پرونے کے لیے کئی علم ایجاد کر ڈالے۔ روایت حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، علمِ بدیع، علم بیان، صرف، نحو وغیرہ وغیرہ۔

انہیں علوم میں سے ایک علم ''اسباب ورودِ حدیث'' ہے اہلِ دل نے جاننا چاہا کہ آخر کون سے اسباب تھے جن کی وجہ سے اس محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، بقعہ نیست سے صفحہ ہست پر جگمگانے لگے انہیں عاشقانِ رسول کے جمِ غفیر میں سے ایک عاشقِ صادق حضرت علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت ہے کہ محبت کی یہ خود رفتگی کہ اپنے محبوب و مقصود صلی اللہ علیہ وسلم کی دو لاکھ احادیث زبانی یاد کیں اور مقبولیت کا یہ عالم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ رویا میں آپ کو ''یا شیخ السنۃ''، ''یا شیخ الحدیث'' کہہ کر مخاطب فرمایا اور سرورِ کائنات کے دیدار بہجۂ آثار سے

70 سے زیادہ مرتبہ مشرف ہوئے۔

آپ ﷺ کی احادیث کے اسباب جاننے کے لیے کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "اسباب ورود الحدیث" رکھا اور اب ضرورت تھی کہ مست دلوں کو اس فیض سے سیراب کرنے کے لیے کوئی واسطہ بنے۔ محترم مولانا شاہد محمود عطاری (بارک اللہ فی علمہ وعملہ) کی ذات نہ صرف واسطہ فی الاثبات بلکہ واسطہ فی الثبوت بنی اور آپ نے اس کتاب کا اردو میں نہایت سہل اور حسین ترجمہ کرکے عوام ہی نہیں بلکہ خواص پر احسان فرمایا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا کو علم وحکمت کا ایسا سورج بنائے کہ چراغوں کی روشنی ماند پڑ جائے اور ان کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

سگِ دربارِ رسول ﷺ

ابوحذیفہ محمد حسن قادری رضوی عطاری

اِنتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو اس شخصیت کے نام کرتا ہوں کہ
جن کے لبہائے مُبارکہ سے نکلا ہوا ہر لفظ گمراہی اور بدعملی کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ہدایت کا روشن ستارہ بنا۔
جن کے پُر اثر اندازِ تبلیغ سے لاکھوں بے ایمان مسلمان بنے، ہزاروں بدمذہب عاشقِ رسول ﷺ بنے، لوگوں کی عزتیں لوٹنے والے عزتوں کے محافظ بنے، علمِ دین سے بھاگنے والے ممبر و مسند پر بیٹھ کر دین کا درس و علم دینے والے بنے۔
جن کے مسکرانے سے غموں کے بادل مٹ جائیں اور خوشیوں سے چھما چھم بارش برسے۔
جن کا دستِ شفقت چہرے پر پھر جانے سے چہرے پر داڑھی آ جائے۔
جن کی نگاہِ کرامت سے مجھ جیسا نکما اور گھٹیا آدمی اِس قابل ہو جائے کہ دین کی خدمت کرے۔

میری مُراد
میرے شیخ طریقت، رہبرِ شریعت، ہادیِ سُنَّت، قاطعِ بدعت، قامع ضلالت، ولی نعمت، منبع جود و سخاوت، نائبِ اعلیٰ حضرت، عاشقِ غوثِ اعظم، پروانۂ شمعِ رِسَالت الحاج الشیخ العلاّمہ امیرِ اہلِسنَّت مولانا ابُو البلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی (متعنا اللّٰہ بِطول حیاتہ)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم امیرِ اہلِسنَّت و علماءِ اہلِسنَّت
عبد المصطفیٰ شاہد محمود عطاری مدنی عفی عنہ الغنی

ایصالِ ثواب

مَیں اللہ رَبّ العالمین جَلَّ جَلاَلُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ سے اِلتجا گو ہُوں کہ باری تعالیٰ میری اِس سعیِ حقیر کو قبول فرمائے اور اپنے فضل سے مجھے اِس کا ثواب عطا فرمائے اور جو ثواب اِس سعی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے عطا فرمائے وُہ میں اپنے استاذِ مُحترم، اُستاذ الاساتذہ، سیدُ المُدرِّسین، سندالمحققین، رئیس المنطقین، زُبدۃُ المُفسرین والمُحدّثین، جامعُ المعقول والمنقول، حاوی الاصول والفروع، شیخِ طریقت، رہبرِ شریعت، خلیفہ مُحدِّثِ اُعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا المفتی

سید عباس علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ وزید فیضہ

شیخ الحدیث والتفسیر جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کاہنہ نو لاہور

کی بارگاہ میں اِیصال کرتا ہوں اور دُعا گو ہُوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے فیوض و برکات عام فرمائے اور رہتی دُنیا تک آپ کے مزارِ اقدس کو مرجع عام و خاص بنائے۔

اٰمین بجاہِ طٰہٰ و یٰس صلی اللّٰہ علیہ وسلم

عبدالمصطفیٰ شاہد محمود مدنی (عفی عنہ الغنی)

ہدیۂ تشکّر

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ۔

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی شکریہ ادا نہیں کر پاتا میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش میں شریک اپنے تمام محسنوں معاونوں اور کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بالخصوص مولانا محمد اجمل قادری (مدیر مکتبۂ اعلیٰ حضرت) صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کو بڑی مشکل سے حاصل کیا اور پھر ترجمہ کیلئے مجھے منتخب کیا۔

اِسی طرح مولانا خرم شہزاد عطاری اور مولانا عبدالحسیب عطاری کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی تخریج و پروف ریڈنگ کے ہر مرحلہ میں میرا ساتھ دیا۔

اور بالخصوص مولانا شہباز ظفر عطاری المدنی کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے وقتاً فوقتاً مشوروں کے علاوہ اپنے قیمتی وقت سے بہت وقت نکال کر اس ترجمہ وتشریح کو از اول تا آخر پڑھا اور تصحیح کے ساتھ ساتھ میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے تقدیم اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو بھی تحریر فرمایا۔ اور اللہ رب العالمین میرے ان تمام ساتھیوں کو دارین میں عزت ونصرت عطا فرمائے اور میرے اساتذہ کرام اور والدین کو عمرِ دراز بالخیر عطا فرمائے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنے مخلص ساتھیوں کے تعاون سے دین کی خدمت کیلئے منتخب فرمائے۔

اٰمین بجاہِ طٰهٰ و یٰسٓ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

دعاؤں کا طالب

عبدالمصطفیٰ شاہد محمود مدنی عطاری

(عفی عنہ الباری)

--------✿--------

تقدیم

باسمہٖ تعالیٰ

حامدًا و مصلیاً و مسلماً

امابعد!

کثیر احادیث کا جب مطالعہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض احادیث میں حدیثِ مبارکہ کا سبب موجود ہے یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ قول مبارک کیوں فرمایا۔ مگر اکثر احادیثِ مبارکہ کے اسباب معلوم نہیں ہوتے۔

بعض احادیث مبارکہ تو مجمل ہوتی ہیں کہ عام آدمی مرادِ حدیث کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔

بعض احادیث میں بظاہر تعارض بھی نظر آتا ہے مگر جب سبب حدیث معلوم ہو جائے تو تمام الجھنیں حل ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح بعض احادیثِ مبارکہ میں کسی چیز کے ارکان واجزاء کے متعلق فرمایا جاتا ہے مگر روایت میں ان کی ترتیب ایک نہیں ہوتی ترتیب کے ایک نہ ہونے کی وجہ بھی سبب حدیث ہے۔

جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سوال کیا جاتا ہے سب سے افضل عمل کونسا ہے تو فرمایا اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا۔ عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا جہاد کرنا عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا حج مقبول ایک اور موقع پر یہی سوال کیا جاتا ہے تو توحید ورسالت پر ایمان کے بعد والدین سے حُسنِ سلوک کا فرمایا جاتا ہے تو محدثینِ کرام نے ترتیب ایک نہ ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا کہ پہلی حدیثِ مُبارکہ میں جو توحید و رِسالت پر ایمان کے بعد جہاد کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایامِ جہاد تھے اور اِسلام کو مجاہدین کی ضرورت تھی جہاد کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے اس کو دوسرے درجے پر ذکر فرمایا۔

اور دوسری حدیث مبارکہ میں چونکہ ایسی صورت نہ تھی تو اس لیے موقعہ ومحل کی مناسبت سے والدین سے حُسنِ سلوک کو ذکر فرمایا۔

حاصل یہ ہے کہ علمِ حدیث کیلئے اسباب ورودِ احادیث کا علم بھی ضروری ہے علماء کیلئے بھی اور طلباء وعوام کیلئے بھی۔

تو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب مستطاب اِس علم میں اپنی مثال آپ ہے کیونکہ کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے موضوع اور مصنف سے بھی ہوتا ہے۔

اور حضرت امام کی جلالت شان وتبحرِ علمی سے کون واقف نہیں باقی علوم کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی آپ کو یدِ طُولیٰ حاصل تھا۔

اِس اِرادے سے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے ہر خاص وعام مستفید ہو۔

فاضل جلیل، عالمِ باعمل مولانا شاہد محمود العطاری المدنی زید علمہ وعملہ نے اپنی تدریسی ذمہ داریوں سے وقت نکال کر اس کتاب کا اردو زبان میں سلیس اور عام فہم ترجمہ کیا ہے جو کہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ترجمہ جس بھی زبان میں کیا جائے یوں ہو کہ گویا تحریر ہی اسی زبان میں ہے اور عام فہم اور سلیس ہونا چاہیے کہ علماء کے علاوہ عوام بھی مستفید ہو سکے۔

تو الحمد للہ عزوجل موصوف نے اس بات کا حق ادا کر دیا ہے اور مصنف کی مراد کو سمجھانے کیلئے سہل انداز اختیار کیا ہے۔

پھر احادیثِ مُبارکہ کی تخریج وتوضیح کہ جس کو مترجم موصوف نے فقہ وتاریخ وسیرت کی کتب سے بحوالہ یوں نقل فرمایا ہے کہ گویا شارح ومترجم موصوف نے مصنف کی تحریر کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اللہ عزوجل امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے اور موصوف مترجم کو علم وعمل کی ترقیاں نصیب فرمائے۔ آمین

محمد شہباز ظفر العطاری المدنی

10 شعبان المعظم 1427ھ

3 ستمبر 2006ء

--------✿---------

۸۴۹ھ
۹۱۱

اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

از قلم: حضرت علامہ مولانا شہباز ظفر عطاری المدنی

نام ونسب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمٰن لقب جلال الدین اور کنیت ابوالفضل تھی۔

نسب مبارک عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین بن فخر عثمان بن ناصر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن شیخ ہمام الدین الہمام الحضری السیوطی ہے۔

آپ کے جدّ اعلیٰ ہمام الدین اہلِ حقیقت ومشائخِ طریقت میں سے تھے۔ ان کے علاوہ تمام آباء واجداد سلاطین وامراء میں سے تھے۔ آپ کے والدِ محترم کے علاوہ اِن کے آباء میں سے کوئی علمِ دین کی خدمت سے مشہور نہیں تھے۔ (حسن المحاضرہ صفحہ 104)

ولادت وتربیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ میں یکم رجب المرجب 849ھ کو ایک ایسے گھرانہ میں پیدا ہوئے جو کہ علم ومعرفت کے اعتبار سے مشہور ومعروف تھا۔

آپ کے والدِ محترم نے آپ کی تربیت پر کافی توجہ دی مگر 855ھ میں آپ کے والدِ محترم کا انتقال ہوگیا اور علاّمہ کی عمر مبارک اس وقت 5 سال تھی۔ پھر آپ کے والدِ محترم کے دوست نے آپ کی کفالت کی۔

تحصیلِ علم:

آٹھ سال کی عمر میں صاحبِ فتح القدیر ابنِ ہمام علیہ الرحمۃ کی تربیت میں قرآنِ پاک حفظ

کرلیا۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے شیخ شمس سیرانی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس فرد مانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے اور ان دونوں حضرات سے بہت سی کتابیں پڑھیں فقہ آپ نے شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور علم الفرائض الشیخ شہاب الدین الشارماحی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

اور علومِ عربیہ کی تعلیم اور اس میں کمال امام تقی الدین الشمنی اور شیخ محی الدین محمد بن سلیمان الرومی رحمہما اللہ سے حاصل کیا۔ تفسیر و علوم قرآن ان کے علاوہ امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن ابراہیم الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھے۔

شیوخ:

امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ طبقات میں فرماتے ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کی تعداد 600 ہے۔

تبحرِ علمی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے 7 علوم میں تبحر عطا فرمایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور موقعہ پر اِرشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے مکہ شریف میں حرمِ کعبہ میں داخل ہو کر آبِ زم زم شریف پیا تو دُعا مانگی کہ علمِ فقہ میں مجھے سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کا رُتبہ عطا فرما چنانچہ آپ کی دُعا قبول ہُوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں کہ ہر مسئلہ میں ایک ایسی کتاب تصنیف کروں کہ اس میں اقوال، ادلہ عقلیہ ونقلیہ وقیاسیہ اور اس پر اعتراضات ان کے جوابات اور اختلافات کے مابین موازنہ قلمبند کروں تو اللہ کے فضل سے اس پر قُدرت رکھتا ہوں۔ (مقدمہ جامع صغیر)

قُوّتِ حافظہ:

اللہ عزوجل نے آپ کو عظیم قُوّتِ حافظہ سے نوازا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے دو لاکھ احادیث بمع سند و متن یاد ہیں اگر اس سے زیادہ ملتیں تو اُن کو بھی یاد کر لیتا۔

علمی خدمات کا آغاز:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 866ھ کے آغاز میں عربی کی تدریس شروع کی اسی سال علمی خدمات پر

قلم اُٹھایا اور سب سے پہلے شرح استعاذ اور شرح بسم اللہ تصنیف کی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ رِسالت میں:

دینی خدمات میں اخلاص کے ساتھ شب وروز گزارے تو آپ بارگاہِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مقبول ہو گئے اور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو عالمِ اولیاء میں ''یا شیخ السنۃ'' سے مخاطب فرمایا۔

شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سے جب دریافت کیا گیا کہ آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے کتنی بار مُشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا 70 سے زائد مرتبہ۔

تصانیف:

علامہ سیوطی نے مختلف موضوعات پر تقریباً 450 تصانیف چھوڑی ہیں۔

جن میں سے 300 کتب کا تذکرہ اوران کی تصنیف کا اظہار تو آپ نے خود اپنی سوانح حیات میں فرمایا ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ اس تحریر کے بعد بھی آپ نے کتابیں لکھیں تو ان کی تعداد تقریباً 450 ہوئی۔

ان تمام تصانیف کے نام تو اس مختصر سے تعارف میں ذکر کرنا ممکن نہیں کیونکہ اگر صرف اِن کُتب کے ناموں کی فہرست ہی پیش کی جائے تو یہ ایک مُستقل کتاب بن جائے گی چند کے نام یہ ہیں:

1- الدُرُّ المنثور فی التفسیر بالماثور
2- الاتقان فی علوم القرآن
3- الناسخ والمنسوخ
4- لباب النقول فی اسباب النزول
5- تفسیر جلالین

ان کے علاوہ صحاح ستہ کی شروحات تحریر فرمائیں علاوہ مسلم کے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

1- التوشیع علی الجامع الصحیح (بخاری شریف کی شرح)
القد الحسن فی الذب علی السنن (سنن نسائی کی شرح)

3- القوت المغتزی علی الجامع الترمذی (ترمذی شریف کی شرح)

4- زہر الربیٰ علی المجتبیٰ (سنن ابنِ ماجہ کی شرح)

5- کشف المغطاء فی شرح المؤطا (مؤطا امام مالک کی شرح)

صحاح ستہ کی شروحات کے علاوہ علم حدیث کی اور کتب پر بھی آپ نے بہت کام کیا۔

تدوینِ حدیث میں آپ کی مشہور ترین کتاب جامع الجوامع ہے اور اس کے علاوہ ضخیم ترین کتاب جامع الاصول کے نام سے مشہور ہے جن میں احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

وصال:

آپ نے 63 سال کی عمر پائی ایک معمولی سی مرض یعنی ہاتھ کے ورم میں مبتلاء ہو کر 911ھ خلیفہ المتمسک باللہ کے عہد میں وصال فرمایا۔

امام شعرانی علیہ رحمۃ الربانی فرماتے ہیں کہ آپ کا وصال جادو کی وجہ سے جمعہ کی رات کو 9 جمادی الاولیٰ 911ھ میں ہوا۔

اِک نظر اِس طرف

(ضروری گزارشات)

1- ترجمہ عام فہم انداز میں کرنے کی سعی کی گئی ہے۔
2- اصلِ حدیث کو عربی متن کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔
3- اسبابِ حدیث کے متن کو ذکر کرنے کی بجائے صرف ترجمہ ہی ذکر کیا گیا ہے۔
4- امام سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں صرف احادیث اور اسباب ذکر کیے گئے تھے اور اب ترجمہ کے ساتھ ساتھ ہر حدیث کی مختصر شرح بھی کی گئی ہے۔
5- احادیث سے حاصل ہونے والے مسائل کو کتب فقہ معتبرہ کے حوالوں سے شرح میں تفصیلاً لکھا گیا ہے۔
6- عقائد کے مسائل پر شرح میں سیر حاصل ابحاث کی گئی ہیں۔
7- اصل کتاب میں احادیث کے عنوانات و سرخیاں نہیں تھیں اس لیے تمام تر عنوانات ماسوائے ابواب کے سب سرخیاں خود سے دی گئی ہیں۔
8- حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو لیکن انسان ہونے کے ناطے جو غلطیاں رہ گئیں۔ اربابِ نظر علماء کرام و قارئینِ عظام سے ملتمس ہوں کہ مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ سے اجر پائیں۔
9- اس کتاب کے ترجمہ و شرح و تخریج میں جو جو بھی درستگی ہے وہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جس قدر بھی کمیاں اور خامیاں ہیں وہ اس نکمے کی طرف سے ہیں۔
10- محترم قارئین سے عرض ہے کہ مجھ خادم کیلئے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ عزوجل ساری زندگی اپنے دین کی خدمت لیتا رہے۔

نیک دعاؤں کا طالب
عبدالمصطفیٰ شاہد محمود مدنی عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ

تمام اوقات میں تمام کرنے والوں کی تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے خاص ہیں جو اسباب کا پیدا کرنے والا ہے اور بادلوں کو چلانے والا ہے۔ اللہ عزوجل سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔

اور درود وسلام نازل ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد

علوم حدیث کی اقسام میں سے ایک قسم ان ''احادیث کے اسباب کی پہچان'' ہے۔ جیسے قرآن پاک کے نازل ہونے کے اسباب ہیں (جسے عام طور پر شانِ نزول کہتے ہیں) اور نزولِ قرآن کے اسباب کے بیان میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مشہور ہے اور اسی کے بیان میں میری بھی ایک جامع کتاب ہے جس کا نام ''لباب النقول فی اسباب النزول'' ہے۔

رہے اسباب حدیث، تو اس میں بعض متقدمین علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے کتابیں لکھیں اور ہم ان کتابوں سے واقف نہیں علماء نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے اور علامہ حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ [1] نے اپنی کتاب ''شرح نخبہ'' میں بھی ان کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

میں نے چاہا کہ اسباب حدیث کے بیان میں ایک کتاب لکھوں لہٰذا میں نے اپنی کتاب ''جوامع الحدیث'' میں غور وفکر کیا اور اس میں سے کچھ احادیث کو جمع کیا اور اس کتاب میں اکٹھا کر دیا اور اللہ عزوجل ہی درستی کی توفیق وہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

جلال الدین سیوطی

1- علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ 773ھ میں پیدا ہوئے اور 852ھ میں ذی الحج کو وصال فرما گئے انہوں نے بخاری کی شرح بنام ''فتح الباری'' بھی لکھی ہے۔ (عبد المصطفیٰ مدنی غفرلہ)

فصل

شیخ الاسلام علامہ سراج الدین بلقینی علیہ رحمۃ الغنی (1) نے اپنی کتاب ''محاسن الاصطلاح'' میں فرمایا:

اَلنَّوْعُ التَّاسِعُ وَالسِّتُّوْنَ مَعْرِفَۃُ اَسْبَابِ الْحَدِیْثِ

انہترویں نوع اسباب حدیث کی معرفت میں ہے۔

شیخ ابوالفتح القشیری المشہور ابن دقیق (2) رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ''عمدۃ الاحکام'' میں حدیث ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' پر کلام کرتے ہوئے نویں بحث میں فرمایا۔

بعض متأخرین علماء حدیث اسبابِ حدیث کی تصنیف میں شروع ہوئے جیسا کہ (علماء رحمۃ اللہ علیہم نے) قرآن پاک کے نزول کے اسباب پر تصنیفات فرمائیں۔ مجھے بھی ان میں سے ایک آسان سی کتاب لکھنے کی توفیق ہوئی اور ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' والی حدیث اسی قبیل یعنی اسباب نزولِ حدیث میں داخل ہے جو شخص اس میں تتبع (غور وفکر) کرنے کا متمنی ہو تو اس کیلئے اس میں اور بھی نظائر ہیں۔

(اوپر جو تقریر ہوئی یہ ساری علامہ ابوالفتح قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ بحث تھی۔)

سببِ حدیث پہنچانے کا طریقہ

علامہ سراج الدین بلقینی علیہ الرحمۃ الغنی فرماتے ہیں (اے اسبابِ حدیث کے طالب) تو جان لے کہ کبھی تو سبب حدیث اسی حدیث میں منقول ہوتا ہے جیسا کہ:

1- وہ حدیث جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوالات کا تذکرہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے اسلام، احسان وغیرہ کے بارے میں سوال کیا۔

1- علامہ بلقینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 724ھ شعبان میں پیدا ہوئے اور 805ھ 10 ذیقعدہ کو وصال فرما گئے۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

2- شیخ الاسلام ابن دقیق قشیری رحمۃ اللہ علیہ سن 625ھ شعبان میں پیدا ہوئے سن 702ھ صفر میں وصال فرما گئے۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

2- حدیث قُلَّتَیْنِ کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ پانی جو کھلے میدان میں ہو اور اس کے اردگرد درندے اور چوپائے رہتے ہوں تو کیا وہ پاک ہے؟

3- اور حدیث شفاعت کا سبب بھی خود حدیث میں موجود ہے۔

4- نجدی کے سوال والی حدیث۔

5- دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ پہلی نہیں ہوئی، والی حدیث۔

6- غسل حیض کے طریقہ والی حدیث۔

7- حیض کے خون والی حدیث۔

8- مسائل والی حدیث۔

9- گناہوں کے بارے سوال والی حدیث۔

نوٹ: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے ان کو مکمل بیان نہیں فرمایا لہٰذا میں ان کو بمع اسباب ورود کے بیان کرتا ہوں۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

1- حدیث جبرئیل علیہ السلام

اس حدیث کو عام طور پر حدیث جبرئیل علیہ السلام کہا جاتا ہے اور اس حدیث میں سوال پوچھنے کا سبب بھی بیان کیا گیا ہے مختصر طور پر حدیث یہ ہے کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر تھے اسی دوران ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، چہرے پر سفر کے آثار نمودار تھے اس نے آکر ادب سے بیٹھ کر سوالات کیے جب وہ چلا گیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ سائل کون تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ۔

ترجمہ: یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

سببِ حدیث:

یہی آخری حصہ حدیث مکمل حدیث کا سبب ہے کہ سوالات پوچھنے کی وجہ تعلیم دین تھی۔ اور

اسی سے جواب عنایت فرمانے کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی۔

یہاں سے نبی پاک ﷺ کا فرمانا کہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے اس کا سبب مذکورہ سوالات تھے کہ اگر جبرئیل علیہ السلام نہ آتے اور اس طرح ادب سے سوالات نہ کرتے تو مذکورہ حدیث بھی وارد نہ ہوتی لہٰذا سوالات کا کرنا ہی ورودِ حدیث جبرئیل کا سبب ہے۔

2- حدیث قُلّتین

2- اور حدیث قُلَّتَین کہ نبی پاک ﷺ سے سوال کیا گیا کہ وہ پانی جو کھلے میدان میں ہو اور اس کے ارد گرد درندے اور چوپائے رہتے ہوں تو کیا وہ پاک ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْئًا۔ (1)

3- حدیثِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ۔

ترجمہ: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا لیکن فخر و تکبر نہیں کرتا۔

اور لواءِ حمد (حمد کا جھنڈا) بھی میرے ہاتھ میں ہوگا تمام کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام حتیٰ کہ آدم علیہ السلام بھی اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے، اس پر بھی فخر نہیں اور سب سے پہلے میری قبر ہی شق ہوگی۔ ارشاد فرمایا لوگ تین بار گھبرائیں گے پھر وہ سارے آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ علیک السلام ہمارے باپ ہیں آپ علیک السلام ہی اپنے رب عزوجل سے ہماری سفارش کر دیں۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے مجھ سے خود ایک لغزش ہوئی جس کے سبب مجھے زمین پر آنا پڑا لہٰذا تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور مدعا پیش کریں گے، آپ علیہ السلام فرمائیں گے میں نے اہلِ زمین کیلئے بددعا مانگی تھی، جس سے وہ ہلاک ہوگئے۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

آپ علیہ السلام فرمائیں گے میں نے تین مرتبہ (بظاہر) خلافِ واقعہ باتیں کیں تھیں (پھر نبی پاک

1- اس حدیث کی مکمل وضاحت ''کتاب الطہارۃ'' کی حدیث نمبر 4 کے تحت ذکر کی جائے گی۔

ﷺ نے اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے خود فرمایا کہ انہوں نے ان تینوں باتوں سے دین بچانے کیلئے حیلہ کیا تھا) ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، آپ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے۔ میں نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

سارے لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، وہ ارشاد فرمائیں گے۔ لوگوں نے خدا عزوجل کے سوا مجھے بھی معبود بنالیا تھا لہٰذا تم سردارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ وہ سب لوگ میرے پاس حاضر ہو جائیں گے اور میں ان کے ساتھ چلوں گا۔ (تا کہ ان کی سفارش و بخشش کرواؤں)

شرح حدیث:

یاد رہے کہ جس شخص نے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا اور کسی ضرورتِ دینی کا انکار نہ کیا۔ اس کو شفاعت سے حصہ ملے گا کافر کی نجات کیلئے کسی بھی شفیع کی سفارش کام نہ آئے گی یہ حدیث مبارکہ اہلسنت والجماعت کے عقیدہ شفاعت کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔

اب لفظ محمد ﷺ کے چار حروف کی نسبت سے شفاعت کے متعلق چار احادیث پیش کرتا ہوں

(i) عَنْ اَنَيْسٍ الْاَنْصَارِی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِیْ كُلِّ شَيْئٍ مِمَّا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ حَجْرٍ وَقَدْرٍ۔[1]

ترجمہ: حضرت انیس انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”زمین کے اندر جو بھی چیز ہے میں قیامت کے دن ہر ایک کی سفارش کروں گا“۔

(ii) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عليه وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام اَتَانِی

1- المعجم الاوسط للطبرانی جلد 4 ص 104

اٰنِفًا فَبَشَّرَنِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَد اَعْطَانِی الشَّفَاعَةَ هِیَ فِی اُمَّتِیْ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُثْقَلِیْنَ۔ (1)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو شفاعت عطا فرمائی ہے اور یہ شفاعت آپ صلی اللہ علیک وسلم کے جمیع گنہگار امتیوں کیلئے ہے۔

(iii) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم قَالَ الشَّفَاعَةُ لِمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (2)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے بھی اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کیا میں اس کی سفارش کروں گا۔

(iv) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (3)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن اپنے امتیوں میں سے سب کبیرہ گناہ کرنے والوں کی سفارش کروں گا۔

اللہ عزوجل آپ کی شفاعت سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمائے۔ (امین)

سببِ حدیث:

اس حدیث میں شفاعت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ شفاعت فرمانے کا سبب بھی بیان فرمادیا کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سردار اپنے ماتحت کی سفارش ہی کرتے ہیں لہٰذا سب کے سردار و شفیع ہونے کے سبب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب کی سفارش کروں گا۔

شیخ طریقت رہبر شریعت ماحی بدعت قاطع ضلالت سالارِ قافلۂ عشق و محبت مجدد دین وملت القاری الحافظ المفتی الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن احادیث شفاعت کا تذکرہ اپنے عاشقانہ انداز میں حدائقِ بخشش میں یوں فرماتے ہیں۔ ع

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

1- المعجم الاوسط للطبرانی جلد 4 صفحہ 110

2- المعجم الاوسط للطبرانی جلد 4 صفحہ 107

3- المعجم الصغیر للطبرانی جلد 1 صفحہ 160۔ المعجم الاوسط للطبرانی جلد 6 صفحہ 205

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف اُن کی رسائی ہے صرف اُن کی رسائی ہے

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ع

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کیلئے دریا بہاتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں کہ وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صَر صَر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

اور وہ حدیث شفاعت کہ جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضری کا تذکرہ ہے اس کو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یوں ذکر کرتے ہیں۔

خلیل ونجی مسیح وصفی سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

4۔ نجدی کے سوال والی حدیث

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجد والوں میں سے ایک آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ جس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے۔ لیکن یہ نہیں پتہ چلتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ نزدیک ہوا تو وہ اسلام کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

نبی پاک ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں۔ اس نے عرض کیا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، مگر جو تم خوشی سے (نفل نماز) پڑھو۔ پھر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کے روزے۔ عرض کی: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر ہیں؟

ارشاد فرمایا: نہیں، مگر جو تم خوشی سے نفلی روزے رکھو۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زکوٰۃ''۔ عرض گزار ہوا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر ہیں؟

ارشاد فرمایا: نہیں، مگر جو تم خوشی سے دو۔ وہ آدمی پیٹھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ اللہ عزوجل کی قسم نہ میں اس میں کچھ اضافہ کروں گا اور نہ کچھ کمی کروں گا۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو نجات پا گیا۔ (1)

سببِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ کے آخری الفاظ ''اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ'' میں ہی سبب حدیث بیان فرما دیا گیا۔ ارشاد فرمایا یہ سائل کامیاب ہوگا اور اس کی کامیابی کا سبب اس کا صدق ہے مطلب یہ ہوا کہ جب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو آپ ﷺ نے ارشادات فرمادیئے ہیں میں اس پر پورا پورا عمل کروں گا کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا۔ اگر تو یہ اپنی اس بات میں سچا ہے تو یہ کامیاب ہو گیا۔

5۔ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ پہلی نہیں ہوئی والی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف لائے ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور حاضرِ بارگاہ اقدس ہو کر سلام عرض کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ

1- بخاری جلد 1 صفحہ 12 کتاب الایمان باب الزکوٰۃ من الاسلام

نماز پڑھو تمہاری پہلی نماز نہیں ہوئی۔ وہ گیا اور جس طرح پہلے نماز پڑھی تھی اس بار بھی پڑھ کر حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر اسی طرح فرماتے ہوئے پلٹا دیا وہ پھر آیا اور آ کر نماز پڑھی بعدِ فراغت حاضرِ خدمت ہوا اور سلام کیا نبی پاک ﷺ نے پھر پہلے کی طرح ارشاد فرمایا:

صَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ پھر اس نے معلمِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں تعلیمِ نماز کا عرض کیا اور آپ ﷺ نے تعدیلِ ارکان کی ادائیگی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تفصیلاً تعلیم فرمائی۔ (1)

سببِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں تین مرتبہ لفظ "صلِّ" ارشاد فرمایا گیا کہ نماز پڑھو اور ہر بار سبب بھی ارشاد فرما دیا گیا کہ کیونکہ تمہاری پچھلی نماز ابھی صحیح طرح ادا نہیں ہوئی کیونکہ تو نے تعدیلِ ارکان کو چھوڑ دیا لہٰذا دوبارہ نماز پڑھو۔

تعدیلِ ارکان سے کیا مراد ہے؟:

اس سے مراد ہے کہ رکوع، قومہ، سجود اور جلسہ میں اطمینان بخش ٹھہرنا۔ یعنی جلدی جلدی ادا نہ کرنا کہ قومہ میں کمر سیدھی نہ ہو رکوع میں تسبیح کی مقدار نہ ٹھہرے۔ (2)

تعدیلِ ارکان کا حکم:

تعدیلِ ارکان واجب ہے اگر نہ کی اور سلام پھیر دیا تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔ (3)

6۔ غسلِ حیض کے طریقہ والی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک انصاریہ عورت نے نبی پاک ﷺ سے استفسار کیا کہ غسلِ حیض کس طرح کروں؟

ارشاد فرمایا: خُذِىْ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ۔ کہ ایک مشک آلود پھایا (اون یا کپڑے کا ٹکڑا) لے کر اس کے ساتھ تین دفعہ دھو ڈالو پھر آپ ﷺ نے شرماتے ہوئے اپنے رخِ زیبا کو دوسری جانب

1- بخاری جلد 1 صفحہ 105 کتاب الاذان باب الالتفات فی الصلاۃ، فتح القدیر جلد 1 صفحہ 306

2- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 79

3- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 79

پھیر دیا میں (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا تو جو نبی پاک ﷺ بتانا چاہتے تھے میں نے اسے بتا دیا۔ (1)

سببِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں فرمایا گیا۔

خُذِىْ فِرصَةً مُمِسَّكَةٍ کہ مشک آلود کپڑا لے کر اس جگہ کو دھو ڈالو کیونکہ اس کے ساتھ دھونے سے طہارت حاصل ہو جائے گی حیض کا خون وغیرہ زائل ہو جائے گا کیونکہ ممسکۃ کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ ایسی خوشبو جس سے خون کا اثر ختم ہو جائے اور صفائی حاصل ہو۔ جو کہ اس ارشادِ عالی کا سبب ہے اور دوسرا یہ بھی کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات اس عورت کے سوال کی وجہ سے ارشاد فرمائے۔

7- حیض کے خون والی حدیث

حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی پاک ﷺ سے سوال پوچھا کہ جب ہم میں سے کسی عورت کے کپڑوں کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ تو معلمِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے ہاتھ سے مَل ڈالے اور پھر پانی سے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے۔ (2)

سببِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں کپڑے سے خون صاف کرنے کی کیفیت بیان فرمائی گئی لیکن ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے ایسا کیوں اور کب کرنا ہے فرمایا جب کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو تب وہ اس طریقے سے طہارت حاصل کرے تا کہ صفائی حاصل ہونے پر نماز پڑھ سکے۔

8- سائل والی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے افضل عمل کونسا ہے؟

1- بخاری جلد 1 صفحہ 45 کتاب الحیض باب غسل الحیض

2- بخاری جلد 1 صفحہ 45 کتاب الحیض باب غسل دم الحیض

ارشاد فرمایا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد۔ عرض کیا گیا پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا: مقبول حج۔

سبب حدیث:

اس حدیث مبارکہ کے ورود کا سبب سائل کا سوال ہوا۔ وہ اگر سوال نہ کرتا تو اعمال میں یوں ترتیب وارد نہ ہوتی بلکہ مبہم رہتا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟

9۔ گناہوں کے متعلق سوال والی حدیث

حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ عزوجل کے ہاں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟

ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کیلئے کسی کو شریک ٹھہرانا حالانکہ اللہ عزوجل نے تجھے پیدا کیا ہے پھر اس نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟

ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو اس خوف سے مار دینا کہ وہ تجھ سے کھانا مانگے گی۔ عرض کیا: اس کے بعد کونسا؟

ارشاد فرمایا: اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

شرح حدیث:

شرک سب سے بڑا گناہ ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش بھی نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔[1] (القرآن)

ترجمہ: ”بے شک اللہ عزوجل شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دیتا ہے“۔

اور حدیث میں دوسرے نمبر پر فرمایا اولاد کو رزق کھلانے کے خوف سے قتل کر دینا قرآن نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ۔[2] (القرآن)

ترجمہ: بھوک کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو انہیں اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں“۔

1- پ5 رکوع 15 النساء آیت نمبر 116

2- پ15 رکوع 4 بنی اسرائیل آیت نمبر 31

سببِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں گناہوں کا تذکرہ ہوا کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی سببِ حدیث سائل کا سوال ہے کہ اگر وہ سوال نہ کرتا تو شاید اس ترتیب سے گناہوں کا پتہ نہ چلتا۔

خلاصۂ کلام:

علامہ نے نہ تو ان نو 9 احادیث کا ذکر فرمایا اور نہ ہی ان کے اسباب بیان فرمائے ہیں۔ صرف احادیث کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ کبھی "سببِ حدیث" خود اسی حدیث میں مذکور ہوتا ہے اور اس طرح کی احادیث بہت ہیں جن میں سبب حدیث بھی مذکور ہوتا ہے۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

علامہ بلقینی علیہ رحمۃ الغنی فرماتے ہیں کہ کبھی تو سبب اسی حدیث میں منقول ہوتا ہے جیسے مذکورہ احادیث اور کبھی اسی حدیث میں سبب منقول نہیں ہوتا بلکہ اس حدیث کی اسناد مختلف ہوتی ہیں کسی سند میں سبب منقول ہوتا ہے کسی میں نہیں اور یہ بحث قابل بیان ہے اور یہ حدیث اسی قسم میں سے ہے کہ

اَفْضَلُ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِی بَیْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوبَةَ۔ (1)

ترجمہ: آدمی کیلئے افضل یہ ہے کہ فرض نمازوں کے علاوہ بقیہ نمازیں گھر میں پڑھ لے۔

اس حدیث مبارکہ کو شیخین کریمین امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اور بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ یہ حدیث ایک سائل کے سوال پر وارد ہوئی اس بات کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن" میں اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل میں بیان کیا کہ:

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

1- بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ 1082 جلد 2، النسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب الحث علی الصلوٰۃ فی البیوت 237

معلم کائنات محبوبِ ربُ العزت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو مجھے نہیں دیکھتا کہ میرا گھر مسجد کے سب سے زیادہ قریب ہے گھر میں نماز پڑھنا مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب و پسند ہے سوائے فرض نمازوں کے (کہ وہ مسجد میں ادا کرنا جماعت کے ساتھ ضروری ہیں)

توضیح حدیث از مترجم:

نبی پاک ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے اس کا سبب حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا سوال ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا کہ نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ تو یہی سوال اِس ارشادِ مصطفیٰ ﷺ کا سبب ہے۔

سببِ حدیث کی پہچان کا طریقہ

علامہ بلقینی علیہ الرحمۃ الغنی نے چند اور مثالیں ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس نوع میں جو اسبابِ حدیث بیان کئے گئے ہیں اس میں ایک صورت تو یہ ہے کہ سائل کا سوال یا کوئی بھی سبب حدیث پہلے ہو، اس کو ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی ارشادِ مصطفیٰ ﷺ پہلے ہوتا ہے اور سببِ حدیث بعد میں۔

اور یہ بھی متعین ہے کہ اس لمحے میں جو بھی سرکار ﷺ کلام ارشاد فرمائیں تو اس میں ایک نہیں بلکہ ڈھیروں ڈھیر امور پائے جاتے ہیں جو اسباب حدیث کی پہچان رکھنے والوں کے لیے واضح ہو جاتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''شرعی ابواب اور قصوں'' میں جن احادیث کے اسباب ذکر کئے گئے ہیں ان کی شرح و تفصیل بہت طویل ہے ہم نے اپنی اس کتاب میں تمام احادیث کا ذکر نہیں کیا بلکہ جو اسبابِ حدیث کی معرفت کا ذوق رکھتا ہے اس کیلئے بطور نمونہ کچھ کا تذکرہ کیا ہے تاکہ جو ''اسباب حدیث'' میں تصنیف کا شوق رکھتا ہو اس کیلئے یہ مدخل ہو جائے۔ اور اللہ عزوجل ہی سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس فن میں اپنے فضل و کرم سے ہمیں کچھ کام کرنے پر اعانت و امداد فرمائے۔ آمین۔

اور علامہ زمن ابن مُلَقِّن رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح عمدۃ الاحکام'' میں فرمایا۔

اے اسباب حدیث کی معرفت کے طالب! بعض متاخرین محدثین رحمۃ اللہ علیہم اسباب حدیث

کی تصنیف وتالیف میں شروع ہوئے ہیں جیسا کہ شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تصنیف و تالیف کے شعبہ کو تقویت دی۔ اور ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصنیف فرمائی یہاں تک کہ یہ سلسلہ تصنیف علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا اور میں نے یہ بات بھی سنی ہے کہ عبدالغنی بن سعید الحافظ علیہ رحمۃ الحافظ نے بھی اس میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جو ''عمدۃ الاحکام'' کی طرح ہے اور جو بندہ احادیث میں تتبع (غور وفکر) کرے گا اسے اسبابِ حدیث نکالنے پر قدرت حاصل ہو جائے گی اور مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل مجھے اس کام کی توفیق عطا فرمائے گا۔[1] امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین۔

1- علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقدمہ میں جہاں اسباب حدیث کی مثالیں دی ہیں وہیں اسبابِ حدیث کی معرفت کے اصول بھی بیان کردیئے تاکہ احادیث کو صحیح طرح سمجھنے کا ملکہ حاصل ہوسکے اور اس فن کی طرف توجہ بھی مرکوز فرمائی اللہ عزوجل ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم) (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

باب 1:

باب الطهارة

طہارت کا بیان

1. أخرج الأئمة الستة عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: إنّما الأعمالُ بالنيّات وإنما (لامرئ) ما نَوى۔ فَمَنْ كانتْ هِجْرته إلى الله ورسوله، فهجرته إلى الله ورسوله۔ ومَنْ كانت هِجْرته إلى دنيا يُصيبها أو إمرأة يتزَوّجها فَهِجرته إلى ما هاجر إلَيْه۔

ترجمہ: ائمہ حدیث صحاح ستہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی لہٰذا جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہی ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اُسے پالے یا عورت کی طرف ہو کہ اس سے نکاح کرے تو جس طرف اس کا ارادہ ہے اس کی ہجرت اسی طرف ہے۔(1)

سببِ حدیث:

زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے ''اخبارِ مدینہ'' میں فرمایا مجھے محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی کہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جب شاہ دوعالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہاں آکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بخار سے کمزور ہوگئے اور ایک آدمی مدینہ میں آیا اس نے ایک مہاجرہ عورت سے شادی کرلی۔ نبی پاک ﷺ

1- بخاری کتاب النکاح باب من ھاجر او عمل خیراً جلد 2 صفحہ 759، مسلم کتاب الامارۃ باب انما الاعمال بالنیات جلد 2 صفحہ 140

منبرِ اقدس پر جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے آپ ﷺ نے اس جملے کو تین مرتبہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس کی ہجرت طلب دنیا میں ہو یا عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں تو جس طرف کا وہ ارادہ رکھتا ہے اس کی ہجرت اسی طرف ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور تین مرتبہ دعا فرمائی اے اللہ عزوجل! ہم سے اس بیماری کو دور فرما جب صبح ہوئی تو ارشاد فرمایا آج رات میرے سامنے بخار کو لایا گیا جو کہ ایک کالی سیاہ بڑھیا عورت کی طرح تھا جس کا گریبان اس کے ہاتھوں میں تھا جو اُسے لایا اور اس نے عرض کیا کہ یہ بخار ہے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیک وسلم کیا فرماتے ہیں؟ میں نے فرمایا اسے خم (مکہ مدینہ کے درمیان میں ایک جگہ کا نام) میں ڈال دو۔[1]

شرح حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ نے ایک انتہائی اہم چیز کا حکم دیا ہے جو عبادات کی قبولیت کا سبب بنتی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ ہر نیک کام اخلاص کے ساتھ صرف اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہو۔

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اگر ایک نیک عمل اچھی نیت سے کیا جائے تو اس کا ثواب ہے اور اگر وہی عمل دکھاوے اور ریا کاری کیلئے کیا جائے تو وبال و گناہ ہے۔

علم دین کس نیت سے حاصل کرنا چاہیے؟:

علم دین کا حصول اگر اللہ عزوجل کی رضا کیلئے ہو اور دینِ اسلام کی خدمت کے لیے ہو تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسے طالبِ علموں کو اس حال میں موت آجائے تو اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔[2]

اور اگر بد نیتی کے ساتھ علم دین کو حاصل کرے تو گناہ و وبال ہے حدیث پاک میں ہے۔

1- عمدۃ القاری جلد 1 صفحہ 58

2- الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 53، مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم صفحہ 36، مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 331 کتاب العلم

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس لیے علم حاصل کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا جاہلوں سے جھگڑے گا اور لوگوں کو اپنا شیدائی بنائے گا تو ایسے عالم کو اللہ عزوجل دوزخ میں داخل فرمائے گا۔(1)

اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے طلبِ دنیا کے لیے علمِ دین سیکھا تو اسے جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی۔(2)

اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے نہیں بلکہ غیر اللہ کے لیے علم سیکھا تو اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ کو بنالیا''۔(3)

کلماتِ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کا معنی ہے کہ اعمال کی تصحیح یا قبولیتِ اعمال یا اعمال میں کمال یعنی عمل کامل نیت سے ہوگا اور اس کے علاوہ یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر ہے۔(4)

مثال کے طور پر اگر کوئی جانور رکھنے والا آدمی جانور کو اس نیت سے چارہ ڈالے کہ مجھے اس چیز کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے تو اسے ثواب ملے گا اور یہ نیت نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ مال کی حفاظت ہو جائے تو پھر ثواب نہیں ملے گا۔(5)

نیت کی تعریف:

نیت کا لغوی معنی ہے ارادہ اور شرعاً دل کا کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا اس طرح کہ اس کا یہ ارادہ فعل کے ساتھ متصل ہو۔(6)

دل کا اس چیز کی طرف متوجہ ہونا جسے وہ اپنی غرض کے موافق سمجھ رہا ہے۔(7)

1- الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 66، مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم صفحہ 34
2- مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم صفحہ 35، الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 65
3- الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 67
4- اربعینِ نووی للمسلم صفحہ 10
5- اربعینِ نووی للمسلم صفحہ 10
6- اربعینِ نووی للمسلم صفحہ 10
7- فتح الباری کتاب بدء الوحی جلد 1 صفحہ 16

جیسی نیت ویسا ہی حکم:

اگر کوئی آدمی کوئی نیک کام صرف اللہ عزوجل کی رضا کیلئے کرے تو اسے ثواب ملے گا اور اگر اس نے کیا تو اللہ عزوجل کی رضا کیلئے لیکن کوئی اور دنیوی غرض بھی ضمناً آ گئی تو پھر بھی ثواب ملے گا لیکن مخلص کے عمل سے کم۔

اور اگر صرف دنیوی مفاد کی نیت کی تو کوئی ثواب نہیں اور اگر دنیوی کام میں بھی نیتِ صحیح کرے مثلاً ہجرت کرتا ہے عورت کو پانے کیلئے اور نیت یہ کرتا ہے کہ نکاح کی وجہ سے دوسرے گناہوں سے بچ جاؤں گا تو اس صورت میں بھی ثواب پائے گا۔

لہٰذا معنی یہ ہے کہ اگر دنیوی غرض غالب ہے تو اجر و ثواب نہیں اور اگر دینی غرض غالب ہے تو اجر پائے اور اگر بین بین ہے یعنی دینی و دنیاوی اغراض برابر ہیں کسی کو بھی ترجیح نہیں دی تو اس صورت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اجر نہیں۔

اور اگر کوئی کام کیا تو اللہ عزوجل کی رضا کیلئے لیکن کام کرتے ہوئے درمیان میں کوئی اور غرض آ گئی تو ابتدائی حالت کا اعتبار ہے اگر ابتداءً نیت ٹھیک تو اجر پائے اور اگر ابتداءً نیت خراب تو اجر سے محروم۔(1)

اس حدیث کے آنے کا سبب مہاجر ام قیس ہیں کہ انہوں نے ام قیس نامی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کی تھی۔(2)

سمندر کا پانی

2. أخرج مالك والشافعي وأحمد وابن أبي شيبة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ في البحر: هُوَ الطّهر ماؤه الحلُّ مَيْتَتَه۔

ترجمہ: امام مالک و امام شافعی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے سمندر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔(3)

1- فتح الباری جلد 1 صفحہ 22 تا 23

2- فتح الباری جلد 1 صفحہ 13

3- سنن نسائی جلد 1 صفحہ 21، صحیح ابن خزیمہ جلد 1 صفحہ 99، سنن دار قطنی جلد 1 صفحہ 96

سببِ حدیث:

امام احمد، حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے ایک شکاری آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم شکار کے ارادہ سے سمندر کے سفر پر ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس پانی کا چھوٹا سا برتن ہے اسے امید ہوتی ہے کہ وہ جلد ہی شکار پکڑ لے گا کبھی تو جلد پکڑا جاتا ہے اور بعض اوقات شکار جلد نہیں ملتا یہاں تک کہ سمندر کے اس حصہ تک پہنچ جاتا ہے جہاں پہنچنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا احتلام یا بے وضو کی حالت میں اگر اسی برتن کے پانی سے وضو یا غسل کریں تو شاید ہم میں سے کوئی پیاسا مر جائے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارشاد فرمائیں کہ جب ہمیں اس قسم کا خوف ہو تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو یا غسل کر سکتے ہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وضو یا غسل دونوں کر سکتے ہو کہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔(1)

شرحِ حدیث:

اس حدیثِ مبارک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک ''سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے'' کا سبب ان شکاریوں کا سوال ہے۔

اس حدیثِ مبارک سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اگر اور کوئی پانی موجود نہ ہو تو اس پانی سے وضو کر لیا جائے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ سمندر کا پانی مطلقاً پاک ہے۔(2)

پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

3. أخرج أحمد و ابن خزیمة و ابن حبّان عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ: الماء لا یُنجسهُ شيء۔

ترجمہ: حضرت امام احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانی کو کوئی چیز بھی ناپاک نہیں کرتی''۔(3)

1- ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بماء البحر جلد 1 صفحہ 13، ترمذی باب ماجاء فی ماء البحر انہ طهور جلد 1 صفحہ 113، سنن دار قطنی جلد 1 صفحہ 104، فتح القدیر جلد 1 صفحہ 75

2- ہدایہ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء و مالا یجوز صفحہ 33

3- نسائی کتاب المیاہ باب ذکر بئر بضاعۃ جلد 1 صفحہ 62، ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی بئر بضاعہ جلد 1 صفحہ 62

سببِ حدیث:

امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بُضاعہ کے کنواں سے وضو فرما رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم اس کنویں سے وضو فرما رہے ہیں؟ حالانکہ اس کنویں میں تو متعفن اشیاء (بدبودار چیزیں) ڈالی جاتی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔[1]

شرح حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ کے ظاہر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی خواہ وہ چیز ناپاک ہو یا پاک جبکہ یہ معنی صحیح نہیں بلکہ حدیثِ پاک میں مذکور لَا یُنَجِّسُهُ شَيْءٌ لفظ شے سے مراد پاک چیز ہے اب معنی یہ ہوگا کہ پانی کو کوئی بھی پاک چیز ناپاک نہیں کرتی۔[2]

مسئلہ یوں ہے کہ جس پانی میں نجاست گری ہو تو دیکھیں گے کہ وہ پانی قلیل ہے یا کثیر اور جاری پانی ہے یا ٹھہرا ہوا۔

اگر قلیل ہے تو نجاست کے گرنے سے سارا پانی ناپاک ہو گیا اور اگر پانی کثیر ہے تو دیکھیں گے کہ جاری ہے یا ٹھہرا ہوا اگر جاری ہے تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر کثیر ہے لیکن ٹھہرا ہوا ہے تو دیکھیں گے کہ وہ ''دہ دردہ'' (یعنی دس ہاتھ لمبائی میں اور دس ہاتھ چوڑائی میں) ہے یا نہیں اگر ہے تو ناپاک نہ ہوگا ورنہ ہو جائے گا۔ ہاں اگر اس نجاست کے گرنے سے پانی کا کوئی وصف بدل جائے تو اب یہ پانی بھی وضو و غسل کے حق میں ناپاک ہو جائے گا۔[3]

اور اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو اگر پانی کے دو وصف بدل جائیں تو پانی ناپاک ہے اور اگر ایک وصف بدلا یا کوئی بھی تبدیلی نہ آئی تو پانی پاک ہے۔[4]

اور پانی کے اوصاف تین ہیں: رنگ، بو، ذائقہ۔[5]

1- نسائی کتاب المیاہ باب ذکر بئر بضاعہ جلد 1 صفحہ 62، ابوداؤد کتاب الطہارت باب ماجاء فی بئر بضاعہ جلد 1 صفحہ 11
2- حاشیہ عنایہ چلپی جلد 1 صفحہ 77
3- ہدایہ و شرح عنایہ جلد 1 صفحہ 81-80
4- عنایہ جلد 1 صفحہ 77
5- ہدایہ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء صفحہ 36

اور نبی پاک ﷺ نے اس کنویں سے وضو اس لیے فرمایا کہ وہ کنواں جاری تھا اس کنویں کا پانی دو باغوں میں جاری تھا مزید اس سے پانچ باغوں کو پانی لگایا جاتا تھا اور جاری پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا جب تک کوئی وصف نہ بدلے اور اس کنویں کا کوئی وصف نہیں بدلا تھا۔[1]

پانی دو قُلّے ہو تو؟

4. أخرج أبو أحمد الحاكم والبيهقي عن يحيٰى بن يعمر أن النبي ﷺ قال: إذا كان الماء قُلّتين لم يحْملْ نَجَساً ولا بأساً أوْ قالَ خبثًا۔

ترجمہ: ابو احمد حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت یحیٰی بن یعمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب پانی دو قُلّے ہو جائے تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا۔

سببِ حدیث:

حضرتِ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب اس کنویں کے متعلق پوچھا گیا جو کھلے میدان میں ہو اور اس کے اردگرد چوپائے اور درندے گھومتے رہتے ہوں تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب پانی دو قُلّے ہو جائے تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔[2]

شرحِ حدیث:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شافعی تھے اور مذکورہ حدیث بھی شافعی مذہب کی تائید کرتی ہے جبکہ احناف کے ہاں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کے متن، اسناد میں اضطراب ہے۔ کسی حدیث میں دو قُلّہ کا ذکر ہے کسی میں تین کسی میں چالیس اور اسی طرح قُلّہ بھی مجہول ہے جس کی مقدار مقرر نہیں اس کے علاوہ اور بھی حدیث میں اعتراض ہیں جن کی وجہ سے علامہ ابن ہمام حنفی صاحب فتح القدیر اور شیخ الاسلام محمد بن محمود حنفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ اور علامہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کو ضعیف فرمایا۔

1- عنایہ جلد 1 صفحہ 81

2- ترمذی ابواب الطہارۃ باب الماء لاینجسہ شئی جلد 1 صفحہ 112، نسائی کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی الماء جلد 1 صفحہ 18

اس کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علی بن مدینی اور صاحب دار قطنی اور ابوداؤد رحمہم اللہ وغیرہ محدثین نے بھی اس حدیث کوضعیف فرمایا۔(1)

لیداور ہڈیوں سے استنجاء کرنا؟

5. أخرج الترمذی عن عبداللّٰہ بن مسعود قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تَسْتَنْجوا بالروْثِ ولا بالعظام فإنّه زاد إخوانِكُم منَ الجنّ۔

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لید اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کا زادِ راہ (توشہ۔کھانا وغیرہ) ہے۔(2)

سببِ حدیث:

امام طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے ''دلائل'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ میں حاضر تھے اور خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ آجائے اور میرے ساتھ وہی آئے جس کے دل میں رائی برابر بھی کینہ نہ ہو راوی حدیث فرماتے ہیں میں ساتھ ہولیا اور میں نے ایک چھوٹا سا برتن بھی لے لیا میرے خیال میں اس میں پانی تھا۔

میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ کے ایک اونچے حصّہ پر آ گئے تو وہاں میں نے کالی سیاہ ایک جماعت کو دیکھا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گرد ایک خط (دائرہ) کھینچ دیا اور ارشاد فرمایا جب تک میں واپس نہ آؤں تم اسی میں ٹھہرنا میں وہیں رک گیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپک رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طویل رات میں رات بھر ان سے کلام فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نے واپس آکر) مجھے فرمایا۔

اے ابنِ مسعود رضی اللہ عنک کیا تو اس وقت کا یہیں کھڑا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے

1- فتح القدیر وعنایہ جلد 1 صفحہ 82-81، ہدایہ کتاب الطہارۃ باب المیاہ الذی یجوز بہ الوضوء ربع اول صفحہ 35

2- نسائی کتاب الطہارۃ باب النھی عن الاستطابۃ بالعظم عنہ جلد 1 صفحہ 16، دارمی کتاب الطہارۃ باب النھی عن الاستنجاء بعظم جلد 1 صفحہ 181، ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ما نھی عنہ ان یستنجی بہ جلد 1 صفحہ 6

دل کے قرار وسکون آقا ﷺ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے ہی تو فرمایا تھا کہ جب تک میں واپس نہ آجاؤں یہیں رہنا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس وضو کیلئے پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! (راوی فرماتے ہیں) پھر میں نے اس برتن کا منہ کھولا تو اس میں نبیذ (شراب) تھی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب میں نے اس برتن کو ساتھ لیا تھا تو میرا خیال تھا کہ اس میں پانی ہے جبکہ یہ تو نبیذ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پاک پھل اور پاک پانی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا جب آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہونے لگے تو اس جماعت کے دو اشخاص نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہماری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم ہماری امامت فرمائیں لہٰذا رسول پاک ﷺ نے ان دونوں کی صف بنائی اور ہمیں نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کون تھے؟

ارشاد فرمایا کہ یہ نصیبین (ایک جگہ کا نام) کے جن تھے جو میرے پاس آکر اپنے امور کے متعلق جھگڑ رہے تھے انہوں نے مجھ سے زاد (طعام وغیرہ) کا سوال کیا تو میں نے انہیں زاد عطا فرمایا راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی ایسی چیز تھی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم زاد کے طور پر دیتے؟

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جی ہاں میں نے انہیں زاد دیا میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم نے انہیں کیا عطا فرمایا؟ ارشاد فرمایا کہ میں نے انہیں ''لید'' دی تو انہوں نے اسے اس طرح لیا جیسے جَو لئے جاتے ہیں اور ان میں جو ''ہڈیاں'' ملیں تو وہ ان کے لیے کپڑوں کی طرح تھیں۔ اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے لید اور ہڈیوں سے استنجاء کرنا منع فرمایا۔

ہڈی اور لید سے استنجاء کرنا منع کیوں؟:

اس حدیث پاک میں جہاں پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ جنات کیلئے بھی رحمت ہیں جب وہ مانگیں میرے محبوب ﷺ انہیں بھی عطا فرماتے ہیں۔

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رحمۃ اللعالمین ہو

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ ''ہدایہ'' میں وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لید سے استنجاء اس لیے منع ہے کہ یہ نجاست ہے اور ہڈی سے اس لیے منع ہے کہ یہ جنوں کا کھانا ہے اور حدیثِ پاک میں دونوں کو

جنوں کا کھانا کہا گیا ہے۔

مسئلہ: اگر ان سے استنجاء کرلیا تو ہو جائے گا کیونکہ مقصود صفائی تھی اور وہ حاصل ہو گئی۔ لیکن خلافِ سنت ہے۔(1)

ایڑیوں کیلئے آگ سے ہلاکت ہے

6. أخرج البخاری ومسلم والترمذی عن أبی هريرة- قال: قال رسول الله ﷺ: ويلٌ للأعقاب منَ النَّار۔

ترجمہ: امام بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایڑیوں کیلئے آگ سے ہلاکت ہے''۔(2)

سببِ حدیث:

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم سفر کر رہے تھے اس سفر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم (بظاہر) ہم سے پیچھے رہ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس وقت ملے جب نماز کا وقت بالکل تنگ تھا اور ہم وضو کر رہے تھے ہم نے (دھونے کے بجائے) اپنے پاؤں پر مسح کرنا شروع کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں سے باآواز بلند ارشاد فرمایا: ''ایڑیوں کیلئے آگ سے ہلاکت ہے''۔(3)

دوسرا سبب:

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا ایک اور سبب بیان فرمایا۔

حضرت احمد بن جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو وضو کرتے ملاحظہ فرمایا کہ ان کی ایڑھیوں تک پانی نہیں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ایڑھیوں کیلئے آگ سے ہلاکت ہے''۔(4)

1- ہدایہ فصل فی الاستنجاء ربع اول صفحہ 80-79

2- بخاری کتاب العلم باب من رفع صوتہ بالعلم جلد 1 صفحہ 14، مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل الرجلین بکمالھا جلد 1 صفحہ 124، ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب غسل العراقیب جلد 1 صفحہ 35

3- بخاری کتاب العلم باب من رفع صوتہ بالعلم جلد 1 صفحہ 14، مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل الرجلین بکمالھا جلد 1 صفحہ 124

4- مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ باب العمل فی الوضو جلد 1 صفحہ 13، مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 316

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پاؤں کا دھونا وضو میں فرض ہے اور اس کو قرآن پاک نے بھی اسی طرح بیان فرمایا کہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط (پ ۶ المائدہ ۶)

"اے ایمان والو! جب نماز کیلئے کھڑا ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ہاں اگر موزے پہنے ہوں تو پھر مسح کافی ہے اور دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی غلطی پر ہو تو دوسرے کو چاہیے کہ وہ اسے تنبیہ کر دے تا کہ وہ گناہ سے بچ جائے اور یہ تبلیغ کا ثواب پا لے۔

موزوں اور دوپٹے پر مسح

نوٹ: کتاب میں اس جگہ میں نے حدیث نہ پائی لہٰذا اس حدیث کو "مسند امام احمد" کے حوالے سے پیش کرتا ہوں۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

7. عن بلال أن رسول اللہ ﷺ قال: "امسحوا على الخفّين والخمار"۔

ترجمہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ "موزوں اور دوپٹے پر مسح کرو"۔(1)

سبب حدیث:

حضرت امام احمد اور ابوداؤد علیہما الرحمۃ الودود نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سَرِیَّہ (قافلہ جہاد) کسی جگہ بھیجا وہاں سردی تھی جب وہ لوگ واپس بارگاہِ خیر الانام ﷺ میں حاضر ہوئے تو سردی کے متعلق شکایت کی تو نبی پاک ﷺ نے انہیں موزوں اور عماموں پر مسح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔(2)

1- مسند امام احمد جلد 6 صفحہ 14-13

2- ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب المسح علی العمامۃ جلد 1 صفحہ 21

شرحِ حدیث:

کیا عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے؟

اس حدیث مبارکہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح موزوں پر مسح جائز ہے اسی طرح عمامہ پر بھی مسح کر لینا کافی ہے لیکن اس حدیث کی تفسیر ابوداؤد شریف کے اسی باب کی دوسری حدیث کرتی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پر قطری کا بنا ہوا عمامہ تھا پس آپ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھ مبارک کو عمامہ کے نیچے فرما کر سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا اور عمامہ کے پیچ کو نہ توڑا۔(1)

لہٰذا معلوم ہوا کہ عمامہ کے اوپر مسح کرنا جائز نہیں۔

نماز جمعہ کیلئے غسل کرنا

8. أخرج مالك والأئمة الستة عن عمر أن رسول الله ﷺ قال: إذا جاء أحدُكم الجمعة فَلْيغتسلْ۔

ترجمہ: امام مالک اور ائمہ ستہ (بخاری و مسلم و ترمذی ابن ماجہ نسائی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ کو حاضر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کر لے۔(2)

سببِ حدیث:

امام احمد ابوداؤد اور حاکم رضی اللہ عنہم نے روایت بیان فرمائی اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ عراق میں سے دو آدمی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے غسل جمعہ کے بارے میں پوچھا کہ کیا جمعہ کے دِن غسل کرنا واجب ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو جمعہ کو غسل کر لے اُس نے اچھا و بہتر کیا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جمعہ کا غسل کیسے شروع ہوا۔ پھر فرمایا:

1- ابوداؤد حوالہ مذکورہ جلد 1 صفحہ 22-21

2- بخاری کتاب الجمعہ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ جلد 1 صفحہ 120، مؤطا امام مالک کتاب الجمعہ باب العمل فی غسل یوم الجمعہ جلد 1 صفحہ 87

رسول اللہ ﷺ کے مقدس زمانے میں لوگ غریب ہوتے تھے اور اون کا لباس پہنتے تھے اپنے کندھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے اور مسجد تنگ تھی مسجد کی چھت بھی اونچی نہ تھی نبی پاک ﷺ جمعہ کے دن سخت گرمی میں مسجد شریف میں تشریف لائے اور منبر بھی چھوٹا تھا جس کے صرف تین درجے تھے آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا لوگوں کو گرمی کی وجہ سے پسینہ آیا ہوا تھا۔ اور پسینے اور اُون کی بدبو ان کے بدنوں پر پھیلی ہوئی تھی یہاں تک کہ بعض بعض سے گھن کھانے لگے اور پسینے کی بو (اس قدر ہوگئی کہ) رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی حالانکہ آپ ﷺ منبرِ اقدس پر تھے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو جب یہ دن آئے تو غسل کرلو اور جسے اچھی خوشبو یا اچھا تیل ملے تو وہ اسے بھی استعمال کرلے۔ (1)

دوسرا سببِ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ الباری نے اس حدیث کا ایک اور سببِ ورود بیان فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس غسل جمعہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کے لوگ بلند پہاڑوں پر رہتے تھے اور وہ جمعہ کو حاضر ہوتے اس حال میں کے ان کے کپڑے میلے ہوتے جب ہوا چلتی تو بدبو پھیل جاتی جس سے لوگوں کو اذیت ہوتی۔

اس بات کا تذکرہ طیب وطاہر مصطفیٰ ﷺ کی جناب میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم لوگ غسل نہیں کرتے؟''(2)

تیسرا سببِ:

رئیس المحدثین امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ الباری نے اس کا ایک اور سبب ورود بیان فرمایا ہے۔

ابن حبان علیہ رحمۃ المنان نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کہ حضرت

1- ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی ترک الغسل یوم الجمعہ جلد 1 صفحہ 57، فتح القدیر جلد 1 صفحہ 70

2- النسائی کتاب الجمعہ باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعہ جلد 1 صفحہ 204

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پہاڑوں میں رہنے والے لوگ اپنے گھروں سے نماز جمعہ کے لیے حاضر ہوتے اس حال میں کے بوریئے کا لباس پہنے ہوتے جس پر گرد و غبار اور پسینہ آیا ہوتا جس سے بدبو نکلتی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی نبی مطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کاش کہ تم لوگ اپنے اس دِن میں پاک و مطیب (خوشبودار) ہوتے۔

غسل جمعہ کی تحقیق:

اس حدیث مبارکہ اور اس کے اسباب سے پتہ چلا کہ جمعہ کے دن اس حالت میں مسجد میں جائیں کہ دیگر نمازیوں کو تکلیف نہ ہو بعض افراد بدبودار لباس و بدن کے ساتھ جمعہ کیلئے حاضر ہوتے ہیں ان کو اپنے اس عمل پر توجہ فرمانی چاہیے۔

جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے یا سُنَّت؟

اس مسئلہ میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے۔ امام مالک علیہ رحمۃ المالک کے ہاں واجب ہے اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی ایک قول میں واجب ہے۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا حکم دیا اور حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے لہٰذا جمعہ کے دِن غسل کرنا واجب ہے۔

جبکہ ہمارے آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں جمعہ کے دن غسل کرنا سنت و مستحب ہے ہماری دلیل ایک تو مذکورہ سبب ثانی و ثالث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غسل کو پسند فرمایا اس کے علاوہ ایک اور روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ اَفْضَلُ۔[1]

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دِن وضو کیا تو اسے یہ کافی ہے اور بہت اچھا طریقہ ہے اور اگر غسل کرلے تو یہ افضل ہے۔[2]

اگر غسل جمعہ واجب ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کو افضل نہ فرماتے بلکہ اس پر تاکید فرماتے۔

دوسرا یہ مسئلہ بھی بہت ہی اہم ہے کہ جمعہ کے دِن غسل کرنا یہ جمعہ کے دِن کی سنت ہے یا نماز جمعہ کے لیے۔

1- فتح القدیر جلد 1 صفحہ 70، ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب مذکور جلد 1 صفحہ 57

2- ہدایہ ربع اول فصل فی الغسل صفحہ 32، فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 18

توصیح مسئلہ یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لیے غسل سنت ہے کیونکہ جمعہ کے دِن کو بھی فضیلت نماز جمعہ کی وجہ سے ہی حاصل ہے اور دوسرا یہ بھی ہے کہ طہارت بھی نماز کے متعلق ہے نہ کہ دِن کے اور غسل سے مقصود بھی طہارت ہے لہٰذا اگر کسی نے جمعہ کے دِن نماز جمعہ کے بعد غسل کیا تو اسے سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔(1)

1- ہدایہ شرح عنایہ جلد 1 صفحہ 71، فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 19-18، فتاویٰ قاضی خاں جلد 1 صفحہ 87، اللباب شرح القدوری جلد 1 صفحہ 42

باب 2:

باب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

نماز کے وقت سو جانے یا بھول جانے کا کفارہ

9. أخرج البخاری و مسلم عن أنس قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: مَنْ نامَ عنْ صلاۃ أو نسیها فکفارتها أنْ یُصلیَها إذا ذکرها۔ لا کفّارۃ لها إلّا ذلك، أقمِ الصَّلاۃَ لذکری۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز کے وقت میں سویا رہے یا نماز پڑھنا بھول گیا (اور نماز کا وقت ختم ہو گیا) تو اس نماز کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے (اور جب بیدار ہو) اسی وقت نماز پڑھ لے اس کے علاوہ اور کوئی کفارہ نہیں (کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے) اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی۔ میری یاد کے لیے نماز ادا کرو۔(1)

پہلا سبب:

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے اور سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی مکرم و معظم ﷺ کو جس رات سیر کروائی گئی آپ ﷺ صبح سوئے رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی (جبکہ وقت ادا ختم ہو چکا تھا) اور ارشاد فرمایا جو نماز کے وقت سویا رہے یا نماز پڑھنا بھول جائے۔ جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔ ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی''۔(2)

1- الصحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب من نسی صلاۃ فلیصل اذ ذکرھا جلد 1 صفحہ 84، ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب من نام عن الصلاۃ جلد 1 صفحہ 241

2- سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب من نام عن الصلوٰۃ او نسیتھا جلد 1 صفحہ 50

شرح حدیث:

اس حدیث کی وضاحت خود امام سیوطی رحمۃ اللہ الباری نے اپنی اس کتاب میں فرمائی آپ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

میں نے شیخ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی محافل میں غلطی کرتے دیکھا ہے کہ اس حدیث کو اس نص کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اور ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں اپنے یہ اقوال ذکر کیے کہ اس حدیث کو معمر رحمۃ اللہ علیہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید رضی اللہ عنہ سے سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور میں کسی ایسے کو نہیں جانتا جس نے اس حدیث کو ابن ایوب عامری رحمۃ اللہ علیہ اور ابان بن یزید العطار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد معمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہوا۔

شیخ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک سوال مشہور کا جواب ہے۔

سوال: اس حدیث میں اقم الصلوٰۃ لذکری آیت کے نزول کا بھی ذکر ہے اور جبرئیل علیہ السلام تو ظہر میں حاضر ہوئے جبکہ نماز تو رات کو ہی فرض ہو گئی تھی۔

جواب: جواب یہ ہے صبح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے (یعنی سو رہے تھے) اور جو سو رہا ہو وہ مکلف نہیں ہوتا (لہٰذا نماز کے قضا کا گناہ وغیرہ نہیں) علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ فائدہ جلیلہ ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

قول فیصل:

(پچھلی توضیح میں علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں تعارض ہے جس کی وجہ سے فیصلہ نہیں ہو سکا۔)

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ الباری فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو تقریر ہوئی وہ درست نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں سیر والی رات سے مراد معراج کی رات نہیں بلکہ وہ رات ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تھے اور صبح کے وقت میں سوئے رہے (لہٰذا اب کوئی اعتراض نہ ہوگا اور نہ ہی جواب کی حاجت) ان محدثین پر لفظ اسری سے التباس ہو گیا (اور وہ یقین نہ کر سکے کہ کونسی سیر مراد ہے)

دوسرا سبب:

امام ترمذی و نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کی کہ ہم نماز کے وقت سوئے رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سوتے میں نماز کے رہ جانے میں کوئی کوتاہی نہیں کوتاہی ونقصان تو بیداری میں (چھوڑنے میں) ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز کے وقت سویا رہے یا نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آتے ہی ادا کرے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ (1)

تیسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے پاس پانی نہ ہوا تو کل تم پیاسے رہو گے۔ حاضرین میں تیز تراز دو آدمی پانی کی تلاش میں نکل گئے۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونگھنا شروع فرما دیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہارا لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اونگھتے ہوئے) ایک طرف کو جھکے قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے گر جاتے تو میں نے سہارا پیش کیا اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کونسا آدمی ہے؟ میں نے عرض کیا: ابو قتادہ۔ ارشاد فرمایا: کب سے یہاں کھڑے ہو؟ عرض کی: رات سے۔ ارشاد فرمایا:

حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَ رَسُوْلَهٗ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تیری حفاظت فرمائے جیسا کہ تو نے اس کے رسول علیہ السلام کی حفاظت کی۔

پھر ارشاد فرمایا۔ کاش! ہم آخر شب کے آرام کے لیے ٹھہرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور وہیں پڑاؤ کیا۔ اور مجھے ارشاد فرمایا۔ کیا تو کسی کو دیکھ رہا ہے؟

میں نے عرض کی یہ ایک سوار ہے دو سوار ہیں۔ یہاں تک کہ سات ہو گئے اور ارشاد فرمایا (ہم سوتے ہیں) ہماری نماز کا خیال رکھنا پھر ہم سب سو گئے اور ہم میں سے کوئی بھی سورج کے گرم ہونے سے پہلے بیدار نہ ہوا سورج کے طلوع کے بعد ہم لوگ بیدار ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف فرما ہوئے ہم تھوڑی دیر ہی چلے تھے پھر ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے؟

میں نے عرض کی جی ہاں۔ میرے پاس ایک برتن ہے جس میں کچھ پانی ہے۔ ارشاد فرمایا اسے لاؤ میں نے حاضر کر دیا۔ ارشاد فرمایا۔ اس سے پانی لو (اور وضو کرو) قوم نے وضو کیا اور ایک

1- ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی النوم عن الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 100

گھونٹ بچ گیا۔ ارشاد فرمایا اے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ! اس پانی کو حفاظت سے رکھو عنقریب اس کی خبر آجائے گی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور فجر سے پہلے کی دو رکعتیں سنت ادا فرمائی پھر فجر کی نماز ادا کی پھر وہ لوگ اور ہم سارے ہی سوار ہو گئے ان میں سے بعض دوسروں سے کہنے لگے نماز کے معاملے میں ہم سے کوتاہی ہو گئی (کہ سوتے میں وقت گزر گیا)۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تو تمہارا کوئی دنیاوی مسئلہ ہے تو تم خود ہی حل کرتے رہو اور اگر کوئی دینی مسئلہ ہے تو میرے سپرد کر دو۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نماز میں ہم سے کوتاہی ہو گئی نبی حاکم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی نہیں کوتاہی تو بیداری میں ہے اگر آج کی طرح کبھی ہو جائے تو بیدار ہو کر اسی وقت نماز پڑھ لو کہ صبح ہی اس کا وقت ہے۔ (1)

شرح حدیث:

ان احادیث میں اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے کہ اگر کسی بندے کی نماز نیند کی وجہ سے رہ گئی یعنی سو رہا تھا کہ نیند کا وقت گزر گیا اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے شخص کو نماز کی قضا کا گناہ نہ ملے گا بیدار ہونے پر پڑھ لے وہ اس کی ادا ہی ہے۔

اور دوسرا یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سونا غفلت کا سونا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام سو بھی جائیں تو سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ بقیہ لوگوں کی نیند وضو کو توڑ دیتی ہے کیونکہ ان کا سونا غفلت کا سونا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں دِل نہیں سوتا اور اس میں جس نیند کا ذکر ہوا وہ امت کے لیے ایک تحفہ اور احسان کی حیثیت سے ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ سوتے تو یہ حکم معلوم نہ ہوتا کہ ایسی حالت میں سونے سے گناہ ہو گا یا نہیں۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

10. (i) أخرج أحمد، عن السائب بن أبى السائب عن النبى ﷺ قال: صلاةُ القاعد على النّصف من صلاة القائم۔

1- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 298، مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 309

ترجمہ: حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن ابوالسائب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
''بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے نصف درجہ ہے''۔ (1)

(ii) وأخرج البخاری عن عمران بن حُسین أنّ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ صلّی قاعداً فَلَہ نِصْفُ أجْر القائم۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لیے نصف اجر ہے اس کے مقابلے میں جو کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

سببِ حدیث:

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مصنف'' میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ بیماریوں کا مرکز تھا۔ یہاں کے لوگ بخار میں مبتلاء تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اس وقت لوگ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے ثواب میں نصف درجہ ہے۔ اسی وقت لوگ مشقت سے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (2)

دوسرا سبب:

محدث عبدالرزاق علیہ رحمۃ الرزاق نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ جب مدینہ شریف میں آئے تو ہمیں یہاں کی بیماریوں میں سے سخت بیماری نے گھیر لیا۔ اور اکثر لوگ نفلی نماز بیٹھ کر ہی پڑھ لیتے۔ جب ہجرت کر کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھا کہ لوگ نفلی نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں ارشاد فرمایا:

1- ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی صلوٰۃ القاعد جلد 1 صفحہ 144، ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء ان صلاۃ القاعد علی النصف من صلاۃ القائم جلد 1 صفحہ 193

2- مسندِ امام احمد جلد 3 صفحہ 136

بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے ثواب میں نصف درجہ ہے لوگ اسی وقت تکلف سے کھڑے ہو گئے۔(1)

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں نماز سے مراد نفلی نماز ہے نہ کہ فرض وواجب نیز اس حدیث مبارکہ میں یہ ترغیب دلائی ہے کہ نفل نماز بھی کھڑے ہو کر پڑھنی چاہیے کیونکہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے خواہ مرضی سے بلاوجہ بیٹھ کر پڑھے یا کسی مجبوری سے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے اس حدیث میں ایسے لوگوں کو یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری نماز ہی نہیں ہوئی بلکہ ترغیباً ثواب میں کمی کا فرمایا ہے اور دوسرا یہ بھی کہ نفل نماز ایک اضافی نماز ہے اور اگر اس میں بھی قیام کو فرض رکھا جائے تو پھر سستی کی وجہ سے مشقت سمجھتے ہوئے اس نماز سے غفلت برتی جائے گی اور چھوڑ دی جائے گی۔(2)

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا؟:

مسئلہ: فرض اور وتر کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے (کھڑے ہونا) اور کتنی دیر کھڑا ہونا ضروری ہے؟

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ کم از کم اتنی دیر سیدھا کھڑا رہے کہ یہ کہا جا سکے کہ وہ کھڑا ہوا ہے۔(3)

اس سے وہ نمازی حضرات توجہ فرمائیں جو تھوڑی سی تکلیف کے باعث قیام چھوڑ کر بیٹھ کر یا کرسی پر نماز ادا کرتے ہیں جب کہ ایسے لوگوں کو بارہا دیکھا گیا ہے کہ نماز سے باہر یہ حضرات گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

امام سے پہلے سجدہ سے اٹھنا

11. أخرج البخاری ومسلم عن أبی هريرة أنّ رسول الله ﷺ قال: أما يخشى أحدكم أو لا يَخْشى أحدكُم۔ إذا رفع رأسه قبل الامام أن يجعل الله رأسه رأس حمار أو يجعل الله صورته صورة حمار۔

1- مصنف عبد الرزاق جلد 2 صفحہ 472

2- ہدایہ ربع اول باب النوافل فصل فی القراۃ صفحہ 149-150

3- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 76

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنا سر (سجدے سے) امام کے اٹھانے سے پہلے اٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ عزوجل اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی شکل و صورت ہی گدھے کی طرح کر دے۔(1)

سبب حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی وہ آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کرنے سے پہلے ہی رکوع کر لیتا اور رکوع سے اٹھنے میں بھی پہل کرتا۔

نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا اس طرح کون کر رہا تھا؟ اس آدمی نے عرض کی میں کر رہا تھا۔

ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس کام کی تمہیں وعید بتاؤں یا نہ بتاؤں۔

پھر خود ہی ارشاد فرمایا نماز میں کمی کرنے سے بچو۔ جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو پھر تم اٹھاؤ۔ (امام سے سبقت نہ کرو)۔(2)

شرح حدیث:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ۔

ترجمہ: امام بنایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔

اس حدیث پر عمل کروانے کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید اُڑاتے ہوئے سختی سے اس بات سے منع کیا کہ امام سے پہلے رکوع و سجود سے سر اٹھایا جائے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنا دیا جائے گا۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ اس وعید کا تحقق بھی ہے چنانچہ منقول ہے مشہور محدث امام مسلم نووی

1- الصحیح البخاری کتاب بدء الاذان باب اثم من رفع راسہ قبل الامام جلد 1 صفحہ 96، الصحیح المسلم کتاب بدء الاذان باب تحریم سبق الامام برکوع وسجود جلد 1 صفحہ 181

2- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 43

رحمۃ اللہ القوی حدیث لینے کیلئے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق گئے مدتوں تک ان کے پاس پڑھا لیکن کبھی ان کے چہرے کو نہ دیکھا جب زمانہ دراز تک آپ اس کے پاس رہے اس نے اندازہ لگایا کہ انہیں حدیث لینے کا بڑا شوق ہے ایک دن اپنے چہرے سے پردہ ہٹایا۔ کیا دیکھا کہ ان کا منہ گدھے کی طرح ہے کہنے لگے۔ بیٹے نماز میں امام سے پہلے رکوع وسجود سے سر نہ اٹھاؤ کیونکہ جب یہ حدیث مجھ تک پہنچی تو میں نے اسے مستبعد یعنی خلاف عقل سمجھا اور ایک دن قصداً (جان بوجھ کر) امام سے پہلے رکوع وسجود سے سر اٹھالیا اس وجہ سے میرا منہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھ کر کیا فرماتے

12. أخرج أبو داؤد، عن أبی سعید الخدری أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: حین یقول سمع اللہ لمن حمدہ۔ "اللھم ربّنا لك الحَمدُ، مل ء السمٰوات وملء الأرض ومِلء ما شئت من شیء بعد، أھلُ الثناء والمجد۔ أحقّ ما قال العبدُ و کُلنا لك عبد، لا مانع لما أعطیت، ولا مُعطی لما مَنَعْت ولا ینفع ذا الجد منك الجد"۔

ترجمہ: حضرت ابوداؤد علیہ رحمۃ الودود نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو (کھڑے ہوکر) فرمایا کرتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ) وَمِلْ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بعد، اور اس کے بعد فرماتے: اَھْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل ہمارے پالنے والے تیرے لیے ہی تعریفیں ہیں زمین وآسمان بھر کر اور جتنی تو چاہے۔ عظمت اور بزرگی کا تو ہی اہل ہے جو بندہ کہتا ہے تو اس سے بھی بڑھ کر حق دار ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ جسے تو عطا کرے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور تیرے سامنے کسی مالدار کو اس کا مال نفع

1- بہارِ شریعت امامت کا بیان حصہ سوم

نہیں دے سکتا۔(1)

سبب حدیث:

ابن ماجہ اور ابو مطیع رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی پاک علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سعادتوں اور غنا کا تذکرہ کیا گیا۔

ایک آدمی بولا۔ فلاں آدمی کی سعادت وغنا گھوڑے میں ہے۔ دوسرا بولا فلاں آدمی کی سعادت و مالداری اونٹوں میں ہے ایک اور بولا فلاں آدمی کی مالداری بکریوں میں ہے۔

ایک اور بولا فلاں کی سعادت پتلا ہونے میں ہے۔

جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے فارغ ہوئے تو سر اٹھا کر ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ

اس کے بعد یوں فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

اور جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ہاں کسی مالدار کی مالداری نفع نہیں دے گی تو اپنی آواز کو بلند فرمایا تا کہ پتہ چل جائے کہ وہ جس طرح کہہ رہے تھے اس طرح نہیں ہے۔(2)

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم فرمائی کہ ساری کی ساری عظمتیں اور بزرگیاں اللہ عزوجل کی عطا سے ہیں اس پر کسی کو بھی فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر حال میں اسی ذات کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ کسی کی غنا اس ذات کی عطا کو روک نہیں سکتی اور جسے وہ ذات عطا نہ کرے اسے کوئی بھی نہیں دے سکتا۔

جماعت پانے کیلئے دوڑنا کیسا؟

13. أخرج الأئمة الستة عن أبی ہریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: "إذا

1- ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول اذا رفع راسہ من الرکوع جلد 1 صفحہ 30

2- ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب مایقول اذا رفع راسہ من السجود جلد 1 صفحہ 63

أُقِيمَتْ الصَّلاة فلا تأتوها وأنتم تَسْعَوْنَ، ولكن ائتوها وأنتم تَمْشُون وعَلَيْكُم السكينة، فما أدْرَكتُم فصلُّوا وما فاتكُم فأتِمُّوا"۔

ترجمہ: صحاح ستہ (کتب حدیث) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نماز کے لیے جماعت قائم ہو جائے تو تم جماعت پانے کیلئے بھاگ کر نہ آؤ بلکہ اطمینان وسکون کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ جو رکعتیں مل جائیں ان کوادا کرلو اور جو امام کے ساتھ نہ ملیں تو انہیں بعد میں پورا کرلو۔[1]

سبب حدیث:

امام احمد و بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور انہوں نے اپنے باپ سے کہ ہم لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کا شور وغل سنا اور نماز پڑھ کر ان آدمیوں کو بلا کر ارشاد فرمایا تم لوگ شور کیوں کر رہے تھے؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نماز کے لیے جلدی جلدی آرہے تھے۔تو ارشاد فرمایا: اس طرح نہ کرو جب تم نماز کے لیے آؤ تو اطمینان سے آؤ جو رکعتیں امام کے ساتھ مل جائیں اس کی اتباع میں ادا کرو اور جو امام پڑھ چکا اس کو تم (بعد میں) خود پورا کرو۔[2]

شرح حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ میں یہ حکم دیا گیا کہ مسجد اور جماعت کے تقدس کو بحال رکھا جائے نماز کیلئے بھاگتے نہ آئیں بلکہ اس طریقہ سے آئیں کہ آدمی کا وقار بھی بحال رہے یہ نہ ہو کہ اتنا بھاگتے آئیں کہ آتے آتے سانس ہی پھول جائے۔

رکعت فوت ہو رہی ہو یا جماعت ہی فوت ہو جائے دونوں صورتوں میں اطمینان وسکون سے آئے اور ایسا بھی نہ ہو کہ بالکل ہی آہستہ ٹہل کر چلنا شروع کرے بلکہ اعتدال پر عمل کرے۔ اور جو رکعت فوت ہو جائے اس کو کیسے ادا کرے اس کا طریقہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

1- ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی المشی الی المسجد صفحہ 184 جلد 1، دارمی کتاب الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 331

2- بخاری کتاب الاذان باب قول الرجل فاتت الصلوٰۃ صفحہ 88 جلد 1، مسلم کتاب المساجد باب استحباب اتیان الصلوٰۃ بوقار وسکینۃ صفحہ 220 جلد 1

میرے صحابی کی اتباع کرو

14. أخرج الترمذی عن علي وعن عمرو بن مرة أبيه عن ابن أبی ليلى عن معاذ قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا أتى أحدكُم الصَّلاةَ والامام على حالٍ فليصنع كما يصنع الامام"۔

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اعظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے حاضر ہو تو جیسے امام کر رہا ہے اسی طرح وہ بھی کرے۔ (1)

سببِ حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ مصطفیٰ ﷺ میں جب کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں پیچھے رہ جاتا تو وہ آکر نمازیوں سے پوچھ لیتا (کہ کتنی رکعتیں ہو چکی ہیں) اور نمازی اسے اشارے سے بتا دیتے وہ آنے والا پہلے ان رکعتوں کو ادا کرتا جو گزر چکی ہوتیں پھر بقیہ امام کی اقتدا میں ادا کرتا اسی طرح ایک دِن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور قوم قعدے میں تھی آپ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے جب نبی پاک ﷺ نے سلام پھیرا تو یہ اٹھے اور اپنی سابقہ رکعتوں کو ادا کیا نبی پاک ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے فرمایا جس طرح معاذ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے تم بھی اسی طرح کیا کرو۔

اور دوسری روایت میں یوں ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں امام کو جس حالت پر پاتا ہوں اسی حالت میں شریک ہو جاتا ہوں اس پہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ تحقیق تمہارے لیے معاذ رضی اللہ عنہ نے طریقہ بیان کر دیا ہے، لہٰذا تم اس کی پیروی کرو۔

جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے اس وقت آئے جب کچھ نماز ہو چکی ہو تو آکر امام کے ساتھ شریک ہو جائے پھر جب امام فارغ ہو جائے تو وہ نمازی اپنی بقیہ نماز کو ادا کرے۔ (2)

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 282، سنن ابی داوٗد بالفاظ مختلفۃ کتاب الصلوٰۃ باب فی من خرج یرید الصلوٰۃ فسبق بھا جلد 1 صفحہ 90

2- طبرانی فی الکبیر رقم الحدیث 9783، مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 234 باب فی الکلام فی الصلوٰۃ والاشارۃ

شرح حدیث:

جماعت سے فوت شدہ رکعتیں کیسے پڑھیں؟

جس نمازی کی دو یا تین رکعتیں فوت ہو جائیں تو اس کا قانون یہ ہے کہ فوت شدہ رکعات کو قرأت کے حق میں پہلی رکعتیں شمار کریں گے اور تشہد (التحیات) کے حق میں آخری رکعات شمار کریں گے۔

مثال کے طور پر اگر ایک نمازی کی ظہر میں تین رکعتیں رہ گئیں اور ایک امام کے ساتھ ملی تو یہ آدمی ایک رکعت پڑھے اس طرح کہ اس میں سورۃ فاتحہ اور تین آیات کی مقدار اور پڑھے اس طرح کل دو رکعتیں ہوئیں اور دو رکعت کے بعد قعدہ واجب ہے اس لیے وہ بیٹھ کر تشہد پڑھے پھر اٹھے اور تیسری رکعت پڑھے جو قرأت کے اعتبار سے دوسری ہے اس لیے مکمل قرأت الحمد اور قل ھواللہ وغیرہ پڑھے رکوع سجود کر کے اب اس کی تین رکعات ہوئیں اور تین رکعات پر قعدہ نہیں لہٰذا یہ کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت پڑھے جو قرأت کے حق میں تیسری ہے اور تیسری میں قرأت فرض نہیں اگر پڑھ لے تو بہتر اور اگر نہ پڑھ سکا تو بھی کوئی حرج نہیں اور یہ رکعت تعداد کے لحاظ سے آخری رکعت ہے لہٰذا اس کے بعد قعدہ کرنا فرض ہے قعدہ کر کے سلام پھیر دے نماز مکمل ہو گئی۔ (1)

مسجد کو بدبودار نہ کرو

15. (i) أخرج البخاری و مسلم عن (ابن) عمر أن رسول اللہ ﷺ قال: مَنْ أكل من هذه البقلة فلا يقربنَّ مَسْجدنا حتّٰى يذهب ريحها يعنى الثُّوم۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو اس درخت (پیاز) سے کچھ کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ پیاز کی بُو ختم ہو جائے۔ (2)

1- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 101-102

2- مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا جلد 1 صفحہ 209، نسائی کتاب المساجد باب ما یمنع من المسجد جلد 1 صفحہ 116

(ii) وأخرج مسلمؒ عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ "مَنْ أکلَ من هذه الشجرة فلا یقربنَّ مَسْجدنا، ولا یؤذینا بریح الثُّوم"۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اس درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اور نہ ہی اس کی بُو سے ہمیں تکلیف دے۔(1)

سببِ حدیث:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ میں نے لہسن کھایا پھر مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہوا میں نے نبی پاک ﷺ کو دوسری رکعت میں پایا جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو میں اپنی سابقہ رکعت کو ادا کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا نبی پاک ﷺ کو لہسن کی بو آئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو اس درخت میں سے کچھ کھائے تو جب تک بو ختم نہ ہو جائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے بیماری ہے جس کو آپ صلی اللہ علیک وسلم کے ہاتھ مبارک بھی محسوس فرمائیں گے۔ (اگر آپ برکت کیلئے بیماری کیجگہ پر ہاتھ رکھ دیں) نبی پاک ﷺ نے جب ہاتھ مبارک رکھا تو اللہ عزوجل کی قسم مجھے بڑا سکون ملا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو میرے آستین میں ڈالا تو اسے پٹی باندھا ہوا پایا اور فرمایا تجھے واقعی عذر ہے۔(2)

دوسرا سبب:

حضرت امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے زمانہ خیبر میں پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا (بعد میں) کچھ لوگوں نے کھایا اور مسجد میں حاضر ہو گئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا میں نے ان بدبودار درختوں کے کھانے سے منع نہیں کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! منع تو کیا ہے لیکن ہمیں شدید بھوک لگی تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا

1- مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا جلد 1 صفحہ 209

2- مسلم کتاب المساجد باب من اکل ثوما او بصلا اؤ کراثا جلد 1 صفحہ 209، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 194

جو اس درخت سے کھائے تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی ایذاء ہوتی ہے۔[1]

توضیح حدیث:

مسئلہ: مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو۔ جیسے گندنا، (بدبودار ترکاری) مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے سے بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبودار زخم یا کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ یونہی قصاب اور مچھلی بیچنے والے، کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایزا دیتا ہو مسجد سے روکا جائے گا۔[2]

تیسرا سبب:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور لوگ بھوکے تھے۔ ہم نے لوگوں کے پاس پالتو گدھا پایا ہم نے اسے ذبح کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ جو شخص میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے اس کیلئے یہ پالتو گھریلو گدھا حلال نہیں۔

راوی کہتے ہیں ہم نے خیبر کے باغات میں پیاز اور لہسن پایا اور لوگ بھوکے تھے انہوں نے پیاز توڑے اور چل دیئے جبکہ مسجد میں پہنچنے پر لہسن اور پیاز کی بو آنے لگی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور فرمایا طاقت کے ساتھ کسی سے چھیننا بھی غصب حلال نہیں اور نہ ہی پنجوں والے درندے حلال ہیں اور نہ ہی مجثمہ حلال ہے۔[3]

1- مسلم کتاب المساجد باب من اکل ثوما او بصلا او کراثا جلد 1 صفحہ 209، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 194

2- بہارِ شریعت جلد 1 حصہ سوم احکامِ مسجد کا بیان

3- مسلم کتاب المرجہ باب من اکل ثوما او بصلا او کرثا جلد 1 صفحہ 209، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 12

چوتھا سبب:

امام احمد و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا خیال تھا اگر فتح خیبر ہو جائے تو ہم یہیں رہیں گے واپس نہیں آئیں گے ہم نے وہاں خوب سیر ہو کر کھایا جبکہ لوگ بھوکے تھے۔ پھر ہم مسجد کی طرف گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُو محسوس فرمائی اور ارشاد فرمایا جس نے اس بدبو دار درخت سے کچھ بھی کھایا ہے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔

لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پیاز حرام کر دیا گیا حرام کر دیا گیا جب یہ خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جس چیز کو اللہ عزوجل نے حلال فرمایا میں نے اس کو حرام نہیں کہا لیکن مجھے اس کی بُو اچھی نہیں لگتی۔ (1)

شرح حدیث:

تیسرے سبب کی حدیث میں غصب کا لفظ آیا اس کا معنی ہے غارت اور سلب یعنی زور و طاقت کے بل بوتے کسی سے اس کی چیز کو چھین لینا۔ (2)

اور مجثمہ کا معنی ہے ہر وہ جانور جس کو باندھ کر تیر مارے جائیں تا کہ قتل کیا جائے۔ اس فعل کو بھی ناجائز و حرام فرمایا کیونکہ اس میں جانور کو تکلیف دینا ہے۔ اور جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے بُرا ہے۔ اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے بُرا ہے۔ (3)

تحیۃ المسجد کے احکام

16. (i) أخرج البخاری و مسلم عن أبی قتاده (بن ربعی رضی اللہ عنه) قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "إذا دَخَلَ أحدكُم المَسْجد فلا يجلسْ حتىٰ يصلِّي ركعتين"۔

ترجمہ: امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں حاضر ہو تو دو رکعت (تحیۃ المسجد) ادا

1- مسلم کتاب المرجہ باب من اکل ثوما او بصلا او کرثا جلد 1 صفحہ 209، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 12

2- نہایہ جلد 4 صفحہ 184

3- بہارِ شریعت حصہ 16، ابلق گھوڑے سوار صفحہ 13

کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ (1)

(ii) وأخرج احمد والبخاری و مسلم عن أبی قتادة قال: دخلتُ المسجد ورسول اللّٰه ﷺ جالس بین ظهرانی الناس، فجلست فقال رسول اللّٰه: (ما منعك) أن ترکع رکعتین قبل أن تجلس؟ قلت: إنی رأیتك جالساً والناس جلوسٌ۔ قال: وإذا دخل أحدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم واحمد رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا جب کہ نبی اکرم ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے۔ میں بیٹھ گیا آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا تمہیں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرنے سے کس چیز نے روک دیا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اور بقیہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں (تو میں بھی بیٹھ گیا) ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ (2)

سببِ حدیث:

امام بخاری ومسلم واحمد رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس وقت نبی پاک ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو حضرت سُلَیک (س ل ی ک) رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد میں آئے اور آ کر بیٹھ گئے نبی پاک ﷺ نے انہیں دو رکعت ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ مختصراً دو رکعت نماز ادا کرے یعنی نماز زیادہ لمبی نہ کرے"۔ (3)

1- ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب من دخل المسجد فلا یجلس حتی یرکع جلد 1 صفحہ 71

2- ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب

3- مسلم شریف کتاب المساجد باب تحیۃ المسجد والامام یخطب وجواز التعلیم فی الخطبہ

شرح حدیث:

1- اس نماز کو نماز تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

2- اور یہ نماز پڑھنا سنت ہے جبکہ ایسے وقت میں داخل نہ ہو جس میں نفل مکروہ ہے۔ جیسے سورج طلوع ہونے کے بعد یا نماز عصر کے بعد۔

3- مسجد میں جا کر فرض یا سنت یا نفل پڑھے تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی خواہ اس کی نیت نہ بھی کی ہو۔ بشرطیکہ داخل ہوتے ہی پڑھے۔ اگر تاخیر سے پڑھے تو تحیۃ المسجد ادا نہ ہوئی۔

4- اگر بغیر پڑھے بیٹھ گیا۔ تو اب ساقط نہ ہوئی، ابھی پڑھ لے۔

5- ہر روز ایک بار کافی ہے۔ ہر بار ضروری نہیں۔(1)

گھروں میں نماز پڑھنا

17. أخرج البخاری ومسلم عن زید بن ثابت أن رسول اللّٰہ ﷺ قال:"صلُّوا أيُّها النّاسُ فی بیُوتکم فإنّ أفضل صلاۃ المرء فی بیته إلّا الصلاۃ المکتوبة"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ فرض نماز کے علاوہ بقیہ نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔(2)

سبب حدیث:

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے مسجد شریف میں ایک چٹائی کا حجرہ بنا لیا تھا جس میں رات کے وقت نماز پڑھتے لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی آواز کو نہ سُنا وہ سمجھے کہ آپ ﷺ سو گئے ہیں۔ لہٰذا بعض نے کھانسنا شروع کر دیا تا کہ آپ ان کی طرف تشریف لائیں۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد

1- ردالمحتار، درمختار، بہار شریعت حصہ چہارم سنن و نوافل کا بیان

2- بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ 1082 جلد 2، النسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب الحث علی الصلوٰۃ فی البیوت صفحہ 237

فرمایا: میں نے تمہیں مسلسل یہ نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں فرض نہ ہو جائے اور اگر فرض ہو جائے تو تم ادا نہ کر پاؤ گے لہٰذا نفل نماز اپنے گھروں میں پڑھو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ بقیہ نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں۔(1)

نمازوں کے مستحب اوقات

18. أخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: اذا اشتدّ الحرُّ فأبْرِدوا عنه بالصلاة، فانّ شدّة الحرِّ منْ فيح جهنّم"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو کہ گرمی کی زیادتی جہنم کی تپش سے ہے۔(2)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں ظہر کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز ٹھنڈی کرلو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی گرمی سے ہے''۔(3)

شرحِ حدیث:

فجر میں تاخیر مستحب ہے خوب اجالا پر شروع کرے کہ چالیس سے ساٹھ آیات پڑھ سکے اور اگر یہ نماز فاسد ہو جائے تو اتنا وقت ابھی ہو کہ مزید اتنی ہی قرأت کے ساتھ دوبارہ پڑھ سکے۔ عورتوں کو جلدی پڑھنا مستحب ہے۔(4)

1- بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ 1082 جلد 2، النسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب الحث علی الصلوٰۃ فی البیوت صفحہ 237

2- بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الابراد بالظہر فی شدہ الحر جلد 1 صفحہ 76، ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر صفحہ 49

3- مسلم کتاب المساجد باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر جلد 1 صفحہ 224

4- درمختار جلد 2 صفحہ 24، فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 36

سردیوں میں ظہر جلدی پڑھنا مستحب ہے اور گرمیوں میں تاخیر مستحب ہے یہی حکم جمعہ کا ہے۔(1)

عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر اتنی تاخیر نہیں کہ سورج پر بے غبار و بخار نگاہ قائم ہونے لگے۔(2)

تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں پچھلے حصے میں ادا کریں۔(3)

بارش والے دن کے علاوہ مغرب میں ہمیشہ جلدی کرنا مستحب ہے دو رکعت سے زائد تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔(4)

اور عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب اور آدھی رات تک تاخیر مباح ہے۔(5)

مسئلہ: غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور اسی طرح طلوع آفتاب کے بعد بیس منٹ وقت مکروہ ہے اس میں کوئی نماز جائز نہیں۔(6)

مسئلہ: مستحب وقت کو پانے کیلئے جماعت کو چھوڑ دینا نا جائز ہے۔(7)

مسئلہ: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے پھر اگر پچھلے وقت میں آنکھ کھلے تو تہجد پڑھ لے وتر کا اعادہ نہ کرے۔(8)

سب سے افضل صف

19. أخرج أبو داود و ابن ماجه والحاكم عن البراء أن النبی ﷺ قال: "إنّ اللّٰه وملائكتَه يُصلّونَ على الصفِّ الأول"۔

1- فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 36
2- فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 36
3- بحر الرائق جلد 1 صفحہ 247
4- فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 36
5- فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 36، درمختار جلد 2 صفحہ 26، بحر الرائق جلد 1 صفحہ 247-248
6- فتاویٰ رضویہ جلد 2 صفحہ 215 قدیم
7- درمختار ردالمحتار جلد 2 صفحہ 24، عالمگیری جلد 1 صفحہ 52
8- درمختار ردالمحتار جلد 2 صفحہ 28

ترجمہ: ابوداؤد،ابن ماجہ اور حاکم علیہم الرحمۃ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔ (1)

سببِ حدیث:

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف میں کچھ جگہ خالی دیکھی تو فرمایا کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں لہٰذا لوگ سنتے ہی اگلی صفوں میں آ گئے۔ (2)

صفیں سیدھی رکھیں:

1- فرض نمازوں میں پہلی صف افضل ہے جبکہ نماز جنازہ میں آخری صف افضل۔ (3)

2- صف کے درمیان مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں کشادگی نہ ہو سب کے مونڈھے برابر ہوں۔

3- پہلی صف میں جگہ خالی ہونے کے باوجود پچھلی صف بھر گئی تو اس کو چیر کر پہلی صف میں خالی جگہ میں کھڑا ہو اس کیلئے حدیث میں فرمایا: ''جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کرے اس کی مغفرت ہو جائے گی''۔ (4)

اللہ عزوجل کا بندے پر صلوٰۃ بھیجنے کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے اس بندے کی ملائکہ کے سامنے تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ کا یہ معنیٰ ہے کہ فرشتے اس بندے کیلئے دعا کرتے ہیں''۔

احادیثِ تشہد

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا لہٰذا مناسب سمجھتے ہوئے پیش کرتا ہوں۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی غفرلہٗ)

1- ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب فضل الصف المقدم صفحہ 70، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف جلد 1 صفحہ 104

2- مصنف ابن ابی شیبہ جلد 1 صفحہ 379

3- درمختار جلد 2 صفحہ 311-312

4- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 89

20. واخرج علی عن النبی ﷺ قال: لا صلاۃ لمن لا تشھدٌ لہ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تَشَھُّدْ کے بغیر نماز (کامل) نہیں۔(1)

سببِ حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مشرک لوگ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اپنے بتوں کے بارے کہتے ان کیلئے بقا اور پاکی ہے پھر اللہ عزوجل نے نبی پاک ﷺ پر تَشَھُّدْ نازل فرمایا کہ

بقا اور پاکی تو اللہ عزوجل کیلئے ہے"۔(2)

شرحِ حدیث:

قعدہ میں التحیات کا عبدہٗ ورسولہٗ تک پڑھنا تشہد کہلاتا ہے۔

مسئلہ: ہر دو رکعت کے بعد پورا تشہد پڑھنا واجب ہے کسی بھی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔(3)

مجمع الزوائد میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہمیں تشہد (التحیات) اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن پاک کی سورت۔ اور ارشاد فرمایا: تشہد (التحیات) کے بغیر نماز (کامل) نہیں۔(4)

--------✹--------

-1 مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 140

-2 مجمع الزوائد جلد 2 صفحہ 140

-3 درمختار جلد 2 صفحہ 159

-4 مجمع الزواد جلد 2 صفحہ 140

باب 3:

باب الجنائز

جنازہ کا بیان

زمین پر اللہ عزوجل کے فرشتے

21. أخرج الحاكم في المستدرك والمحاملي في أماليه الأصبهانية والديلمي من طريقه عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: "انّ اللّٰه تعالى ملائكةً في الأرض تنطق على ألسنة بني آدم بما في المرء من الخير والشر"۔

ترجمہ: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مستدرک" میں، علامہ محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "امالی اصبہانیہ" میں اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریقے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زمین میں اللہ عزوجل کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسانوں کی زبان پر آدمی کی برائی اور اچھائی کو بولتے ہیں۔ (1)

سببِ حدیث:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی اور روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا وہاں سے ایک جنازہ گزرا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا یہ فلاں شخص کا جنازہ ہے اور یہ شخص اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا اور اللہ عزوجل کی اطاعت کے کام کرتا تھا اور اطاعتِ رب العالمین کی کوشش کیا کرتا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

1- مستدرک للحاکم جلد 1 صفحہ 377

وَجَبَتْ۔

واجب ہوگئی۔

پھر ایک اور جنازہ گزرا اور اس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ فلانی عورت کے شوہر کا جنازہ ہے جو اللہ عزوجل کی نافرمانی کے کام کرتا تھا اور برے کاموں کی ہی کوشش کرتا تھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا:

وَجَبَتْ۔

واجب ہوگئی۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دو جنازے گزرے ایک کی تعریف کی گئی اور دوسرے کی برائی بیان کی گئی لیکن آپ صلی اللہ علیک وسلم نے دونوں کیلئے ہی تین تین مرتبہ فرمایا:

وَجَبَتْ۔

واجب ہوگئی۔

(معنیٰ سمجھ نہیں سکے کیا حکمت ہے)؟

ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! میں نے سچ کہا کہ (کیونکہ) اللہ عزوجل کے بعض فرشتے ہیں جو انسانوں کی زبان پر انسان کی برائی و بھلائی بولتے ہیں۔(1)

شرح حدیث:

انسانوں کو اپنی زندگی کی ایک ایک سانس کی قدر کرنی چاہیے اور اعمال صالحہ کرتے رہنا چاہیے تا کہ اس کے مرنے کے بعد اسے اچھے طریقے سے ہی یاد کیا جائے اس کی زندگی بعد والوں کیلئے درس ہدایت بن جائے۔ اور بعد والوں کو بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنے مُردوں کی اچھائیاں ہی بیان کریں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ جو برائیاں وہ کر چکے وہ انہیں ضرور ملیں گی۔(2)

اور ارشاد فرمایا اپنے مُردوں کی اچھائیاں بیان کرو۔(3)

1- مستدرک للحاکم جلد 1 صفحہ 377، سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 4 صفحہ 75

2- مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ جلد 1 صفحہ 145

3- مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ صفحہ 147

اور ارشاد فرمایا جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ ﷻ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ رب العالمین کے ہاں بھی ایسا ہے۔ یہاں ایک لمحے کیلئے سوچیں کہ لوگوں کی ہمارے بارے میں کیا رائے ہے کیا وہ ہمارا تذکرہ کرتے ہوئے ہمیں اللہ ﷻ کا نیک بندہ بیان کرتے ہیں یا کہ...... اگر تو وہ ہماری اچھائیاں بیان کرتے ہیں تو ہمیں شکرِ الٰہی بجالانا چاہیے اور اگر معاملہ برعکس ہے تو......؟؟؟

مردے کی ہڈی توڑنا

22. أخرج أبو داود عن عائشة أنّ رسول الله ﷺ قال: "كَسْرُ عظم الميت كَكَسره حياً"۔

ترجمہ: امام ابوداؤد علیہ رحمۃ الودود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "مردے کی ہڈیوں کو توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔(1)

سببِ حدیث:

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کے جز میں ہے ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محرز بن عوف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہم سے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ جب نبی پاک ﷺ جنازے سے فارغ ہوئے تو ہم ایک قبر کے پاس آئے نبی پاک ﷺ ایک قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور ہم بھی ساتھ بیٹھ گئے اتنے میں ایک گورکن (قبر کھودنے والے) نے ایک پنڈلی یا کندھے کی ہڈی کو نکالا اور توڑنے کیلئے چلا گیا نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مردے کی اس ہڈی کو نہ توڑنا کیونکہ مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا لہٰذا توڑنے کی بجائے اسے قبر میں چھپادو"۔(2)

1- ابن ماجہ کتاب الجنائز باب فی النہی عن کسر عظام المیت صفحہ 116

2- ترجمہ ابن منیع صفحہ 53

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ مرنے کے بعد مرنے والے کے حواس باطل وختم نہیں ہوجاتے بلکہ بحال رہتے ہیں۔اور یہ خاصہ عام مرنے والے کا ہے لہٰذا اس سے سمجھ جانا چاہیے کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور انبیاء عظام علیہم السلام کے وصال کے بعد ان کے حواس کس درجہ کے بحال ہیں اور اس پر قرآن واحادیث شاہد ودال ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کے حواس وصال کے بعد بھی صحیح سلامت رہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں ان کی زندگی کیسی ہوتی ہے ہر بندہ اس زندگی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

صحیح مسلم کی شریف کی حدیث ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"شبِ معراج موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہمارا گزر ہوا وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے"۔(1)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔نبی زندہ ہیں ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔(2)

محترم قارئینِ کرام! ذرا تھوڑی دیر کیلئے سوچئے کہ کیا اب بھی اس آدمی کا کہنا صحیح ہوگا جو یہ کہے کہ معاذ اللہ نبی مر کر مٹی ہوگئے ان کو کچھ پتہ نہیں۔

ایسا آدمی بالکل جھوٹا ہے اس پر لعنتِ خدا ہے کیونکہ اگر وہ مر کر مٹی ہوجاتے ہیں تو پھر قبروں میں نمازیں کیسے پڑھتے ہیں اور ایک امتی کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے پیارے پیارے محبوب محبوبِ کبریا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ انبیاء کرام قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والدِ ماجد آرام فرماتے تھے یعنی ان کے مزار پر اس حال میں داخل ہوا کرتی کہ پردے کا کچھ

1- صحیح المسلم باب فی فضائل موسیٰ علیہ السلام جلد 2 صفحہ 268

2- سنن ابنِ ماجہ باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الجنائز صفحہ 117

خاص اہتمام نہ ہوتا تھا میں یہ سمجھتی کہ ایک میرے شوہر محترم ہے اور دوسرے میرے والد صاحب (اور ان سے شریعت میں پردہ نہیں ہے) جب ان کے ساتھ حضرتِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو اللہ کی قسم! عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیا کی بنا پر اس طرح داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچھی طرح کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہوتا تھا۔(1)

میرے محترم قارئین! ذرا غور فرمائیں کہ اگر انبیاء کرام و اولیائے عظام اپنی قبروں میں زندہ نہیں یا دیکھتے سنتے نہیں تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا مردوں سے پردہ کرتی تھیں جبکہ مردہ سے تو پردہ ہے ہی نہیں۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھتی تھیں اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہیں ہی اور سنتے دیکھتے ہیں آپ کی برکت سے آپ کے امتی اولیاءِ کرام بھی زندہ ہیں اور سنتے دیکھتے ہیں۔ لا هداية الا من الله۔

کفن کیسا ہو؟

23. أخرج الترمذی وابن ماجه عن أبی قتادہ قال: قال رسول الله ﷺ:
"إذا ولی أحدَکُم أخاهُ فَلیحسن کفنه"۔

ترجمہ: امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سرپرست ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔(2)

سببِ حدیث:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبے میں فرمایا کہ ایک صاحب کا انتقال ہو گیا تو انہیں ایسا کفن دیا گیا جو لمبا نہیں تھا اور رات کو ہی سپردِ قبر کیا گیا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا کہ نہ تو رات کو قبر میں رکھا جائے اور نہ ہی نماز جنازہ رات کو پڑھی جائے۔ مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو تو رات کو ایسے کیا جا سکتا ہے۔

1- مسندِ امام احمد جلد 6 صفحہ 206، مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور صفحہ 154

2- ترمذی باب ماجاء یستحب من الاکفان صفحہ 319، ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فیما یستحب الکفن صفحہ 104

اور ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے چاہیے کہ اچھا کفن دے۔[1]

تشریح: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ کفن کے تین درجے ہیں ضرورت، کفایت، سنت۔[2]
کفن سنت مرد کیلئے تین کپڑے ہیں۔ لفافہ، ازار، قمیص۔ جبکہ عورت کیلئے ان تین کے علاوہ اوڑھنی اور سینہ بند بھی۔

کفن کفایت مرد کیلئے دو کپڑے لفافہ، ازار۔ جبکہ عورت کیلئے لفافہ، ازار اوڑھنی یا لفافہ قمیص اوڑھنی۔

اور کفن ضرورت دونوں کیلئے جتنا بھی میسر آئے۔ کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک سکے۔[3]

کفن کے اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی قیمت کا ہو کہ جتنی قیمت کا کپڑا مرد جمعہ اور عیدین کو پہنتا تھا۔ اور جتنی قیمت کا کپڑا عورت میکے پہن کر جاتی تھی۔[4]

اور سفید رنگ کا کفن دینا افضل اور سنت ہے۔[5]

قبر کیسی ہو؟

24—أخرج أبو داود والترمذی والنسائی وابن ماجه عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: "اللّحد لنا والشق لغيرنا"۔

ترجمہ: امام ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی نبی پاک ﷺ نے فرمایا لحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے۔ اور شق (صندوق نما قبر) ہمارے علاوہ دوسروں کیلئے ہے۔[6]

1- نسائی کتاب الجنائز باب الامر بتحسین الکفن صفحہ 267
2- اللباب باب الجنائز صفحہ 129
3- عالمگیری صفحہ 176 جلد 1، فتاویٰ قاضی خان صفحہ 91
4- فتاویٰ قاضی خان صفحہ 91، اللباب صفحہ 129
5- اللباب صفحہ 129
6- ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی قول النبی ﷺ اللحد لنا والشق لغیرنا جلد 1 صفحہ 328، نسائی کتاب الجنائز باب اللحد والشق جلد 1 صفحہ 283

چند گھڑیوں کے مسلمان کا اجر:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہم مدینہ منورہ سے نکلے تو آگے سے ایک سوار ہماری طرف آ رہا تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سوار تمہارے پاس آ رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ سوار ہمارے پاس آیا اور آ کر سلام کہا ہم نے اسے سلام کا جواب دیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہاں سے آیا ہے؟

اس نے عرض کیا میں اپنے اہل و عشیرت سے آ رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری۔

ارشاد فرمایا۔ تو پہنچ گیا یعنی مجھے پا لیا۔

عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتا دیں کہ ایمان کیا ہے؟

ارشاد فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول علیہ السلام ہیں اور نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ شریف کا حج کر۔ اس نے کہا میں نے اقرار کیا۔

راوی کہتے ہیں اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے شبکہ یعنی سوراخ میں داخل ہو گیا جس سے اونٹ اوپر کو اچھلا اور مرد بھی اچھلا اور ایک زہریلے کپڑے پر گر گیا جس سے وہ آدمی مر گیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی آدمی ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر اور حذیفہ رضی اللہ عنہما اس کی طرف گئے اور اسے بٹھایا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو فوت ہو چکا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے جدا ہو گئے پھر دونوں کو فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے کہ میں دو مردوں سے جدا ہو گیا ہوں کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنتی پھل ڈال رہے ہیں میں نے جان لیا کہ یہ بھوکا تھا جس وقت مرا۔

پھر ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کی قسم یہ شخص ان میں سے تھا جن کے متعلق رب العالمین نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝

(پ۷ الانعام ۸۲)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کیلئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں۔

(کنزالایمان)

راوی کہتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے علاوہ بھی تمہارے بھائی ہیں راوی کہتے ہیں پھر ہم نے اس شخص کو پانی کے قریب کیا اور غسل کروایا اور اس کی حفاظت کی، ہم نے اسے کفن دیا اور اسے قبر کے قریب لا کر رکھ دیا۔

نبی پاک ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ﷺ قبر کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا:

لحد بناؤ اور گڑھا نہ کھودو لحد ہمارے لیے ہے اور گڑھا ہمارے غیر کیلئے۔ (1)

قبر بنانے کا سنت طریقہ واحکام

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور قبر میں لحد بنانا سنت ہے۔

لحد بنانے کا طریقہ:

قبر کیلئے ایک پورا گڑھا کھودیں پھر قبلہ کی جانب اس گڑھے سے ایک مزید گڑھا کھودا جائے اور اسی میں میت کو رکھ دیا جائے اور پھر اس کو بند کر دیا جائے۔

لیکن اگر زمین نرم ہو جس میں لحد بنانا مشکل ہو تو اس میں صندوق نما قبر بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ قبر کا گڑھا کھود کر اس کے اندر نہر کی طرح ایک مزید گڑھا کھودا جائے جس میں میت کو دفنایا جائے۔ (2)

قبروں پر بیٹھنا اور گزرنا

25. أخرج احمد، عن عمر بن حزم أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "لا تَقعدوا على القبُور"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عمر بن حزم رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا قبروں پر نہ بیٹھو۔ (3)

1- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 359

2- عالمگیری جلد 1 صفحہ 182

3- ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی کراہیۃ القعود علی القبر جلد 2 صفحہ 104، مسلم کتاب الجنائز باب النہی عن تجصیص القبر والبناء علیہ والجلوس فوقہ جلد 1 صفحہ 312

سببِ حدیث:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک قبر پر تکیہ لگائے ہوئے تھا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا اور ارشاد فرمایا:

''قبر والے کو تکلیف نہ دو''۔

شرحِ حدیث:

قبر پر بیٹھنا، سونا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہو یا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔[1]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی قبر پر چلنے سے مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں آگ سے انگارے پر چلوں یا تلوار پر چلوں۔

عذابِ قبر سے پناہ مانگو

26. أخرج مسلم عن أنس قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ''لولا أن لا تدافنوا لدَعوَت الله أن يُسمِعكم عذابَ القبر''۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگ نہ ڈرتے تو میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنائے۔[2]

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بنو نجار کے باغ میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے آواز سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اسے کب کا دفن کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اسے زمانہ جاہلیت میں دفن کیا گیا تھا۔ اس بات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطمئن کر دیا یعنی خوش کر دیا (کیونکہ پتہ چل گیا کہ یہ مسلمان نہیں تھا) اور ارشاد فرمایا:

1- بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ 338

2- مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلہا جلد 2 صفحہ 386

''اگر تم لوگ گھبرائے نہ ہوتے تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سناتا''۔(1)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے باغ میں تشریف لائے تو بنو نجار کے ان مُردوں کی آواز سنی جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے اور انہیں قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو کر باہر تشریف لائے اور اپنے غلاموں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو فرمایا:

''عذابِ قبر سے پناہ مانگو''۔

شرح حدیث:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا اور کوئی انسان بھی نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر اور اس کی قبر کا کیا حال ہے۔ لہٰذا ہر بندے کو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عذابِ قبر سے بچنے کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا جنت دوزخ کے تذکرے پر آپ رضی اللہ عنہ اتنا نہیں روتے اور قبر کے تذکرے پر اتنا روتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اِس سے نجات ملی تو آگے آسان ہے اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو آگے مزید سختی ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر سے زیادہ دردناک منظر کوئی نہیں۔(2)

مُردوں کو گالی دینا منع ہے

27. أخرج احمد عن المغيرة بن شُعبة قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "لا تَسُبُّوا الأموات فتُؤذوا الأحياء"۔

1۔ مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 111، 103، 53، نسائی کتاب الجنائز باب عذاب القبر جلد 1 صفحہ 290

2۔ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر جلد 1 صفحہ 26

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مُردوں کو گالیاں نہ دو کہ اس طرح تم زندوں کو تکلیف دو گے۔ (1)

سببِ حدیث:

ابن سعد، احمد و حاکم رحمہم اللہ نے روایت کی اور تصحیح بھی کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبدالمطلب (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان) کے متعلق ایسی بات کی جس سے حضرت عباس عمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچی۔

اس شخص نے یہ کہا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے عبدالمطلب بن ہاشم اور بنو سہم کی کاہنہ (جادوگرہ) غلیطہ کو دوزخ میں ایک ہی جگہ رکھا ہے۔ (یہ بات سنتے ہی) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ مار دیا۔ وہ سارے لوگ جمع ہو گئے اور کہنے۔ اللہ عزوجل کی قسم! جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں تھپڑ مارا ہے ہم بھی ضرور تھپڑ ماریں گے۔ یہ خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے پوچھا۔

اللہ عزوجل کے ہاں سب سے زیادہ معزز و مکرّم کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔ تو تم لوگ مُردوں کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ اس سے تم زندوں کو تکلیف دیتے ہو۔ (2)

دوسرا سبب:

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے روایت کی اور تصحیح بھی کی کہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو جہل کافر کے بیٹے حضرت عکرمہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت کی کہ جب میں مدینہ سے گزرا تو مجھے کسی نے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کے دشمن کا بیٹا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا لوگ سونے کی کان کی طرح ہیں زمانہ جاہلیت میں ان میں سے بہتر وہ ہے جو اسلام میں بھی بہتر ہے جبکہ اس نے اسلام کو سمجھ لیا تو مسلمان کو کسی کافر کی وجہ سے اذیت نہ دو۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے۔

1- ترمذی ابواب البر والصلہ باب ماجاء فی الشتم جلد 1 صفحہ 462

2- طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 15، مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 300

ان قوموں کا کیا حال ہے؟ جو زندوں کو تکلیف دیتے ہیں ان کے مردوں کو گالیاں دینے کے سبب خبردار! تم لوگ مردوں کو گالی دے کر زندوں کو تکلیف نہ دو۔(1)

تیسرا سبب:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں نبط بن شریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ابواحیحہ (اُحَیْحَہ) کی قبر کے پاس سے گزرے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ ابواحیحہ فاسق کی قبر ہے تو خالد بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی قسم مجھے تو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ اعلیٰ علیین میں ہے اور ابوقحافہ کی مثل ہے (ابوقحافہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مردوں کو گالی نہ دو کہ اس سے تم زندوں کو غصہ دلاتے ہو۔

چوتھا سبب:

امام خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مساوی الاخلاق" میں حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے مشرکوں کو گالی دینے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

جو تم کہتے ہو وہ ان تک تو نہیں پہنچتا لیکن تم اس سے زندوں کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ خبردار! فحش گوئی بھی ملامت ہے۔

شرح حدیث:

ان احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کے حقوق سکھائے ہیں کہ مسلمان جب زندہ ہے تو اسے بھی اذیت نہ دی جائے اور اگر اس کا کوئی عزیز حالتِ کفر میں فوت ہو جائے تو پھر بھی اسے طعنہ وغیرہ دے کر اذیت نہ پہنچائی جائے۔

جیسے دوسری حدیث میں گزرا کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو کسی صحابی نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ اللہ عزوجل کے دشمن کا بیٹا ہے یہ جملہ بالکل صحیح اور سچا تھا لیکن اس میں ایک مسلمان صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی دل آزاری تھی اور ان کیلئے عار و تکلیف کا باعث تھا لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ مردوں کو برا کہہ کر ان کے زندوں کو تکلیف نہ دو۔

1- طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 16

آنکھوں کا بدلہ

28. أخرج البخاری عن أنس بن مالك رضی اللّٰہ عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول: انّ اللّٰہ قال: "إذا ابتلیتُ عبدی بحبیبته فصبر عوّضته فیهما الجنّة یرید عینیه"۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پسندیدہ چیزیں (آنکھیں) لے کر آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اسے ان کے بدلے میں جنت عطا فرماتا ہوں۔(1)

سبب حدیث:

ابن سعد و بیہقی رحمہما اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ اس وقت حضرت ابن مکتوم (نابینا صحابی رضی اللہ عنہ) بھی نبی پاک ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے پوچھا تیری بینائی کب سے ختم ہوگئی ہے؟ عرض کی بچپن سے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے:

جب میں اپنے بندے کی پیاری و پسندیدہ چیز لے لیتا ہوں تو اسے اس کی جزاء میں جنت عطا فرماتا ہوں۔(2)

دوسرا سبب:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ہلال بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے پاس سے ابن ام مکتوم نابینے صحابی رضی اللہ عنہ گزرے اور سلام کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو مجھے اس صحابی رضی اللہ عنہ، کے متعلق جبریل علیہ السلام نے بتائی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "مجھ پر یہ حق ہے کہ جب میں کسی کی پسندیدہ چیز لے

1- ترمذی و ابواب الزہد باب ماجاء فی ذہاب البصر جلد 2 صفحہ 516، بخاری کتاب الطب باب فضل من ذہب بصرہ

2- طبقات ابن سعد جلد 4 صفحہ 151

لوں تو اسے اس کے بدلے جنت دوں"۔

اے صابر تجھے مبارک ہو!:

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبریل امین علیہ السلام نے رب العالمین عزوجل کی طرف سے خبر دی ہے کہ جس کی پسندیدہ چیز (آنکھیں) میں لوں تو اسے جزاء کے طور پر ہمیشہ کیلئے اپنے دارِ رحمت میں رکھوں گا اور وہ میرے چہرے (میرے جمال) پر بھی نظر کرے گا۔

مصیبت کے وقت کیا کیا جائے؟

اللہ رب العالمین جل جلالہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔

بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

انسان کو چاہیے کہ اس پر کسی بھی طرح کی کوئی بھی پریشانی آجائے تو یہ صبر ہی سے کام لے صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ نکلنے دے۔ کیونکہ اس کے بے صبری کرنے اور لغویات بکنے سے اس کی مصیبت ٹل نہیں جائے گی کیونکہ جو مصیبت آچکی اب اس کا حل سوچنا چاہیے۔ اگر تو کوئی پریشانی آئے اور اس کا کوئی حل سمجھ میں آئے تو وہ صبر کے ساتھ کرے جیسے کوئی بیمار ہو جائے تو صبر کرے اور ساتھ ساتھ ادویات وغیرہ لے۔

اور اگر ایسی پریشانی آجائے جس کا کوئی حل نہیں جیسے کسی قریبی عزیز یا دوست کا مرجانا کہ اگر انسان اس پر

صبر نہ کرے بلکہ آہ و بکا اور بے صبری سے کام لے تو اسے کیا فائدہ ہوگا؟ کیا اس کے اس طرح کرنے سے وہ مرنے والا زندہ ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں کیا اس کی بے صبری سے اِسے یا مرنے والے کو فائدہ ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

ہاں اگر ایسا شخص صبر سے کام لے اور اللہ رب العالمین پر اعتراض نہ کرے تو اس کیلئے یہ مصیبت ایک بہت بڑے انعام کا سبب بن جائے گی کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے اس بندے کی جزا جنت کے علاوہ کیا ہے جس کا پیارا میں نے دنیا سے اٹھایا اور اس

نے ثواب کی امید پر صبر کیا۔

اور مذکورہ احادیث میں بھی صبر کرنے پر اجر کا مژدہ سنایا۔

لیکن آہ صد ہزار آہ! جہالت نے اس قدر گھیر لیا کہ یہی بندہ جو کہ اپنے آپ کو اپنے رب العالمین کا بندہ تصور کرتا ہے اس پر جب اس کی طرف سے کوئی مصیبت و آزمائش آئے تو پھر یہ ''بندے اور مالک'' کے تصور کو بالکل ہی ذہن سے نکال دیتا ہے اور منہ شگاف ہو کر اعتراض کرتے ہوئے بکنا شروع کر دیتا ہے کہ

اے اللہ عزوجل کیا تجھے میں ہی نظر آتا ہوں، کیا میرے بیٹے ہی کو مارنا تھا، کیا میرے مال ہی کی چوری ہونی چاہیے، کیا میرے ماں باپ کو مارتے ہوئے تجھے مجھ پر رحم نہیں آیا، کیا اس کی جوانی پہ تجھے ترس نہیں آیا۔ العیاذ باللہ۔

میرے اسلامی بھائیو! یاد رکھو یہ سب کفریہ کلمات ہیں ان کو بولنے والا بولتے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور پوری زندگی کے نیک اعمال برباد ہو جائیں گے اور اگر شادی شدہ تھا تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ دوبارہ کلمہ پڑھ کر نکاح کرنا ہوگا۔

مدنی مشورہ:

مصائب کے آنے پر کیا بولا جائے اور کن کلمات سے بچا جائے اس کی تفصیل جاننے کیلئے مکتبہ المدینہ کراچی سے شائع شدہ کتاب ''ایمان کی حفاظت'' کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے بے حد مفید ہے۔

نیز اپنا ذہن بنالیں کہ اللہ عزوجل جو کرتا ہے وہ بہتر کرتا ہے ہمیں اس کے افعال کی حکمتوں کا علم نہیں۔

حکایت:

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر کچھ بچوں پر ہوا آپ دیکھتے ہیں کہ کچھ بچے مل کر ایک نابینا بچے کو حوض کے کنارے لا کر غوطے دیتے ہیں اور اس کے ساتھ مذاق و مسخری کرتے ہیں۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ معاملہ دیکھا تو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔

اے مولا! اگر تو اس بچے کو بھی آنکھیں عطا فرما دے تو......

اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمانے پر فوراً اس بچے کی آنکھوں میں

قوت بصارت دے دی۔ اَب جیسے ہی اس بچے کو نظر آنا شروع ہوا اس نے ایک بچے کو پکڑا اور حوض کے اندر غوطہ دیا اور جان سے مار ڈالا پھر دوسرے کو پکڑا اور اسی طرح کیا جب وہ تیسرے کی طرف بڑھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا:

مولا یقیناً اس کو آنکھیں نہ ملنا ہی بہتر تھا۔

پھر اللہ عزوجل نے اس کی آنکھوں کی روشنی واپس لے لی۔ (1)

اگر ممکن ہو تو اپنا ذہن بنایئے:

ہوتا وہی ہے جو اللہ کرتا ہے
جب کرتا ہے، تب ہوتا ہے
جیسے کرتا ہے، ویسے ہوتا ہے
جو ہوتا ہے، وہ بہتر ہوتا ہے

1- بحر الدموع لابن الجوزی

باب 4:

باب الصیام

روزوں کا بیان

مہینہ کتنے دنوں کا ہوتا ہے

29. أخرج أحمد و مسلم عن سعد بن أبي وقاص قال: خرج علينا رسول الله ﷺ وهو يضرب بإحدى يديه على الأخرى وهو يقول: الشهر هكذا وهكذا وهكذا ثم نقص أصبعه في الثالثة۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اِس حال میں کہ ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے ہاتھ کو ملا رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے کہ مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ اپنی ایک انگلی کو کم فرما دیا۔(1)

سببِ حدیث:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے چاند دیکھے بغیر نہ روزہ رکھو اور نہ ہی چاند دیکھے بغیر روزہ افطار کرو۔ اور اگر (بادل وغیرہ کی وجہ سے) تم پر چاند پوشیدہ ہو جائے تو پھر (تیس کی) تعداد پوری کرو۔(2)

دوسرا سبب:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی کہ راوی کہتے

1- مسلم شریف کتاب الصوم باب بیان ان الشھر یکون تسعا وعشرین جلد 1 صفحہ 348، ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی الشھر تسع وعشرون جلد 1 صفحہ 119

2- مسند امام احمد صفحہ 5 جلد 2، مسلم کتاب الصوم باب ان الشھر یکون تسعا وعشرین جلد 1 صفحہ 348

ہیں کہ نبی پاک ﷺ ایک ماہ تک اپنی عورتوں سے جدا رہے آپ ﷺ ہمارے انتیسویں دن کی صبح تشریف لائے۔ کچھ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آج تو انتیسویں دن کی صبح ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔

پھر نبی پاک ﷺ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا دو مرتبہ اپنی تمام انگلیوں کے ساتھ اور تیسری مرتبہ نو انگلیوں کے ساتھ۔ (1)

تیسرا سبب:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ راوی فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک ماہ تک کیلئے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایلاء فرمایا۔ اور اتنے دن اپنے بالا خانہ میں تشریف فرما رہے۔ انتیسویں دن کو تشریف لائے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم نے تو ایک ماہ کا ایلاء کیا تھا؟

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مہینہ انتیس کا ہوتا ہے۔ (2)

چوتھا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مہینہ انتیس کا ہے دوسرے لوگوں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر دی۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ عزوجل ابو عبد الرحمٰن بن عمر کی پشت پر رحم فرمائے اور کیا آپ ﷺ نے اپنی عورتوں کو ایک ماہ کیلئے چھوڑا تھا؟ نبی پاک ﷺ انتیسویں دن بالا خانہ سے تشریف لائے۔ آپ سے مہینہ کے متعلق عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (3)

نیا چاند دیکھیں یا نہیں:

قمری مہینوں میں کتنے دن ہوتے ہیں اس کا جواب یہ کہ کم از کم انتیس اور زیادہ سے زیادہ تیس۔ اور دنوں کی گنتی کا لحاظ چاند کے دیکھنے سے ہے۔ لہٰذا چاند دیکھا جائے۔

1- بخاری کتاب الصوم باب قول النبی ﷺ اذا رایتم الھلال فصوموا جلد 1 صفحہ 256

2- بخاری کتاب النکاح باب قول اللہ الرجال قوامون علی النساء

3- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 5

پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔شعبان المعظم،رمضان،شوال،ذیقعدہ،ذی الحج۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر (بادل) یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کرے اور رمضان کا چاند روزہ رکھنے کیلئے دیکھے شوال کا روزہ ختم کرنے کیلئے ذیقعدہ کا ذوالحجہ کیلئے اور ذوالحجہ کا بقرعید کیلئے۔ (1)

مخلصانہ مشورہ:

رمضان اور چاند کے تفصیلی احکام جاننے کیلئے میرے شیخ طریقت آفتاب سُنیت، قاطع جہالت امام اہلِ محبت سالار قافلۂ الفت عاشقِ اعلیٰ حضرت امیر اہلسنت محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی (متعنا اللہ لطول حیاتہ و برکاتہ) کی مایہ ناز مشہور زمانہ تصنیف ''فیضانِ رمضان'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔یہ کتاب اور اس کے علاوہ امیر اہلسنت کی بقیہ تمام کتابیں بھی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔اور مکتبۃ المدینہ کی شاخیں پورے پاکستان میں قائم ہیں۔

روزہ افطار کرلو

30. (i) أخرج أحمد والنسائي عن أسامة بن زيد قال: قال رسول الله ﷺ: "أفطرَ الحاجم والمحجوم".

ترجمہ: امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا پچھنے لگانے والا اور پچھنے لگوانے والا دونوں روزہ افطار کرلیں۔ (2)

(ii) وأخرج أبوداؤد عن ثوبان قال: قال رسول الله ﷺ: "أفطرَ الحاجم والمحجوم".

ترجمہ: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ پچھنے لگانے اور لگوانے والے دونوں ہی افطار کرلیں۔ (3)

1- بہارِ شریعت چاند دیکھنے کا بیان حصہ پنجم صفحہ بحوالہ فتاوٰی رضویہ عالمگیری تخلیص جلد 1 صفحہ 217، فتاوٰی رضویہ قدیم جلد 4 صفحہ 568

2- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 210

3- ابوداؤد کتاب الصوم باب فی الصائم تحتجم جلد 1 صفحہ 330، ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی الحجامۃ للصائم جلد 1 صفحہ 121

سببِ حدیث:

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی پاک ﷺ بقیع میں ایک شخص کے پاس تشریف فرما تھے۔ وہ پچھنے لگوا رہا تھا۔ میرا ہاتھ نبی پاک ﷺ نے پکڑا ہوا تھا۔ رمضان المبارک کے اٹھارہ دن گذر چکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا پچھنے لگانے اور لگوانے والا دونوں ہی روزہ افطار کرلیں۔ (1)

دوسرا سبب:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' غیاث بن کلوب کوفی سے اس نے مطرف بن سمرہ بن جزب سے اور مطرہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ حجام کے پاس موجود ایک شخص کے قریب سے گزرے اور یہ رمضان کی بات ہے اور وہ دونوں (حجام اور پاس والا) کسی تیسرے شخص کی غیبت کررہے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: پچھنے لگانے اور لگوانے والا دونوں روزہ افطار کرلیں۔ (2)

(iii) اخرج احمد عن ابن عباس قال ان رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم احتجم صائمًا مُحْرِمًا فَغَشِیَ علیہ قال فلذلك كره الحجامة للصائِم۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے جس سے آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ اِسی وجہ سے روزے دار کیلئے پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔ (3)

شرحِ حدیث

پچھنے لگانے اور لگوانے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر حاجت ہو تو پچھنے لگانے اور لگوانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور رہا مسئلہ کہ پچھنے لگانے اور لگوانے سے روزے کا کیا حکم ہے تو اس بات کو آخری حدیث نے واضح کردیا کہ حالت روزہ میں پچھنے لگانے اور لگوانے سے روزہ میں کوئی فرق

1- دارمی کتاب الصوم باب الحجامۃ تفطر الصائم جلد 2 صفحہ 25، ابوداؤد کتاب الصوم باب فی الصائم یحتجم جلد 1 صفحہ 330

2- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ سند مذکورہ شخص غیاث مجہول ہے۔

3- مسند احمد جلد 1 صفحہ 248

نہیں آتا۔ اور ماقبل احادیث اِس حدیث سے منسوخ ہیں۔

مسئلہ: روزہ تین کاموں کے نہ کرنے کا نام ہے۔ کھانا، پینا، جماع کرنا۔

اور پچھنے لگوانا اور لگانا ان میں سے کوئی بھی نہیں ہاں گر پچھنے لگوانے سے یہ غالب گمان ہو کہ اس کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے گی تو اب پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔ (1)

مسئلہ: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: فصد سے روزہ نہ جائے گا ہاں ضعف (کمزوری) کے خیال سے بچے تو مناسب۔ (2)

سفر میں روزہ رکھنا کیسا؟

30. اخرج احمد و الطبرانی عن کعب بن عاصم الاشعری قال: قال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لیس من ام برام صیام فی ام سفر۔

ترجمہ: امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ (3)

سببِ حدیث:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں اور اس پر سایہ کیے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یہ شخص روزہ دار ہے۔ ارشاد فرمایا: یہ نیکی نہیں ہے کہ تم سفر میں روزے رکھو۔ (4)

شرحِ حدیث:

جو شخص مسافر شرعی ہو تو اسے اختیار ہے چاہے رمضان کا روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

1- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 220

2- فتاویٰ رضویہ قدیم جلد 4 صفحہ 587

3- نسائی کتاب الصیام باب ما یکرہ من الصیام فی السفر جلد 1 صفحہ 314، ابنِ ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی الافطار فی السفر صفحہ 120

4- مسلم کتاب الصوم باب جواز الصیام والفطر فی شھر رمضان للمسافر فی منبر معصیۃ جلد 1 صفحہ 356، ابوداؤد کتاب الصیام باب اختیار الفطر جلد 1 صفحہ 334

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت حمزہ بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ بہت روزے رکھا کرتے تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: چاہے رکھو چاہے نہ رکھو۔

مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی اور واجب کی نیت کریں جس کی نیت کریں وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔ (1)

اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔ (2)

اور اگر حالتِ سفر میں روزہ رکھنے میں تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے کیونکہ قرآن میں بھی ایسے ہی ہے۔ (3)

مسافر شرعی کون؟

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو ساڑھے 57 میل تقریباً 92 کلومیٹر کے فاصلے تک جانے کے ارادہ سے اپنے مقامِ اقامت مثلاً شہر یا گاؤں سے باہر ہو گیا۔ (4)

یومِ شک کے روزہ کا حکم

32. (i) أخرج أحمد ومسلم والأربعة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقدموا رمضانَ بصوم يوم ولا يومين إلا رجلٌ كان يصوم صوماً فليصمه۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری و مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر وہ شخص رکھ سکتا ہے جو پہلے رکھ رہا ہے۔ (5)

1- عالمگیری جلد 1 صفحہ 216، قاضی خان جلد 1 صفحہ 97، فصول الحواشی شرح اصول الشاشی صفحہ 218

2- عالمگیری جلد 1 صفحہ 216، فتاویٰ قاضی خان جلد 1 صفحہ 97

3- اللباب جلد 1 صفحہ 159

4- ملخصاً فتاویٰ رضویہ جدید جلد 8 صفحہ 270، احکام نماز صفحہ 301

5- مسلم کتاب الصوم باب وجوب صوم رمضان مرویۃ الھلال والفطر لرویۃ الھلال جلد 1 صفحہ 348، نسائی کتاب الصیام باب التقدم قبل شہر رمضان جلد 1 صفحہ 305، بخاری کتاب الصیام جلد 1 صفحہ 256

(ii) وأخرج أبو داود والبيهقي عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقدموا الشهر بصيام يوم ولا يومين۔

ترجمہ: امام ابوداؤد و بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی اعظم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھو۔''(1)

سببِ حدیث:

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا:

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ افطار کرو اور اگر چاند پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم ایک دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کریں؟ آپ ﷺ جلال میں آ گئے اور فرمایا: ''نہیں''۔(2)

شرحِ حدیث:

یوم شک کا روزہ رکھنا منع ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر 29 شعبان کی شام کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو 30 شعبان (یومِ شک) کا قاضی مفتی کوئی بھی روزہ نہ رکھے اور اگر مطلع پر ابر و غبار ہو تو مفتی کو چاہیے کہ عوام کو ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک انتظار کا حکم دے اس وقت تک کچھ نہ کھائیں پئیں نہ روزہ کی نیت کریں بلا نیت روزہ مثل روزہ رہیں اس بیچ میں اگر ثبوت شرعی سے رویت ثابت ہو جائے تو سب روزہ کی نیت کر لیں روزہ رمضان ہو جائے گا اور اگر یہ وقت گزر جائے کہیں سے ثبوت نہ آئے تو مفتی عوام کو حکم دے کہ کھائیں ہاں جو شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور اس تاریخ وہ دن آ پڑے مثلاً ایک شخص ہر پیر کو روزہ رکھتا ہے اور یہ دن پیر کا ہو تو وہ اپنے اسی نفلی روزے کی نیت کر سکتا ہے شک کی وجہ سے رمضان کے روزے کی نیت کرے گا یا یہ کہ چاند ہو گیا تو آج رمضان کا روزہ رکھتا ہوں ورنہ نفل تو گنہگار ہوگا حدیث میں ہے۔

1- ابوداؤد کتاب الصیام باب فیمن یصل شعبان لرمضان

2- مسلم کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان لرویۃ الھلال والفطر لرویۃ الھلال جلد 1 صفحہ 348

جس نے یومِ شک کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (1)

33. أخرج أحمد والبخاری ومسلم وأبو داود عن أبی هریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: لاتصوم امرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه غیر رمضان۔

ترجمہ: امام احمد بخاری و مسلم و ابوداؤد علیہم رحمۃ الودود نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ (2)

سببِ حدیث:

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے ایک عورت بارگاہِ سردارِ جن وانس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور آکر عرض کیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا شوہر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ مجھے مارتا ہے اور جب میں روزہ رکھتی ہوں تو یہ افطار کروا دیتا ہے اور یہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت فجر کی نماز ادا کرتا ہے۔

اس کا شوہر صفوان رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان رضی اللہ عنہ سے ان باتوں کے متعلق استفسار فرمایا۔

عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس نے یہ جو کہا کہ جب میں نماز پڑھوں تو یہ مارتا ہے یہ اس لیے ہے کہ یہ دو سورتوں کی قرأت کرتی ہے حالانکہ میں نے اسے اس سے منع کیا ہوا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اگر ایک سورت بھی ہوتی تو لوگوں کو یہی کافی تھی اور بہر حال اس کا یہ کہنا کہ یہ میرا روزہ افطار کروا دیتا ہے۔ (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) جب یہ روزے رکھنا شروع کرتی ہے تو مسلسل رکھتی ہے اور میں نوجوان آدمی ہوں لہٰذا میں صبر نہیں کر سکتا تو اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اے عورتو!) تم میں سے کوئی بھی شوہر کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔ اور بہر حال

1- فتاویٰ رضویہ قدیم جلد 4 صفحہ 519، فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 220

2- ابوداؤد کتاب الصیام باب المرأة لتقوم بغیر اذن زوجها جلد 1 صفحہ 340، بخاری کتاب النکاح باب صوم المرأة باذن زوجها تطوعا جلد 2 صفحہ 782

اس کا یہ کہنا کہ یہ طلوعِ شمس پر نماز پڑھتا ہے تو وہ اس لیے کہ ہم اہلِ خانہ میں عُرف ہی یہ ہے کہ ہم آخری وقت میں بیدار ہوتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تو بیدار ہو اسی وقت نماز ادا کرو۔[1]

شرحِ حدیث:

شوہر کے حقوق

عورت کو ہر حال میں اپنے شوہر کی اطاعت لازم ہے ہاں اگر شوہر ممنوع وفسق کے کاموں کا کہے تو اس کی نہیں مانی جائے گی کیونکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِلْخَلْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔

اللہ ﷻ کی نافرمانی ہو اور مخلوق کی اطاعت یہ درست نہیں۔

ہاں اگر شوہر اپنے حق کی وجہ سے کسی مستحب ومباح کام سے روکے تو عورت کو ماننا ضروری ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اگر عورت نفلی روزے رکھے اور شوہر کو اس سے تکلیف و پریشانی ہو یعنی شوہر اپنی بیوی سے فائدہ نہ اٹھائے جس کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو عورت کیلئے نفلی روزے رکھنا مکروہ ہے اور اگر عورت نے رکھ لیا تو شوہر روزہ تڑوا سکتا ہے اور عورت پھر قضا کرے گی۔[2]

1- ابوداؤد کتاب الصیام باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا جلد 1 صفحہ 340

2- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 221

باب5:

باب الحج

حج کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں فرض فرمائیں

34. أخرج مسلم والنسائي وابن ماجه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ذروني ما تركتم فإنما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على أنبيائهم فاذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم، واذا نهيتكم عن شيء فدعوه۔

ترجمہ: امام مسلم نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تم بھی مجھے چھوڑ دو کیونکہ تم سے پہلے لوگ زیادہ سوال کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جتنی استطاعت ہو اس پر عمل کرو اور جب میں کسی چیز سے روکوں تو اسے چھوڑ دو۔ (1)

سبب حدیث:

ابن حبان علیہ رحمۃ المنان نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو! اللہ عزوجل نے تم پر حج فرض کیا، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا حج ہر سال فرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ یہی سوال اسی شخص نے تین مرتبہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

1- مسلم شریف کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر جلد 2 صفحہ 1، ابن ماجہ مقدمہ مر باب اتباع سنۃ رسول اللہ جلد 1 صفحہ 2

اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال یہی حج فرض ہو جاتا اور جب فرض ہو جاتا تو تم اسے ادا نہ کر سکتے۔لہٰذا جس چیز کے بیان کرنے کو میں چھوڑ دوں تم بھی اسے چھوڑ دو کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے لہٰذا جس چیز سے میں تمہیں روکوں اس سے بچو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جتنی طاقت ہو اس کو ادا کرو۔ (1)

شرحِ حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ سے میرے محبوب ﷺ کی عظمت وشان روزِ روشن کی طرح عیاں ہے آپ نے اپنے لبہائے مبارکہ سے خود ہی اپنی نعت بیان فرمائی کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال واجب ہے تو پھر ہر سال ہی واجب ہو جاتا۔اس سے پتہ چلا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ اے محبوب تو جو چاہے فرض فرما دے۔ کیونکہ تیرا بولنا حقیقت میں میرا بولنا ہی ہے۔اسی کو قرآن یوں بیان فرماتا ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰیؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰیۙ (پ۲۷النجم۳،۴)

ترجمہ: اے میرے پیارے تو اپنی مرضی سے تھوڑے بولتا ہے تیرا بولنا تو وحیِ خدا سے ہے۔

لہٰذا جو تو فرض کردے گا وہ فرض ہے اور جس سے تو فرض ساقط کردے اس سے میں بھی فرائض ساقط کردوں گا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو کہا دن کو کہ شب تو رات ہو کے رہی

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کتنی افضل ہے؟

35. أخرج البخاری ومسلم عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: صلاة فی مسجدی هذا أفضل من ألف صلاة فی غيره من المساجد إلا المسجد الحرام۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔میری اس مسجد (مسجدِ نبوی) میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں ایک ہزار نماز

1- مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر جلد 2 صفحہ 1، مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 184

پڑھنے سے افضل ہے سوائے مسجدِ حرام کے۔(1)

پہلا سبب:

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ الرزاق نے اپنی ''مُصنَّف'' میں ذکر کیا میں نے ابراہیم مکی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا بن ابورباح رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کہتے ہوئے سنا کہ فتح مکہ کے دن شرید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا فرمائے تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا راوی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین مرتبہ فرمایا یہاں نماز پڑھنا افضل ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تو یہاں نماز پڑھے تو تجھے کافی ہے (اب منت والی نماز وہاں بیت المقدس میں پڑھنے کی حاجت نہیں) پھر ارشاد فرمایا اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے علاوہ مساجد میں ایک لاکھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔(2)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ارقم بن ابوارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آکر سلام عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

میں نے بیت المقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا اِس (بیت المقدس کی) طرف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بیت المقدس کی طرف تجارت کیلئے جارہا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ اس میں نماز پڑھنے کیلئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہاں نماز پڑھنا شام (بیت المقدس) میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

1- نسائی مناسک حج باب فضل الصلاۃ فی المسجد الحرام جلد 2 صفحہ 33

2- مصنف عبدالرزاق جلد 5 صفحہ 122، ابوداؤد کتاب الایمان والنزر باب من نذر ان یصلی فی بیت المقدس جلد 2 صفحہ 112

شرح حدیث:

نسبت کی بہاریں

تمام مسجدیں اللہ عزوجل کا گھر ہیں جو مقام مسجد کا ہے وہ کسی کے گھر کا نہیں اگر چہ مسجد بالکل کچی ہو اور لوگوں کے گھر سنگِ مَرمَر کے ساتھ مسجع ومرصّع ہوں کیونکہ مسجد کی نسبت اللہ رب العالمین کی طرف ہے۔ پھر ساری مسجدیں فضائل میں برابر نہیں۔ مسجد جامع غیر جامع سے افضل ہے اسی طرح جس مسجد کو کسی نبی علیہ السلام سے نسبت ہو جائے وہ مساجد دوسری مسجد سے افضل۔ بیت المقدس میں مسجدِ اقصیٰ جس کو انبیاء کرام علیہم السلام نے تعمیر کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام اس میں نمازیں پڑھتے رہے لیکن مسجدِ نبوی شریف کو سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوایا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگئی اور سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سردار مسجد مسجدِ نبوی کو بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ سے بھی افضلیت مل گئی کہ اس میں ایک نماز پڑھنا مسجدِ اقصیٰ میں ادا کی ہوئی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

شہرِ مدینہ تیرے کیا کہنے!

36. أخرج ابن أبي شيبة عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: المدينة كالكير، تضع طيبها، وتنفي خبثها۔

ترجمہ: ابنِ ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور پاک کو خالص اور ستھرا بنا دیتی ہے۔(1)

پہلا سبب:

امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دیہاتی آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور ہجرت پر بیعت کی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا میری بیعت توڑ دیجئے۔ ارشاد فرمایا میں نہیں توڑتا پھر آیا اس طرح کہا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا۔ وہ آدمی وہاں سے چلا گیا پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ شریف بھٹی کی طرح

1- مسلم شریف کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ وفضل الصبر علی لاوائھا جلد 1 صفحہ 445

ہے جو میل کچیل کو دور کرتی ہے اور پاک صاف کو خالص اور نکھارتی ہے۔(1)

دوسرا سبب:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کیلئے احد میں تشریف لائے تو کچھ لوگ وہاں سے واپس چلے گئے اس حرکت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ فرمانے لگا ہم ان لوگوں کو قتل کریں گے اور دوسرا کہنے لگا نہیں۔ اسی بات پر قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ۔

ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مدینہ شریف پاک ہے یہ گندگی کو اپنے سے اس طرح دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی پر لگی میل کچیل کو دور کرتی ہے۔(2)

شرح حدیث:

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ جو ان کی بارگاہ میں آتا ہے اگر گندہ تھا کفر کی گندگی اس کے دل و دماغ پر ہے تو اسے آپ صاف کر دیتے ہیں گندگی دور کر دیتے ہیں اور اگر کوئی صاف دل ہوتا ہے تو اس کو اتنا صاف کر دیتے ہیں کہ وہ آنے والوں کا قاعدو نائب بن جاتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے شہر مقدس کا حال ہے کہ یہ بھی گندگی کو دور کرتا ہے اور صاف کو طیب و طاہر بناتا ہے۔

1- بخاری کتاب الاحکام باب من بایع ثم استقال البیعۃ و باب بیعۃ الاعراب جلد 2 صفحہ 1070، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 392-365-306

2- بخاری کتاب التفسیر باب قولہ و مالکم تقاتلون فی سبیل اللہ جلد 2 صفحہ 660، مسلم شریف کتاب المنافقین باب صفۃ المنافقین و احکامھم جلد 2 صفحہ 369

باب 6:

باب البیع

خرید وفروخت کا بیان

نہ ظلم کرو نہ ظلم کرواؤ

37. (i) أخرج أحمد عن عبادة بن الصامت قال: قضى رسول الله ﷺ أن لا ضرر ولا ضرار وقضى أنه ليس لِعرق ظالم حق۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کوئی نقصان و کمی نہیں اور یہ فیصلہ فرمایا کہ ظالم غاصب کا کوئی حق نہیں۔(1)

(ii) وأخرج أحمد عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ لا ضرر ولا ضرار۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کوئی نقصان نہیں۔(2)

سبب حدیث:

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ الرزاق نے اپنی ''مصنَّف'' میں ذکر کیا کہ حجاج بن اوطاہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ دو آدمیوں کا ایک مشترکہ کھجور کا درخت تھا وہ دونوں اشخاص اپنے جھگڑے کو لے کر بارگاہِ عدل وانصاف نبی پاک ﷺ میں حاضر ہوئے ایک کہنے لگا کہ اس باغ کو میرے اور اپنے درمیان تقسیم فرما دیجئے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اسلام میں ضرر نہیں ہے۔

1- ترمذی ابوب الاحکام باب ماذکر فی احیاء ارض الموات جلد 1 صفحہ 388

2- مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 313

شرح حدیث:

نبی پاک ﷺ نے دو جملے ارشاد فرمائے۔

1- لَا ضَرَرَ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی بھی انسان اپنے بھائی کو نقصان نہ پہنچائے یعنی اس کے حق میں کمی نہ کرے۔

2- لَا ضِرَارَ۔ معنی یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچا بھی دے تو دوسرے کو چاہیے کہ معاف کردے یہ بھی بدلے میں نقصان نہ پہنچائے۔

ھذا ما ظھر لی والعلم عنداللّٰہ بالصواب۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نہ خود کو ضرر پہنچنے دے نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے جو دوسرے کو ضرر پہنچائے گا اللہ عزوجل اس کو ضرر دے گا اور جو دوسرے پر مشقت ڈالے گا اللہ عزوجل اس پر مشقت ڈالے گا۔(1)

یہی معنی علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اربعین میں کیا۔(2)

دھوکہ بازی سے بچو!

38. **أخرج ابن ماجه أن أبى الحمراء قال: قال رسول الله ﷺ: "مَنْ غَشّنا فليس منّا"۔**

ترجمہ: ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو حمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ''جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں''۔(3)

پہلا سبب:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تو کیسا غلہ بیچ رہا ہے؟ اس نے آپ ﷺ کو بتایا اور اللہ عزوجل نے بھی وحی فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنے ہاتھ کو غلہ

1- بہارِ شریعت خیارِ غیب کا بیان حصہ 11
2- شرح اربعین نووی صفحہ 88
3- ابن ماجہ کتاب التجارات باب النہی عن الغش صفحہ 161، مسلم کتاب الایمان باب من غشنا فلیس منا جلد 1 صفحہ 70

میں داخل فرمائیں۔

آپ ﷺ نے ہاتھ غلہ میں داخل فرمایا تو اندر سے اس غلہ کو گیلا پایا اور ارشاد فرمایا:

جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (1)

دوسرا سبب:

ابو نعیم اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ کے ایک بازار میں ایک غلہ کے پاس سے گزرے وہ غلہ آپ ﷺ کو پسند آ گیا۔

نبی پاک ﷺ نے غلہ میں اپنا ہاتھ مبارک داخل کیا تو ایک ایسی چیز نکلی جو باہر سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ نبی پاک ﷺ نے بیقراری میں غلہ والے پر اُف اُف فرمایا پھر ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مسلمانوں میں دھوکا نہیں ہونا چاہیے جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (2)

شرح حدیث:

دھوکہ دینا حرام ہے خواہ خرید وفروخت میں ہو یا کسی بھی طریقے سے اور بالخصوص نبی پاک ﷺ کو دھوکہ دینا بلکہ دھوکہ دینے کا خیال بھی دل میں لانا ممنوع وحرام ہے۔ ان کی ہر بات میں تعظیم واتباع لازم ہے۔

پھلوں کو کب بیچا جائے؟

39. (i) أخرج البخاری و مسلم عن ابن عمر أنّ رسول اللّٰہ ﷺ نھی عن بیع الثمرۃ حتّٰی یبدو صلاحھا ونھی البائع والمشتری۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے پھلوں کو پکنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا۔ (3)

1- ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب النھی عن الغش جلد 2 صفحہ 132، ترمذی ابواب البیوع باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع جلد 1 صفحہ 378

2- دارمی کتاب البیوع باب فی النھی عن الغش جلد 2 صفحہ 330

3- ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع الثمار قبل ان یبدو صلاحھا جلد 1 صفحہ 122، مسلم کتاب البیوع باب نھی عن بیع الثمرۃ قبل یبدو صلاحھا جلد 2 صفحہ 7

(ii) وأخرج مسلم عن أبی ھریرة قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تَبتاعوا الثِّمار حتّٰی یبدُوا صَلاحھا۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تک پھل پک نہ جائیں اس وقت تک پھل نہ خریدو۔ (1)

سببِ حدیث:

امام احمد اور بخاری رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ فرماتے ہیں جب نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت ہم پھلوں کو پکنے سے پہلے ہی خرید لیتے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے ایک جھگڑا سنا۔ ارشاد فرمایا: یہ جھگڑا کیوں ہوا؟ عرض کیا گیا کہ ان لوگوں نے پھل خریدے تھے اب کہتے ہیں کہ پھلوں کو دمان اور تشام (بیماریاں) لگ گئیں ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

جب تک پھل پک نہ جائیں اس وقت تک نہ خریدو۔ (2)

شرحِ حدیث:

پھلوں کو صحیح پکنے سے پہلے بیچنا اس لیے منع ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب درختوں پر بھور (پھول نما) ظاہر ہوتا ہے تو کبھی یہ بہت زیادہ ہوتا ہے جس سے دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ پھل اس دفعہ بہت زیادہ ہوا ہے پھر جب ان پر آندھی آجائے یا کوئی بیماری آجائے تو کبھی وہ بھور بالکل ہی گر جاتا ہے اور کبھی کچھ باقی رہتا ہے اگر کسی نے صرف بھور دیکھ کر پھل خرید لیے اور بعد میں مذکورہ وجہ سے نقصان ہو گیا تو اسے نقصان ہوا اور جھگڑے تک نوبت پہنچ جائے گی اور جھگڑا کرنا حرام ہے اور جو جھگڑے کا سبب ہے وہ بھی حرام ہے لہٰذا پھلوں کو پکنے سے پہلے بیچنا جھگڑے کا باعث ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہے۔ (3)

1- مسلم شریف کتاب البیوع باب نھی عن بیع الثمرۃ قبل بید وصلاحھا جلد 2 صفحہ 8، ترمذی کتاب البیوع ماجاء فی کراھیۃ بیع الثمر قبل ان بید وصلاحھا جلد 1 صفحہ 363

2- ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع الثمار قبل ان بید وصلاحھا جلد 1 صفحہ 122، بخاری کتاب البیوع باب بیع الثمار قبل ان بید وصلاحھا جلد 1 صفحہ 292

3- فتاویٰ قاضی خان جلد 2 صفحہ 390

غریبوں کو مبارک ہو

40- أخرج البخاری و مسلم عن زید بن ثابت أن رسول الله ﷺ: رخّص فی العرایا۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی مکرم ﷺ نے بیع عرایا میں رخصت فرمائی۔(1)

سببِ حدیث:

امام شافعی علیہ رحمۃ الکافی نے ''کتاب البیوع'' میں لکھا کہ محمود ابن لبید نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی کو کہا کہ تمہارے باغ کے عرایا کون کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا: فلاں فلاں اور ان اشخاص کا نام لیا جو غریب انصاری تھے جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ تر کھجوریں آتی ہیں اور ہمارے پاس نقدی نہیں ہے کہ جس سے تر کھجوریں خرید کر وہ لوگوں کے ساتھ تر کھجوریں کھائیں اور ہمارے پاس اتنی غذا میں سے چھوہارے (خشک کھجوریں) ہیں۔

پھر ان لوگوں کو رخصت دی گئی کہ وہ عرایا خشک کھجوروں کو ایک اندازے سے دے کر ان کے بدلے میں تر کھجوریں لے کر کھائیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ سفیان اسی کے مثل ہے۔(امام جلال الدین شافعی علیہ رحمۃ الھادی فرماتے ہیں وہ حدیث یہ ہے)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے بشیر بن سار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے سہل بن حشہ کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی پاک ﷺ نے خشک کھجوروں کے بدلے میں تازہ پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا میں رخصت عنایت فرمائی کہ یہ لوگ خشک کھجوروں کو دے کر ایک اندازے کے بدلے میں تر کھجوریں خریدیں تا کہ ان کے گھر والے بھی تر کھجوریں کھائیں۔

1- ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع العرایا جلد 2 صفحہ 121، بخاری کتاب البیوع باب بیع الزبیب بالزبیب والطعام بالطعام جلد 1 صفحہ 290

شرح حدیث:

درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا منع ہے مگر عرایا میں اجازت ہے۔

عرایا سے کیا مراد ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مثلاً ایک فقیر آدمی ہو جس کے پاس چھوہارے ہوں تر کھجوریں نہ ہوں کوئی باغ والا اسے ایک درخت کے پھل ہبہ کردے اور وہ فقیر یہ پھل اپنی ضرورت کے تحت لیتا ہے پھر مالکِ باغ کو اس آدمی کا بار بار آنا اچھا نہ لگے اور وہ یوں کہے کہ اس درخت پر جتنی کھجوریں ہیں وہ لے لو اور اس کے بدلے میں اندازے سے اتنی ہی خشک کھجوریں دے دو۔ ایسا کرنا ان غریبوں کیلئے جائز ہے یہ رخصت صرف غرباء کا لحاظ رکھتے ہوئے ہے ورنہ یہ صورت ممنوع ہے۔

بنجر زمین کس کی ملک ہے؟

41- أخرج البخاری ومسلم وأبو داؤد عن سعید ابن یزید عن النبی ﷺ قال: "من أحیی أرضاً میتةً فهی له، ولیس لعرق ظالمٍ حقٌّ"۔

ترجمہ: امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے سعید بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے اس میں کسی بھی غاصب ظالم کا حق نہیں۔ (1)

سبب حدیث:

امام الحدیث ابوداؤد علیہ رحمۃ الودود نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بتایا اور میرا غالب گمان ہے کہ وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں کہ دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر نبی منصف ﷺ کی جناب میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگائے ہوئے تھے آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ زمین زمین والے کی ہے اور درخت والے کو فرمایا کہ اس کی زمین سے درخت اکھاڑ لے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ درختوں پر کلہاڑیاں چلیں حالانکہ درخت بڑے ہو چکے تھے سارے درخت کاٹ دیے گئے۔ (2)

1- بخاری کتاب المزارعۃ باب من احیاء ارضاً مواتاً جلد 1 صفحہ 314

2- ابوداؤد کتاب الاخراج والفئ والامارۃ باب فی احیاء الموات جلد 2 صفحہ 81

Ali Mavia

شرح حدیث:

بنجر زمین کو جو آباد کرے اسی کی ہے شرط یہ ہے کہ اس نے حاکم کی اجازت سے آباد کیا ہو اگر بغیر اجازت آباد کی تو یہ اس کا مالک نہیں۔(1)

زندگی بھر کیلئے تحفہ دینا

42. (i) أخرج أحمد من طريق عطاء عن جابر بن عبدالله أن النبی ﷺ قال: "العُمری میراثٌ لأهلها"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عطا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا عُمریٰ جس کیلئے ہو اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وراثت ہے۔(2)

(ii) وأخرج أحمد، عن زيد بن ثابت أن رسول الله ﷺ جعلَ العُمری للوارث۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے عمریٰ ورثاء کیلئے مقرر فرما دیا۔(3)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک انصاری آدمی نے کھجوروں کا ایک باغ اپنی ماں کو اس کی زندگی میں دے دیا۔ وہ عورت مرگئی باغ دینے والے کے بھائی آئے اور کہا کہ ہم اس میں برابر کے شریک ہیں وہ لوگ اپنا جھگڑا لے کر نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے اس باغ کو ان ورثاء میں ورثۃً تقسیم فرما دیا۔(4)

1- اللباب جلد 2 صفحہ 128

2- نسائی کتاب الرقبیٰ والعمریٰ جلد 2 صفحہ 138، مسلم کتاب الھبات باب العمریٰ جلد 2 صفحہ 38، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی العمریٰ جلد 1 صفحہ 382

3- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 189

4- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 299

شرح حدیث:

عمریٰ کا معنیٰ ہے کہ ایک چیز کسی کو یہ کہہ کر دینا کہ جب تک زندہ رہو یہ تمہاری ہے جب مر گئے تو واپس مجھے دے دی جائے گی۔

اس کا حکم یہ ہے کہ مُعْمَرْ لَہٗ (جسے دی گئی) اس شے کا مالک ہو جائے گا۔ اور مرنے کے بعد اس شے کو وراثت کے طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو اس نے شرط لگائی تھی کہ مرنے کے بعد میں واپس لوں گا یہ شرط فاسد ہے اور ہبہ (تحفہ) شرطِ فاسد سے باطل نہیں ہوتا۔ (1)

خیارِ عیب کا فائدہ

43. أخرج الشافعي وأحمد والأربعة وابن حبّان عن عائشة أن النبي ﷺ قضى أن الخراج بالضمان۔

ترجمہ: امام احمد، امام شافعی، ابن حبان اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ خراج ضمانت کے سبب ہے۔ (2)

سبب حدیث:

امام ابوداؤد علیہ رحمۃ الودود نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک آدمی نے ایک غلام خریدا جب تک اللہ عزوجل نے چاہا وہ اپنے مالک کے پاس رہا پھر مالک نے اس میں عیب پایا مالک مشتری سے جھگڑ پڑا اور جھگڑا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے غلام مالک کو واپس کروا دیا اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس نے میرے غلام سے کام لیا ہے۔

ارشاد فرمایا:

خراج ضمانت کے سبب ہے۔ (3)

1- اللباب جلد 2 صفحہ 97

2- ابوداؤد کتاب الاجارہ باب فیمن اشتری عبداً فاستعملہ ثم وجد بہ عیباً جلد 2 صفحہ 139، نسائی کتاب البیوع باب الخراج بالضمان جلد 2 صفحہ 314

3- ابوداؤد کتاب الاجارہ باب فیمن اشتری عبداً فاستعملہ ثم وجد بہ عیباً جلد 2 صفحہ 139، ابن ماجہ کتاب التجارات باب الخراج بالضمان جلد 1 صفحہ 162

شرح حدیث:

اس حدیث کی شرح میں وہ حدیث ذکر کرتا ہوں جس کو صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا شرح سنہ میں مخلد بن خفاف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اس کو کسی کام میں لگا دیا تھا پھر مجھے اس کے کسی عیب پر اطلاع ہوئی اس کا مقدمہ میں نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کیا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام کو میں واپس کر دوں اور جو کچھ آمدنی ہوئی ہے وہ بھی واپس کر دوں پھر میں عروہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو واقعہ سنایا انہوں نے کہا کہ شام کو میں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا ان سے جا کر یہ کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر دی ہے کہ ایسے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ آمدنی ضمان کے ساتھ ہے یعنی جس کے ضمان میں چیز ہو وہی آمدنی کا مستحق ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ آمدنی مجھے واپس ملے۔(1)

کیا زمین کو کرایہ پر دیں؟

44. (i) أخرج أحمد والبخاری و مسلم عن نافع أن ابن عمر کان یکری مزارعه علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر و عمر و عثمان و صدراً من إمارة معاوية، ثم حدّث عن رافع ابن خُدیج أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن کری المزارع، فذهب ابن عمر إلی رافع بن خُدیج فذهبت معه فسأله، فقال: نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن کری المزارع۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک اپنی زمین کرائے پر دیتے تھے پھر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پہنچی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔(2)

1- بہارِ شریعت حصہ خیارِ عیب کا بیان، ھکذا فتاویٰ قاضی خان جلد 2 صفحہ 390

2- مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض جلد 2 صفحہ 13، ابن ماجہ کتاب الرھون باب المزارعۃ بالثلث والربع جلد 1 صفحہ 176

(ii) وأخرج أحمد و مسلم رحمهما الله عن ابن عمر قال: كنا نُخابر ولا نرى بذٰلك باساً حتّٰى زعم رافع أنّ رسول الله ﷺ نهى عنه فتركناه۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بیع مخابرہ کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے زعم کیا کہ نبی پاک ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو ہم نے اس طرح کرنا چھوڑ دیا۔(1)

پہلا سبب:

امام بخاری مسلم واحمد رحمہم اللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری زمین اہل مدینہ میں سے زیادہ تھی ہم اس زمین کو کرایہ پر دیتے تھے اس طرح کہ ایک مقرر حصہ مالک زمین کا اور ایک حصہ بٹائی پر لینے والے کا۔ کبھی آفت مالک کے حصے کو پہنچی اور بٹائی والے کا حصہ بچ جاتا اور کبھی بٹائی والے کے حصہ کو آفت پہنچتی اور مالک کا حصہ محفوظ رہتا۔ ہمیں اسطرح کرنے سے منع کر دیا گیا اور ان دنوں سونے چاندی سے بٹائی پر نہ دیتے تھے۔(2)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے اللہ کی قسم میں رافع رضی اللہ عنہ سے زیادہ حدیث کا علم رکھتا ہوں۔ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس جھگڑ کر حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تمہارا یہ حال ہے تو زمین کو کرایہ پر نہ دو۔ جبکہ رافع نے صرف یہ سنا کہ زمین کو کرائے پر نہ دو۔(3)

تیسرا سبب:

امام احمد ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی مکرم ﷺ کے عہد میں زمیندار اپنی ان زمینوں کو کرائے پر دے دیا کرتے تھے جو نالیوں کے کناروں پر

-1 مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض جلد 2 صفحہ 13، مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 11

-2 بخاری کتاب المزارعۃ باب قطع الشجر والنخل جلد 1 صفحہ 312، مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض جلد 2 صفحہ 13

-3 مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 182، ابن ماجہ کتاب الرھون باب ما یکرہ من المزارعۃ جلد 1 صفحہ 177

تھیں۔اور جن میں پانی پہنچ جاتا تھا۔وہ لوگ نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔تو وہ اس کے بعض میں جھگڑ پڑے لہٰذا نبی پاک ﷺ نے انہیں اس کے بدلے کرایہ پر دینے سے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا سونے چاندی کے بدلے میں کرائے پر دو۔[1]

شرح حدیث:

امام اعظم، امام شافعی، امام احمد، ابو یوسف، امام محمد اور جمہور فقہا رحمہم اللہ کے ہاں زمین کو سونے، چاندی، کرنسی، کپڑے، اناج اور دوسری چیزوں کے عوض کرائے پر دیا جا سکتا ہے۔

اگر اس شرط پر دیا کہ مثلاً سو (100) کلو میری اور بقیہ فصل آپ کی یہ صورت باطل ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کل فصل ہی سو (100) کلو ہو۔اس طرح اگر یہ شرط لگائی کہ فلاں حصہ زمین کی فصل میری اور دوسری جگہ کی فصل تمہاری یہ بھی باطل ہے۔کیونکہ ہو سکتا ہے۔فصل ایک ہی جگہ ہو دوسری جگہ نہ ہو۔

1- ابوداؤد کتاب البیوع باب فی المزارعۃ جلد 1 صفحہ 125

باب 7:

باب النکاح

نکاح کا بیان

کس عورت سے نکاح کیا جائے؟

45. أخرج البخاری و مسلم عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال "تُنكَحُ المرأةُ لأربع: لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها، فاظفر بذات الدين تَربت يداك"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: عورت سے نکاح چار وجہوں سے کیا جاتا ہے۔ مال، حسب، حسن، اور دین کی وجہ سے۔ تُو دیندار کے ساتھ ہی کامیاب ہونا۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (1)

سببِ حدیث:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کا نکاح ہوا تو نبی پاک ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تیرا نکاح ہو چکا ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کنواری سے یا شادی شدہ سے؟

عرض کیا: شادی شدہ سے۔

ارشاد فرمایا: تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری بہنیں ہیں، میں نے اس لیے کنواری سے نکاح نہیں کیا۔ تا کہ وہ میرے اور میری بہنوں کے

1- بخاری کتاب النکاح باب الاکفاءِ فی الدین جلد 2 صفحہ 762، مسلم کتاب الرضاع باب استحباب نکاح ذات الدین جلد 1 صفحہ 473

درمیان خلل نہ ڈالے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے اس کے دین اور خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ دین والی سے نکاح کرے۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔[1]

شرح حدیث:

ہر کام میں دین کو ترجیح دو

نبی پاک ﷺ نے لوگوں کی عادت کا تذکرہ فرمایا کہ لوگوں میں یہ رواج ہے کہ وہ ان چار باتوں میں سے کسی کا لحاظ رکھتے ہوئے نکاح کرتے ہیں اور ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر معاملہ میں اسلام کو ترجیح دے۔[2]

"تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔

یہ جملہ کسی کام پر ابھارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی دین کو مقدم رکھنے کی ترغیب کیلئے ہے۔[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے کنواری کی بجائے شادی شدہ سے اس لیے نکاح کیا ہے۔ تاکہ یہ میری بہنوں کی تربیت کر سکے اور میری بہنوں کیلئے بوجھ نہ بنے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تو نے اچھا کیا۔ اللہ عزوجل تجھے برکت دے۔[4]

مسئلہ: نکاح میں عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن، اخلاق، تقویٰ و جمال میں مرد سے زیادہ ہو۔[5]

حدیث میں ہے جو کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا اللہ عزوجل اس کی ذلت میں اضافہ فرمائے گا۔ جو اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا اللہ عزوجل اس کی تنگدستی میں اضافہ کرے گا۔ اس کی محتاجی بڑھائے گا اور جو اس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا اللہ عزوجل اس

1- مسلم کتاب الرضاع بحوالہ مذکورہ، نسائی کتاب النکاح باب علی ما تنکح المراۃ جلد 2 صفحہ 70
2- حاشیہ بخاری جلد 1 صفحہ 762، حاشیہ علامہ نووی للمسلم جلد 1 صفحہ 474
3- حاشیہ بخاری جلد 1 صفحہ 762
4- مسلم باب استحباب نکاح ذات الدین جلد 1 صفحہ 474
5- درمختار وردالمحتار جلد 4 صفحہ 208-207

کے کمینہ پن میں اضافہ کرے گا۔اور جو اپنی نگاہ کی حفاظت کیلئے اور پاک دامنی کیلئے یا صلہ رحمی کیلئے نکاح کرے گا تو اللہ عزوجل اس مرد کیلئے عورت میں برکت دے گا۔اور عورت کیلئے مرد ہیں۔(1)

دو محبت کرنے والوں کا نکاح

46. أخرج ابن ماجه عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: "لم يُرَ للمُتحابَين مثلُ النّكاح"۔

ترجمہ: ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"دو محبت کرنے والوں کیلئے نکاح کی طرح (محبوب) کوئی چیز نہیں"۔(2)

پہلا سبب:

ابو علی حسن بن احمد بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مشیخت" میں اور ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ایک آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری پرورش میں ایک یتیم بچی ہے اسے دو آدمیوں نے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ایک تنگدست ہے۔جبکہ دوسرا خوشحال۔اور بچی تنگدست کو چاہتی ہے۔جبکہ ہم خوشحال کو چاہتے ہیں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"دو محبت کرنے والوں کیلئے نکاح جیسی کوئی چیز (محبوب) نہیں"۔

دوسرا سبب:

حضرت خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اعتلال القلوب" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کی کہ میری کفالت میں ایک بچی ہے جسے ایک تنگدست اور ایک خوشحال نے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ خوشحال سے نکاح ہو جبکہ بچی تنگدست سے چاہتی ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"دو محبت کرنے والوں کیلئے نکاح جیسی کوئی چیز بھی (محبوب) نہیں۔

1- بہارِ شریعت حصہ 7 نکاح کا بیان
2- ابن ماجہ کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح جلد 1 صفحہ 133

شرح حدیث:

ماں باپ کو نکاح کروانے کا حق حاصل ہے۔اسے شرعی طور پر ''ولایت نکاح'' کہا جاتا ہے۔اس ولایت کی دو قسمیں ہیں۔1۔جبری۔2۔اختیاری۔

1- ولایت جبری یہ ہے کہ ماں باپ جس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں کر دیں۔خواہ منکوحہ وہاں نکاح کرنا چاہے یا نہ چاہے۔جیسے غلام اور لونڈی کا نکاح کروانا۔

2- اور اختیاری سے مراد یہ کہ والدین کو بھی اختیار ہے لیکن مجبور نہیں کر سکتے۔اگر عاقلہ بالغہ بیٹی نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا تو ہو جائے گا۔باپ کی اجازت اس کیلئے شرط نہیں۔[1]

مسئلہ: چھوٹی بچی نابالغہ کے حق میں اس کے اولیاء کو ''ولایت اجبار'' حاصل ہے۔یہ مجبور کر کے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔

اگر والدین اس کا نکاح کروا دیں تو اس بچی کو بڑے ہو کر نکاح فسخ کرنے کی اجازت نہیں۔اور اگر والدین کے علاوہ کسی اور نے نکاح مجبوراً کروا دیا تو اس کو بڑے ہو کر فسخ (نکاح توڑنے) کا حق حاصل ہے کیونکہ والدین کو اپنے بچوں کے حق میں شفقت کاملہ ہوتی ہے۔اور بقیہ کو شفقت ناقصہ۔[2]

زانی کیلئے پتھر نہیں

47. (i) أخرج أحمد عن علی قال: قضی رسول الله ﷺ: "الولدُ للفراشِ وللعاهر الحَجر"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ بستر والے یعنی شوہر کا ہے اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔[3]

(ii) وأخرج البخاری ومسلم عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: "الولدُ للفراش وللعاهر الحَجَر"۔

1- عالمگیری جلد 1 صفحہ 316

2- اللباب شرح قدوری جلد 2 صفحہ 146

3- نسائی کتاب الطلاق باب الحاق الولد بالفراش اذا لم ینفہ صاحب الفراش جلد 2 صفحہ 110، ابن ماجہ کتاب النکاح باب الولد للفراش وللعاهر الحجر صفحہ 144

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ بستر والے یعنی شوہر کا ہے۔ اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔(1)

سببِ حدیث:

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما ایک بچہ کے بارے میں جھگڑ پڑے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ بچہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے۔ اور اُس نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ اس کی شکل صورت کو دیکھ لیں یہ میرے بھائی کا ہم شکل ہے۔

اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرے باپ کے بستر پر میرے باپ کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شکل صورت کو دیکھا۔ تو عتبہ کا ہم شکل پایا۔ اور ارشاد فرمایا: اے عبد یہ بچہ تمہارے لیے ہے۔ کیونکہ بچہ بستر والے کیلئے ہے۔ جبکہ زانی کیلئے پتھر اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تو اس سے پردہ کر اس وجہ سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر اسے کبھی نہ دیکھا۔(2)

شرحِ حدیث:

بچہ کے نسب کے ثبوت کا طریقہ

اگر کسی لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ کس کی طرف منسوب ہے۔ اس حکم میں زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں تفاوت ہے۔

زمانہ جاہلیت کا طریقہ:

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں:

1- بخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش جلد 2 صفحہ 999، مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش جلد 1 صفحہ 471، ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء ان الولد للفراش جلد 1 صفحہ 3..

2- بخاری کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وعتقہ جلد 1 صفحہ 295، مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش جلد 1 صفحہ 470، ابوداؤد کتاب الطلاق باب مذکورہ جلد 1 صفحہ 317

زمانہ جاہلیت میں لونڈی زنا کرواتی تھی۔ اور اس دوران اس کا مالک بھی وطی کرتا۔ پھر لونڈی حاملہ ہو کر بچہ کو جنم دیتی ہے۔ اگر تو لونڈی کا مالک اپنے مرنے سے پہلے بچے کے نسب کا دعویٰ کر دیتا ہے یا مرنے کے بعد اس کے ورثا دعویٰ کر دیتے تو بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا اور اگر دعویٰ نہ کیا جاتا تو بچہ زانی کی طرف منسوب ہوتا۔ (1)

اسلام میں ثبوت نسب کا طریقہ:

اسلام نے زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج کو باطل کر کے یہ طریقہ عطا فرمایا کہ بچہ بستر والے کا ہے۔ مذکورہ حدیث میں بھی اسی بات کو ذکر و بیان کیا گیا ہے۔ عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے اور ان کے باپ زمعہ بن قیس کی لونڈی زمانہ جاہلیت کی لونڈیوں کی طرح تھی زمعہ بھی اس سے وطی کرتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس لونڈی کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ نے زنا کیا۔ اور اس نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی سے جو بچہ پیدا ہوا سے میرے نسب میں ملا دینا اور خود عتبہ حالت کفر میں مر گیا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق چاہا کہ یہ بچہ میرے بھائی کے نسب کے ساتھ لاحق ہو۔ اور ان کا دعویٰ زمانہ جاہلیت کے طریقہ کے مطابق تھا۔ جبکہ عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ اسلام کے مطابق تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اصول کے مطابق فیصلہ فرمایا اور رسمِ جاہلیت کو ختم کر دیا۔ (2)

کیا وہ بچہ حقیقۃً زمعہ کا تھا یا عتبہ کا اس میں تحقیق یہ ہے کہ حقیقت مین وہ بچہ عتبہ کا تھا کیونکہ اگر یہ بچہ زمعہ کا ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عبد بن زمعہ کو فرماتے کہ یہ تمہارا اور سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے جبکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تم اس سے پردہ کرو اور عبد کو فرمایا:

لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ۔

"یہ تمہارا بھائی نہیں ہے"۔

جبکہ بخاری میں مذکور ہے کہ اے عبد! یہ تمہارا بھائی ہے حقیقۃً بھائی نہیں بلکہ مجازاً بھائی فرمایا۔

1- عمدۃ القاری جلد 16 صفحہ 32

2- عمدۃ القاری جلد 16 صفحہ 32-33

باب 8:

باب الجنایات

جرائم کا بیان

کنویں میں گر کر مرے تو تاوان نہیں

48. أخرج عبدالرزاق والبخاری ومسلم وأبوداؤد عن أبی هريرة أنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال: العجماء جُبَار، والبئر جُبار، والمعدن جرحه جبار، وفی الركاز الخمس۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم ابوداؤد اور عبدالرزاق رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: چوپائے کے روندے ہوئے کا تاوان معاف ہے۔ کنویں میں گر کر مرے ہوئے کا تاوان معاف ہے۔ کان میں گر کر زخمی ہونے والے کا تاوان معاف ہے۔ اور رکاز میں پانچواں حصّہ ہے۔ (1)

پہلا سبب:

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی "مصنّف" میں ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے یعقوب بن عتبہ اور صالح اور اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کی۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ:

چوپائے کے روندے ہوئے کا تاوان معاف ہے۔ کنویں میں گر کر مرنے والے کا تاوان معاف ہے۔ اور کان میں گر کر مرنے والے کا تاوان معاف ہے اور رکاز میں پانچواں حصّہ ہے۔ جبکہ اہل جاہلیت زندہ سے ان چیزوں کا تاوان لیتے۔ جنہیں ان کے چوپاؤں، کنووں اور

1۔ بخاری کتاب الدیات باب المعدن الجبار والبئر جبار جلد 2 صفحہ 1021، مسلم کتاب الحدود باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار جلد 2 صفحہ 73، ابن ماجہ کتاب الدیات باب الجبار جلد 1 صفحہ 192

کانوں نے ہلاک کیا تھا۔ جب یہ بات بارگاہِ خیرالانام میں پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا فیصلہ فرمایا۔ (1)

دوسرا سبب:

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہیں عبدالعزیز بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کی خبر دی جو عمر بن عبدالعزیز نے لکھا تھا۔ اس میں یہ بات بھی تھی کہ یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان دو آدمیوں کے بارے میں یہ حکم فرمایا کہ ان کا خون معاف ہے۔ جن میں سے ایک کو کان نے روند دیا اور دوسرے کو چوپائے نے۔ اور اہل تہامہ کے ہاں جُبَارْ کا معنی ہے "خون کا رائیگاں جانا"۔ (2)

شرح حدیث:

مسلمانوں کے راستہ سے گزرنا ہر ایک کیلئے مباح ہے۔ بشرطیکہ نقصان دہ چیز سے بچا جائے جس سے بچنا ممکن ہو۔ اگر مالک سواری پر سوار تھا اور سواری نے کسی کو روند دیا تو سوار ضامن ہوگا کیونکہ وہ اسے بچا سکتا تھا۔ اس لیے کہ اس کے روندے جانے میں اس کا وزن بھی سبب ہے۔ اور دوسرے جزو کا معنی ہے کہ ایک شخص جنگل میں کنواں کھودتا ہے۔ یا جس آبادی میں اس کیلئے کنواں کھودنا جائز ہے وہاں کنواں کھودتا ہے۔ یا کنواں کھودنے کیلئے کسی مزدور کو اجرت پر حاصل کرتا ہے۔ اور کنواں کھودنے سے مزدور گر کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا کوئی شخص اس کنویں میں گر کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ تو مالک پر اس کا تاوان نہیں اس طرح کان کھودنے کیلئے کسی مزدور کو حاصل کیا اور وہ اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو مالک پر تاوان نہیں۔ (3)

کنکریاں نہ پھینکو

49. أخرج البخاری ومسلم، عن عبدالله بن مغفل نهی رسول الله ﷺ عن الخذف وقال: انه لا ينكأ العدو ولا يقتل الصيد ولكنه يكسر

1- مصنف عبدالرزاق کتاب الجنایات باب العجماء جلد 10 صفحہ 44

2- مصنف عبدالرزاق کتاب الجنایات باب العجماء جلد 10 صفحہ 58

3- عمدۃ القاری

السن ويفقد العين۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے خذف (کنکریاں پھینکنے) سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:
''کنکریاں پھینکنا نہ تو دشمن کو ختم کر دیتا ہے اور نہ ہی شکار کو قتل کرتا ہے۔ لیکن دانت کو توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔ (1)

سبب حدیث:

امام نسائی و ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو کنکری دے ماری جس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا یہ معاملہ نبی پاک ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس بچہ کی دیت میں پانچ سو بکریوں کا حکم دیا اور اسی دن کنکریاں مارنے سے منع فرما دیا۔ (2)

شرح حدیث:

لہو و لعب کے طور پر کنکریاں پھینکنا بھی منع ہے کیونکہ اگر آنکھ پر لگ گئی تو آنکھ ضائع ہو جائیگی اس طرح اگر دانت پر لگ جائے تو دانت توڑ دے اور اس سے بندہ تو مرنے سے رہا لیکن اگر لگنے سے پیٹ کا بچہ یا آدمی بھی مارا جائے تو اس کی دیت دینا لازم ہو گی۔

مسئلہ: یہاں کنکری سے مراد ایسا پتھر ہے جس سے اس قسم کے نقصانات ممکن ہو سکیں ورنہ بہت چھوٹی کنکری سے یہ نقصانات ممکن نہیں۔

دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا کیسا؟

50. أخرج أحمد والبخاري ومسلم عن جابر أن رسول الله ﷺ قال: "لا تجمعوا بينَ الرطب والبسر وبين الزبيب والتّمر نبيذا"۔

ترجمہ: امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے

1- بخاری کتاب الذبائح باب الخذف والبندقة صفحہ 2 جلد 823، ابوداؤد کتاب الادب باب فی الخذف جلد 2 صفحہ 368، مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 57

2- ابوداؤد کتاب الدیات باب دیۃ الجنین جلد 2 صفحہ 281

فرمایا کہ کچی کھجوروں اور پکی کھجوروں اور اس طرح انگور اور کھجور کو نبیذ بنانے کیلئے نہ بھگوؤ۔(1)

سبب حدیث:

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا انگور اور کھجور کو جمع کرلوں؟ تو آپ نے منع فرمادیا۔ سائل نے کہا کیوں؟

آپ نے فرمایا: "نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے"۔

سائل نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں منع کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک آدمی کو نشہ ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سزا دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ذرا دیکھو کہ اس نے پیا کیا ہے؟ جب دیکھا گیا تو وہ کھجور اور انگور تھا۔ لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انگور کو جمع کرنے سے منع کیا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک اکیلا ہی کافی ہے۔(2)

شرح حدیث:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی علیہ رحمۃ الکافی فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب کہ دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ جب تک یہ مشروب نشہ آور نہیں حرام نہیں۔(3)

علامہ بدرالدین عینیٰ حنفی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ امام اعظم علیہ رحمۃ الاعظم نے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے کو جائز کہا ہے اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ آپ نے حدیث کا خلاف کیا ہے۔ کیونکہ یہ حکم آپ نے خود نہیں لگایا بلکہ احادیث کی بناء پر جائز فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کشمش اور کھجوروں کو پانی میں ڈال کر نبیذ تیار کیا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ بھی احادیث جواز پر دلالت کرتی ہیں اور منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ شروع شروع میں تنگی تھی اس وقت تنگی کے پیشِ نظر دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔(4)

1- مسلم کتاب الاشربہ باب کراھیۃ انتباذ التمر والذبیب مخلوطین جلد 2 صفحہ 164، ترمذی ابواب الاشربہ باب ماجاء فی خلیط البسر والتمر جلد 2 صفحہ 452، نسائی کتاب الاشربہ جلد 2 صفحہ 323، دارمی کتاب الاشربہ باب النھی عن الخلیطین جلد 2 صفحہ 159

2- مصنف عبدالرزاق جلد 9 صفحہ 213

3- حاشیہ مسلم کتاب الاشربہ جلد 2 صفحہ 164

4- عمدۃ القاری جلد 14 صفحہ 603

انبیاء کرام کو کیوں بھیجا گیا؟

51. أخرج البخاری ومسلم والترمذی والنسائی عن ابن مسعود قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "لا أحدَ أغیر من اللّٰہ ﷻ من أجلِ ذلک حرَم الفواحش ما ظھر منھا وما بطن، ولا أحد أحب الیه المدح من اللّٰہ، من أجل ذلک مَدح نفسه، ولا أحد أحب الیه العذر من اللّٰہ تعالی من أجل ذلک بعث النبیین مُبَشِّرین ومُنذرین"۔

ترجمہ: امام بخاری، مسلم، ترمذی ونسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ سے بڑھ کر کوئی بھی غیرت والا نہیں اسی وجہ سے اس نے تمام ظاہر و پوشیدہ برائیوں کو حرام فرمایا۔

اور اللہ ﷻ سے بڑھ کر کوئی بھی تعریف نہیں چاہتا اس لیے اس نے اپنی خود تعریف فرمائی ہے۔

اللہ ﷻ سے بڑھ کر کوئی معذرت کو پسند کرنے والا نہیں اسی وجہ سے اللہ ﷻ نے ڈرانے اور خوشخبریاں سنانے والے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔(1)

سبب حدیث:

امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں نے کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھا تو میں اسے تلوار سے ماردوں گا اس سے اعراض نہ کروں گا۔

یہ بات نبی مکرم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ اللہ ﷻ کی قسم میں سعد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر غیرت والا ہوں اور اللہ ﷻ مجھ سے بڑھ کر اور اللہ ﷻ کی غیرت ہی کی وجہ سے تمام ظاہری و باطنی برائیوں کو حرام قرار دیا گیا اور اللہ ﷻ سے بڑھ کر غیرت والا کوئی نہیں۔ اور نہ ہی اللہ ﷻ سے بڑھ کر کوئی عذر کو پسند کرنے والا ہے اسی وجہ سے

1- مسلم کتاب التوبۃ جلد 2 صفحہ 358، بخاری کتاب التفسیر سورۃ انعام جلد 2 صفحہ 667، سورۃ اعراف جلد 2 صفحہ 668، دارمی کتاب النکاح باب فی الغیرۃ جلد 2 صفحہ 200

اللہ عزوجل نے ڈرانے اور خوشخبریاں سنانے والے رسولوں کو بھیجا اور نہ ہی کوئی اللہ عزوجل سے بڑھ کر تعریف چاہنے والا ہے اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (1)

شرح حدیث:

اس حدیث پاک سے پتا چلا کہ برائیوں سے منع کرنے میں حکمت غیرت وحیا ہے لہٰذا برائیوں سے رکنا بھی حیا اور غیرت کا ہی ثمرہ ہے۔ یہاں حدیث میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے قصہ کو ذکر کیا گیا جس کا منتہیٰ بھی غیرت ہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غیرت وحیاء کی وجہ سے ہی قتل کرنے کا فرمایا ورنہ حکم شرعی قتل کا نہیں جب تک چار گواہوں سے زنا ثابت نہ ہو۔

عرض شارح:

جبکہ آج بے غیرتی اور بے حیائی کا سمندر اس قدر تیزی سے بہہ رہا ہے کہ اکثر لوگ اس میں غوطہ زن ہو کر تباہی و بربادی کے مستحق ہو رہے ہیں کوئی کسی کو سمجھاتا نہیں اور اگر سمجھائے بھی تو بے عملی کی وجہ سے اثر نہیں ہوتا اس سلسلے میں میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر ایک غیرت وحیا سے محروم آدمی کہیں سے میرے شیخ طریقت وشریعت قاطع بدعت وضلالت عاشق اعلیٰ حضرت امیرِ اہلسنّت علامہ محمد الیاس عطاری قادری (زید علمہ) کا رسالہ قفلِ مدینہ اور باحیا نوجوان زخمی سانپ وغیرہ کو پڑھ لے تو اس مردِ قلندر کا بولا ہوا ایک ایک لفظ قاطع بدعت وقاطع ضلالت تیر بن کر اس کے دل میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے اور حیا وغیرت نصیب ہوتی ہے۔

کیا ظالم کی بھی مدد کریں؟

52. أخرج البخاری عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "اُنْصُر اَخاكَ ظالمًا أو مظلومًا" قيل يا رسول اللہ نَنصره مظلومًا فكيف ننصره ظالماً؟ قال: تأخذ فوقَ يديه۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

1- مسلم کتاب اللعان جلد 1 صفحہ 491، بخاری کتاب النکاح باب فی الغیرۃ جلد 2 صفحہ 785، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 248، دارمی کتاب النکاح باب فی الغیرۃ جلد 2 صفحہ 200

عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم مظلوم کی مدد تو کر سکتے ہیں لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟

ارشاد فرمایا: ''اس کے ہاتھ کو پکڑ لو''۔(1)

سببِ حدیث:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دو بچے آپس میں لڑ پڑے ایک مہاجرین کا دوسرا انصار کا۔

مہاجری بچے نے مہاجرین کو پکارا اور انصاری بچے نے انصار کو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ تو جاہلیت کا پکارنا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ عزوجل کی قسم! یہ کوئی مقدمہ نہیں بلکہ بات تو صرف اتنی ہے کہ ایک بچے نے دوسرے کو مارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ نہیں چاہیے یہ کہ آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ وہ بھائی مظلوم ہو یا ظالم۔

اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے منع کرے کیونکہ یہی اس کی مدد ہے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرنی چاہیے۔(2)

شرحِ حدیث:

ظلم ختم کرنے کا آسان نسخہ

اس حدیثِ پاک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مظالم ختم کرنے کا طریقہ بتا دیا کہ مظلوم کی مدد کرو اسے ظلم سے بچاؤ اور ظالم کی بھی مدد کرو اس طرح کہ اسے ظلم کرنے سے روک دو۔ اور ظلم اور برائی کو ختم کرنے کا طریقہ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تم میں سے جو برائی دیکھے تو اگر طاقت ہے تو اسے ہاتھ سے ختم کر دے اور اگر ہاتھ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں تو زبان سے اسے ختم کرے اگر ایسا بھی نہیں کر سکتا تو کم از کم دل میں برا جانے۔(3)

--------✱--------

1- بخاری کتاب المظالم باب اعن اخاک ظالما او مظلوما جلد 1 صفحہ 331، دارمی کتاب الرقاق باب انصر اخاک ظالما او مظلوما جلد 2 صفحہ 401، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 99

2- مسلم کتاب البر باب النصر لاخ ظالما او مظلوما جلد 2 صفحہ 320، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 323

3- سنن نسائی جلد 2 صفحہ 269

باب 9:

باب (الاضحیة)

قربانی کا بیان

آدابِ مصطفیٰ ﷺ

53. أخرج البخاری و مسلم عن جندب البَجلی قال صلی النبی ﷺ یوم النحر ثم خطب ثم ذبح فقال: "مَنْ کانَ ذَبَحَ قَبْلَ أنْ یُصَلِّیَ فَلْیذبح أُخری مکانها، ومن لَمْ یذبَحْ فَلْیذبح باسم اللّٰه"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے "عید الاضحیٰ" کی نماز پڑھائی خطبہ ارشاد فرمایا اور جانور ذبح کیا اور فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کیا تھا وہ اس کی جگہ ایک اور جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہیں کیا تو وہ اللہ عزوجل کے نام سے ذبح کر لے۔ (1)

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں (جندب بجلی) نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نمازِ عید قربانی والی ادا کی جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو قربانی کے جانوروں کا گوشت دیکھا نبی پاک ﷺ جان گئے کہ ان لوگوں نے نماز سے پہلے ہی ذبح کر لیا ہے لہٰذا نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کی جگہ اور جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اللہ عزوجل کے نام سے ذبح کر لے۔ (2)

1- بخاری کتاب العیدین باب کلام الامام والناس فی خطبۃ العید جلد 1 صفحہ 134، مسلم کتاب الاضاحی باب وقتها جلد 2 صفحہ 154، بخاری کتاب الاضاحی جلد 2 صفحہ 834

2- بخاری کتاب الذبائح باب قول النبی فلیذبح باسم اللہ جلد 2 صفحہ 827، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 312

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کو ایک ایسی قوم کے پاس آئے کہ جنہوں نے قربانی کے جانور ذبح یا نحر کر لئے تھے اور دوسری قوم نے ابھی تک نہ ذبح کیے اور نہ ہی نحر کیے تھے لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے جانور کو ذبح یا نحر کرلیا ہے وہ اس کی جگہ ایک اور ذبح یا نحر کرے اور جس نے ابھی تک نہیں کیا اسے چاہیے کہ وہ اللہ عزوجل کے نام پر جانور کو ذبح یا نحر کر لے۔(1)

شرحِ حدیث:

اے مسلمانو! میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے رہو

یہ احادیثِ مبارکہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و آداب کے موتی بکھیر رہی ہیں اور انہیں آداب کی خوشبو قرآن پاک اور بالخصوص سورۃ حجرات کی آیات سے ایک مومن کے دل و دماغ کو معطر کرتی ہے یہ تو احادیث ہیں حالانکہ اس پر تو اللہ عزوجل نے اپنا قرآن نازل فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (سورۃ حجرات پارہ 26 آیت 1)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ عزوجل سنتا جانتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رئیس المفسرین، متعلم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لکھا ہے کہ اے ایمان والو! جب تک اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ آئے تو اپنے قول و فعل کسی صورت میں بھی محبوب سے پہل نہ کرو بلکہ اپنے نبی علیہ السلام کے پیچھے پیچھے رہو۔(2)

اور مفسر شہیر تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت مولانا ''نعیم الدین مراد آبادی''

1- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 313

2- تفسیر ابن عباس تحت مذکورہ آیت صفحہ 547

علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی تفسیر خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ یعنی (اے ایمان والو!) تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب واحترام کے خلاف ہے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نیازمندی وآداب لازم ہیں۔

شانِ نزول:

چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کرو۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدم نہ کرو۔ (1)

1- تفسیر خزائن العرفان تحت مذکورہ آیت صفحہ 618

باب10:

باب الاطعمة

کھانوں کا بیان

کونسے جانور حرام ہیں؟

54. (i) أخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر عن النبی ﷺ أنّه نهی یوم خیبر عن لحوم الحمر الأهلیة۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے خیبر کے دن ہمیں گھریلو گدھوں کے کھانے سے منع کیا۔(1)

(ii) وأخرج أحمد والبخاری ومسلم عن أبی ثعلبة الخشنی قال: حرّم رسول اللّٰه ﷺ لحومَ الحمر الأهلیة ولحوم کل ذی ناب منَ السباع۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری ومسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے گھریلو گدھوں اور ہر نوک دار دانتوں والے درندے کے کھانے کو حرام قرار دیا۔(2)

(iii) وأخرج أحمد عن زید بن خالد الجُهنی أنه سمع النبی ﷺ نهی عن النُهبة والخِلسة۔

ترجمہ: امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو نھبہ اور خلسہ سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔(3)

1- بخاری کتاب الذبائح باب لحوم الحمر الانسیۃ جلد 2 صفحہ 829، ترمذی ابواب الاطعمہ باب فی لحوم الحمر الاہلیۃ جلد 2 صفحہ 443، دارمی کتاب الاضاحی باب مذکور جلد 2 صفحہ 118

2- بخاری بحوالہ مذکورہ جلد 2 صفحہ 830، ابوداؤد کتاب الاطعمہ باب النھی عن اکل السباع جلد 2 صفحہ 177

3- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 107

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب خیبر کا دن تھا تو لوگ بھوکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے گھریلو گدھوں کو پکڑا اور ذبح کر کے گوشت سے اپنی ہانڈیوں کو بھر لیا جب یہ بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہانڈیوں کو الٹ دیں اور فرمایا عنقریب اللہ عزوجل تمہیں ایسا رزق عطا فرمائے گا جو تمہارے لیے اس سے حلال و ستھرا ہوگا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے اسی وقت ہانڈیوں کو الٹ دیا جبکہ ہانڈیاں اُبل رہی تھیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن گھریلو گدھوں، خچروں، ہر دانت والے درندے اور ہر ناخنوں والے پرندوں کے گوشت کو کھانا حرام فرما دیا اور اسی دن مجثمہ، خِلسہ اور نُھبہ کو بھی حرام قرار دے دیا۔[1]

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ غزوہ خیبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگ جلدی سے یہودیوں کے باڑہ (وہ جگہ جہاں جانور باندھے ہوں) میں گھس گئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ آواز لگاؤ کہ الصلوٰۃ جامعۃ یعنی جماعت کا وقت ہے اور جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا۔

پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم نے یہودیوں کے باڑہ میں گھسنے میں جلدی کی۔ خبردار! جن کے ساتھ معاہدہ ہو اُن کے مال حلال نہیں مگر حق کے ساتھ۔

اور تم پر گھریلو گدھے، خچر، گھوڑے حرام ہیں اسی طرح ہر دانتوں والا درندہ اور پنجوں، ناخنوں والا پرندہ حرام ہے۔[2]

شرح حدیث:

دانتوں والے درندوں سے وہ جانور مراد ہیں جو دانتوں سے شکار کرتے ہیں۔ جیسے بچھو، لومڑی۔ حاشیہ مسلم علامہ نووی میں اس حدیث کے تحت سَباع کو حرام فرمایا گیا سباع سے مراد ہر وہ

1- مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیۃ جلد 2 صفحہ 149، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 322

2- ابوداؤد کتاب الاطعمہ باب النہی من اکل السباع جلد 2 صفحہ 177، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 89

جانور جو جھپٹتا ہو، لوٹ مار کرتا ہو عادۃً زخمی کرتا ہو مارتا ہو زیادتی کرتا ہو۔ (1)

دانتوں والوں سے مطلقاً دانت ہونا مراد نہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک کے ہیں بلکہ مراد ہے کہ وہ حملہ بھی دانت سے کرتا ہو۔ جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، کتا، بلی، ہاتھی، ٹڈی۔ (2)

ناخنوں والے سے مراد باز، سیاہ کوا، چیل، شاہین اور ہر وہ جانور جو ناخنوں سے حملہ کرے۔ (3)

ان جانوروں کو بنی آدم کی عزت و کرامت کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے کیونکہ ان جانوروں کا گوشت کھانے میں ان کے گھٹیا اور نازیبا اوصاف بندے میں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (4)

اور گھریلو گدھا خواہ وحشی جنگلی ہو جائے ہر حال میں کھانا حرام ہے اور وحشی جنگلی اگرچہ گھریلو ہو جائے ہر حال میں کھانا جائز ہے۔ گھریلو گدھے کا گوشت چربی اور دودھ سب سے فائدہ اٹھانا حرام ہے۔ (5)

مجثّمہ کا معنیٰ اگلی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ **خِلسہ** کا معنیٰ دھوکے سے جھپٹ مار کر چھیننا۔ (6) **نُھْبَہ** کا معنیٰ ہے لُوٹنا حملہ کرنا۔ (7)

اے ظالم ظلم سے باز آ!

55. أخرج أحمد و مسلم عن جابر قال: نهى رسول الله ﷺ أنْ يُقْتل شيء منَ الدَّواب صَبْرًا۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔ (8)

1- ہدایۃ جلد 4 صفحہ 440

2- فتاویٰ عالمگیری جلد 5 صفحہ 357

3- الجوہرۃ النیرہ جلد 2 صفحہ 279، اللباب مع القدوری جلد 3 صفحہ 95

4- ہدایہ کتاب الذبائح جلد 4 صفحہ 440

5- فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح جلد 5 صفحہ 358

6- المنجد عربی اردو صفحہ 290، نہایہ جلد 1 صفحہ 310

7- نہایۃ جلد 4 صفحہ 184، المنجد صفحہ 1052

8- مسلم کتاب الصید باب النھی عن صبر البھائم جلد 2 صفحہ 153، ابن ماجہ کتاب الذبائح باب النھی عن صبر الذبائح وعن المثلۃ جلد 2 صفحہ 229، دارمی کتاب الاضاحی جلد 2 صفحہ 113

سببِ حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس تشریف لائے جنہوں نے زندہ کبوتر کو باندھا تھا اور تیر مار رہے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ مجثمہ ہے اسے کھانا حلال نہیں۔(1)

شرحِ حدیث:

جانور پر ظلم نہ کرو

ماقبل حدیث میں مجثمہ کا ذکر آیا تھا اور اس حدیث میں اس کی تفسیر ہے کہ جانور کو باندھ کر بے دردی سے مارے جانا یہاں تک کہ وہ جانور دم ہی توڑ دے مجثمہ ہے اس طرح جو جانور ہلاک ہوا سے کھانا حلال نہیں۔ یہ فعل اس لیے ممنوع ہے کہ اس میں جانور کیلئے ایذاء ہے اور اُس پر ظلم ہے اور میرے شیخ طریقت وشریعت امیرِ اہلسنّت مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری (زید علمہ و فیضہ) نے بہارِ شریعت کے حوالے سے اپنے مشہور زمانہ رسالہ ''ابلق گھوڑے سوار'' میں لکھا ہے کہ جانور پر ظلم کرذِمی کافر پر (اب دنیا میں سب کافر ذمی ہیں) ظلم کرنے سے بُرا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی برا ہے کیونکہ جانور کا کوئی مددگار اللہ عزوجل کے سوا نہیں اُس غریب کو اِس ظالم سے کون بچائے؟(2)

زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت

56. أخرج أبو داود عن أبي واقد الليثي قال: قال رسول الله ﷺ: "ما قُطع من البَهيمة وهي حيّة فهي ميّتة"۔

ترجمہ: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کی: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ دیا جائے وہ مردار ہے۔(3)

1- مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 31

2- ابلق گھوڑے سوار صفحہ 13

3- ابوداؤد کتاب الصید باب فی صید قُطِعَ منہ قطعۃ جلد2 صفحہ 39، ابن ماجہ کتاب الصید باب ما قطع من البھیمۃ وھی حیۃ جلد2 صفحہ 231

سببِ حدیث:

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے (دیکھا تو) لوگ زندہ اونٹوں کے کوہان اور زندہ دنبوں کی چکیاں کاٹتے ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ دیا جائے وہ مردار ہے۔''(1)

1- ترمذی ابواب الصید باب ماجاء ما قطع من الحی فھو میت جلد 1 صفحہ 405

باب 11:

باب الادب

آداب کا بیان

پیار ومحبت بڑھانے کا نسخہ

57. (i) "زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا"۔ أخرجه ابن عدی فی الکامل من حدیث أبی هريرة وابن عمر، وأبی ذر وحبیب بن مسلمة قالوا قال رسول الله ﷺ: "زُرغبًّا تزدد حبًّا"۔

ترجمہ: "زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا" اس حدیثِ مبارکہ کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "کامل" میں حضرت ابوہریرۃ وابوذر وحبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "وقفہ کرکے ملو محبت بڑھے گی"۔(1)

(ii) وأخرج ابن عدی عن ابن عمر قال: کنّا نقول فی الجاهلية: زرغبًّا حبًّا۔ قال لنا النبی ﷺ "زُرغبًّا تزدد حبًّا"۔

ترجمہ: ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں یوں کہا کرتے تھے وقفہ کرکے ملنے سے محبت بڑھتی ہے نبی پاک ﷺ نے بھی ہمیں یہی فرمایا: "وقفہ کرکے ملو محبت بڑھے گی"۔(2)

سببِ حدیث:

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا بن ابورباح رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت

1- میزان الاعتدال جلد 4 صفحہ 391

2- کشف الخفاء جلد 1 صفحہ 528

کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو گزشتہ شام کہاں تھا؟
میں نے عرض کی: اپنے اہلِ خانہ سے ملنے گیا تھا۔
اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے مسلمان اہل سے ملنے گیا تھا۔
نبی پاک ﷺ نے فرمایا:
''وقفہ کر کے ملو محبت بڑھے گی۔(1)

سببِ حدیث:

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن وِردان رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے تشریف لائے تو میں پھر پیچھے ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ نے میری طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا:
وقفہ کر کے ملو محبت بڑھے گی۔(2)

شرحِ حدیث:

راقم نے خود تجربہ کیا ہے کہ وقفہ وقفہ سے ملنا روز روز ملنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اس سے محبت کیوں بڑھتی ہے اس کے متعلق میری سمجھ میں دو باتیں آئی ہیں۔

1- مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی زبانِ اقدس سے یہ کلمات اور یہ وظیفہ نکلا ہے اس لیے محبت بڑھتی ہے کیونکہ

ان کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو کہا دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

2- ایک چیز انتظار کے بعد ملے اور ایک بغیر انتظار کے تو جو چیز تجسس و انتظار کے بعد ملے وہ زیادہ اچھی لگتی ہے۔ ھذا ما ظھر لی والعلم بالصواب عند اللہ۔ (عبد المصطفیٰ مدنی)

1- کشف الخفاء جلد 1 صفحہ 528
2- کشف الخفاء جلد 1 صفحہ 528

رات کو سفر سے واپس گھر آنا کیسا؟

58. (i) أخرج أحمد و أبو داود عن جابر بن عبد اللّٰه قال: كان رسول اللّٰه ﷺ يكره أن يأتي الرجل أهله طُرُوقًا۔ ولفظ أحمد: نهى رسول اللّٰه ﷺ أن يطرق الرجل أهله ليلا۔

وفي لفظ: "إذا أطال أحدكم الغَيبة فلا يطرق أهله ليلا"۔

ترجمہ: امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اس بات کو ناپسند سمجھتے کہ بندہ رات کے وقت سفر سے واپس اپنے گھر آئے بلکہ "مسندِ امام احمد" میں تو یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے رات کے وقت سفر سے واپس ہو کر اہلِ خانہ کے پاس آنے سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ:
"تم میں سے جب کوئی زیادہ دیر گھر سے غائب رہے تو رات کے وقت واپس گھر نہ آئے"۔ (1)

(ii) وأخرج أحمد عن سعد بن أبي وقّاص أنه قال أن رسول اللّٰه ﷺ نهى أنْ يَطرق الرجل أهله بعد صلاة العشاء۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے اس سے منع کیا کہ آدمی نمازِ عشاء کے بعد رات کے وقت واپس اپنے گھر آئے۔ (2)

پہلا سبب:

مُصنّف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ایک آدمی سے اس نے محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں تھے جب یہ واپس پلٹے تو گردن پر تلوار لٹکائی ہوئی تھی جبکہ گھر میں چراغ جل رہا تھا انہیں شک ہوا یہ دیوار پر چڑھے دیکھا تو بیوی بستر پر لیٹی ہوئی ہے اور دوسری طرف ایک آدمی ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں انہوں نے

1- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 299، ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الطروق جلد 2 صفحہ 77، مسلم کتاب الامارۃ باب کراہۃ الطروق جلد 2 صفحہ 144

2- مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 175، جلد 3 صفحہ 355

اُسے مارنا چاہا لیکن اس آدمی کو پرہیزگار پایا انہوں نے اپنی بیوی کو ہاتھ سے ڈھونڈا تو وہ بیدار ہوئیں اور کہنے لگیں تیرے علاوہ تیرے علاوہ۔ انہوں نے کہا: تمہاری ہلاکت ہو یہ کون ہے؟
اس بیوی نے کہا: یہ میری بہن ہے جو میرے پاس ہی رہتی ہے پھر اس نے اپنے سر کو دھویا۔
جب یہ بات نبی پاک ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے رات کو اپنی عورتوں کے پاس آنے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد دو آدمیوں نے نبی پاک ﷺ کی نافرمانی کی اور رات کے وقت اپنے اہل کے پاس آئے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنی عورت کے پاس ایک آدمی کو پایا جب یہ بات نبی پاک ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس بات سے منع نہیں کیا کہ تم رات کو واپس آؤ۔ (1)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو سفر سے گھر واپس پلٹے تو اپنی عورت کی طرف آئے جب کہ گھر میں چراغ تھا اور ان کی بیوی کے پاس کوئی تھا انہوں نے تلوار پکڑ لی ان کی بیوی نے کہا مجھ سے دور رہنا فلانی عورت میرے کنگھی کر رہی ہے یہ نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور معاملہ پیش کیا تو نبی پاک ﷺ نے رات گھر واپس آنے سے منع فرمادیا۔ (2)

شرح حدیث:

ان احادیث میں رات کو واپس آنے سے منع کیا گیا ہے اور مسلم شریف کی ایک اور حدیث سے اس کی وجہ وعلت معلوم ہوتی ہے۔
چنانچہ روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص رات کو گھر واپس آئے تو رات کو اچانک جا کر گھر کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے (بلکہ اتنی دیر ٹھہرے کہ) جس عورت کا شوہر غائب ہو وہ اپنے موئے زیر ناف صاف کر لے اور جس کے بال پراگندہ ہوں وہ اپنے بال ٹھیک کر لے۔ (3)

1- مصنف عبدالرزاق جلد 7 صفحہ 496
2- مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 351
3- مسلم کتاب الامارۃ باب کراہیۃ الطروق جلد 2 صفحہ 144

اس حدیثِ مبارک سے پتہ چلا کہ مطلقاً رات کو آنا منع و مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ منع اس وقت ہے کہ جب گھر میں آنے کی اطلاع نہ ہو اور اگر گھر میں آنے کی اطلاع ہو تو پھر بلا حرج آ سکتا ہے اور اصل چیز ہے گھر والوں کا ذہنی طور پر استقبال کیلئے تیار ہونا جیسا کہ شرح میں مذکور حدیث کے الفاظ اس علت پر دال ہیں۔

اور دوسرا یہ بھی کہ یہ کراہت و ممانعت اس شخص کیلئے جو لمبے سفر پر ہو جیسا کہ حدیث نمبر 3 سے واضح ہے اس سے پتہ چلا کہ اگر کوئی قریب سے گھر آتا ہے یا روزانہ دن کو گھر سے جاتا ہے اور رات کو پلٹتا ہے جیسا کہ فیکٹریوں میں کام کرنیوالے مزدور کہ ان کی ڈیوٹی رات گئے ختم ہوتی ہے اور گھر والوں کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ رات کو آئے گا تو اس طرح آنے میں کوئی حرج نہیں۔(1)

حاصل کلام یہ کہ اگر گھر والوں کو آنے کی اطلاع ہو چکی ہو خواہ کسی شخص کے ذریعے یا موبائل وغیرہ سے تو اب رات گئے گھر آنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل علت نہیں پائی جا رہی اور حکم علت پر ہوتا ہے۔ علت ہے تو حکم ہے علت نہیں تو حکم نہیں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے کچھ غائب نہیں

59. أخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر قال صلّی لنا النبی ﷺ العشاء فی آخر حیاته، فلمّا سلّم قام فقال: "أرأیتم لیلتکم هذه؟ فأن علی رأس مائة سنة منها لا یبقی ممن هو علی ظهر الأرض أحد"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز عشاء پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تمہاری رات کا کیا حال ہے؟ (جان لو) آج سے (ٹھیک) سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زمین پر نہیں ہوگا جو آج زمین پر ہے۔(2)

1- شرح صحیح مسلم للنووی جلد 2 صفحہ 145-144

2- بخاری کتاب العلم باب السمر فی العلم جلد 1 صفحہ 22، کتاب المواقیت باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب بیان معنی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علی راس مائۃ سنۃ لا تبقی نفس منفوسۃ ممن ہو موجود الآن جلد 2 صفحہ 310

سببِ حدیث:

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے ایک ماہ پہلے فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو۔

بیشک قیامت کا علم تو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔

میں اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو جانیں آج زمین پر ہیں وہ ایک سال بعد اس زمین پر باقی نہ رہیں گی۔ (1)

شرحِ حدیث:

کیا نبی کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں

اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا جن کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نہ تھا جیسا کہ اس پر قرآن پاک کی نصِ جلی و قطعی میں مذکور لفظِ ما کا عموم دلالت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً۔ (2)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

اور اللہ عزوجل علامہ جلال الدین سیوطی پر رحم فرمائے جنہوں نے اس آیت کا معنیٰ واضح فرما دیا چنانچہ رقمطراز ہیں۔

مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ای من الاحکام و الغیب۔ (3)

"جو احکام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے اور جو کچھ غیب تھا سب اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیئے"۔

اور اسی کے تحت مفسر شہیر صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی تحریر فرماتے

1- مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب بیان علی قولہ علیہ السلام علی رأس مائۃ لا تبقی نفس منفوسۃ ہو موجود الآن جلد 2 صفحہ 310، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 326

2- پ 5 آیت 113 النساء

3- تفسیر جلالین آیت مذکورہ صفحہ 87

ہیں۔

مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے ہیں اور کتاب و حکمت کے اسرار پر مطلع فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت سی آیات و احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔[1]

مفسر شہیر نے فرمایا کہ یہ مسئلہ آیاتِ کثیرہ سے ثابت ہے میں ان تمام آیات کو ذکر نہیں کر رہا۔ تشویقاً اور خوفاً عن الطوالت۔

چند ایک آیات ذکر کرتا ہوں:

اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ4 اٰلِ عمران 179)

علامہ سیوطی شافعی علیہ رحمۃ الحادی اپنی تفسیر جلالین میں اس کا معنیٰ بیان کرتے ہیں:

المعنی لکن اللّٰہ یجتبی ان یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہُ علی الغیب۔[2]

”معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے اور اسے غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے“۔

اور علامہ فخر الدین رازی اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

(اے عام لوگو!) خدا تعالیٰ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو تم لوگ جان لو لیکن اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے پھر اسے اپنے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ کو منافقوں کے حال پر مطلع فرمایا۔

اور روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں:

فان غیب الحقائق والاحوال لاینکشف بلا واسطۃ الرسول۔[3]

”کیونکہ رسول علیہ السلام کے واسطے کے بغیر حقیقتوں اور حالات کے غیب ظاہر نہیں

1- تفسیر خزائن العرفان آیت نمبر 113 سورۃ النساء

2- جلالین برآیات مذکورہ صفحہ 66 .

3- روح البیان جلد 2 صفحہ 136

ہوتے"۔

اس آیت مقدسہ سے بھی مسئلہ علمِ غیب واضح ہو جاتا ہے۔

مزید ایک آیت مقدسہ پیش کرتا ہوں:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (پ30 سورۃ التکویر)

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں"۔

محترم قارئینِ کرام! اس آیت سے بھی پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کو اللہ عزوجل نے علمِ غیب عطا فرمایا۔ کیونکہ اگر علمِ غیب دیا نہ گیا ہو اور فرمایا جائے کہ یہ غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ تو اس طرح یہ کلام لغو ہو جائے گا کیونکہ بخل اور سخاوت تو اس بات کی فرع ہے کہ پہلے کچھ پاس ہو تو سخی اور نہ ہو تو بخیل۔

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ آپ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے علومِ غیبیہ عطا فرمائے ہیں تاکہ کلامِ باری تعالیٰ لغو نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ منزہٌ عن ذلك تنزیهاً۔

اس آیت مقدسہ کی تفسیر سیر حاصل، معالم التنزیل اور خازن وغیرہ میں مذکور ہے اور مسئلہ علمِ غیب بہت ساری احادیث سے ثابت ہے چند پیش کرتا ہوں۔ فلیطالع ثمه من الله الهداية۔

علمِ غیب کا منکر کون؟:

تفسیر خازن میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس طرح آدم علیہ السلام پر سب کچھ پیش کیا گیا تھا اسی طرح اللہ عزوجل نے میری امت کو بھی مجھ پر پیش کیا اور مجھے بتا دیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کافر ہوگا۔

جب یہ بات منافقین تک پہنچی تو انہوں نے استہزاء اور مذاق کے طور پر کہا کہ محمد (ﷺ) سمجھتے ہیں کہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان کے بارے بھی مجھے پتہ ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون نہیں حالانکہ ہم ان کے پاس رہتے ہیں (ہمارے بارے میں پتہ تک نہیں) منافقوں کا یہ اعتراض نبی پاک ﷺ تک پہنچا تو آپ منبرِ اقدس پر تشریف لائے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شئ فیما بینکم وبین الساعة الانبأتكم به۔

"ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم کے بارے میں طعنے مارتی ہیں۔ قیامت تک

جو کچھ ہو جس کے متعلق بھی تم پوچھو گے میں تمہیں اس کے متعلق بتا دوں گا''۔(1)

اس تقریر سعید نے دو مسئلے حل فرما دیئے ایک تو یہ کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ کے علمِ غیب میں شک وہ کرے گا جس کے دل میں منافقت ہو جس کے دل میں محبت و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان ہے وہ کبھی علمِ غیب کی نفی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جو چاہو پوچھو میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ناپسند اشیاء کے متعلق سوالات کیے گئے اور جب سوالات زیادہ ہو گئے تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں آ کر لوگوں سے فرمایا:

سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ۔

''جو جو تم چاہو مجھ سے پوچھ لو''۔

ایک آدمی کھڑا ہوا کہنے لگا: ''میرا باپ کون ہے؟''

ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ حذافہ ہے''۔

پھر ایک اور کھڑا ہوا، کہنے لگا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا باپ کون ہے؟''

ارشاد فرمایا: ''سالم مولیٰ شیبہ''۔

حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا جو آپ کے چہرہ مبارک میں غضب تھا تو عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں''۔ (کہ آئندہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کے علم کے متعلق سوال نہیں کریں گے)(2)

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فو اللّٰہ لا تسئلونی عن شیئی الا اخبرتکم بہ مادُمتُ فی مقامی ھذا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! جس چیز کے بارے میں بھی تم مجھ سے پوچھو گے میں اسی مقام پر تمہیں بتا دوں گا''۔(3)

1- تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 305

2- بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ جلد 1 صفحہ 19

3- مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیک وسلم جلد 2 صفحہ 263، بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت الظہر عند الزوال جلد 1 صفحہ 77

میرے آقا ﷺ تو دلوں کی بات بھی جانتے ہیں:

علیم بذات الصدور یعنی دلوں کی باتیں جاننا اللہ ﷻ کی صفت ہے لیکن یاد رہے کہ اللہ ﷻ جسے چاہے یہ طاقت عطا فرما سکتا ہے کہ وہ بھی دلوں کی باتیں جان لے جیسا کہ اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کو دلوں کے احوال پر مطلع فرمادیا ہے، حضرت انس بن مالک و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ منبرِ اقدس پر تشریف لے گئے، ارشاد فرمایا:

هَل ترون قبلتي ههنا؟ فوالله ما يخفٰى على خشوعكم ولا ركوعكم اني لا راكم من وراء ظهري۔

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے قبلہ اس طرف ہے؟ (یعنی میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں) اللہ ﷻ کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع اور خشوع بھی مخفی نہیں ہیں۔ جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں''۔(1)

نبی پاک ﷺ کی نگاہِ نبوت پر قربان آپ ﷺ رکوع و خشوع کو بھی دیکھتے ہیں۔ رکوع ظاہری جھکنے کو کہتے ہیں اور خشوع دل میں پائی جانے والی کیفیت کو کہتے ہیں اللہ کے محبوب عالم غیوب ﷺ فرمارہے ہیں تمہارے ظاہر کو بھی دیکھتا ہوں تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہوں۔

اور اس باب کی احادیث بھی بالکل واضح ہیں نبی مکرم ﷺ نے اپنی نگاہ نبوت سے ایک صدی میں ہونے والی تمام اموات کا ذکر فرمادیا اور علم غیب پر نص فرمادی کہ جو جو بھی آج موجود ہے ایک سال تک سارے ختم ہو جائیں گے مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ زمانہ (ہی) ختم ہو جائے گا۔

اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یوں کی کہ لوگوں کی عمریں کم ہو جائیں گی۔

اور یاد رہے کہ یہ واقعہ وارشاد مبارک غزوہ تبوک سے واپسی پر ہوا۔(2)

اس باب کی شرح میں علامہ نووی لکھتے ہیں یہ احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں اور ان احادیث میں علوم نبوت کا بیان ہے اور ان سے مراد یہ ہے اس رات کے بعد ان میں سے کوئی

1- صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ وذکر القبلۃ جلد 1 صفحہ 59

2- مسلم شریف کتاب الفضائل باب مذکور جلد 2 صفحہ 310

شخص بھی سو سال زندہ نہیں رہے گا جو کہ اس رات تک پیدا ہو چکا ہے لہٰذا اس رات کے بعد اگر کوئی پیدا ہونے والا سو سال تک زندہ رہے تو ان احادیث میں اس کی نفی نہیں۔ (1)

قارئین حضرات! ایک طرف تو یہ آیات و احادیث ہیں کہ آپ ﷺ علم غیب عطائی رکھتے ہیں ہے جبکہ دوسری طرف نام نہاد وضال و مُضل جماعتیں اور مولوی کہ جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ علم غیب نہیں چنانچہ مثال کے طور پر کچھ گمراہ مولویوں کی عبارات ان کی اصل کتب سے نقل کرتا ہوں۔ واللہ الھادی۔

حفظ الایمان نامی کتاب جس کو وہابیوں دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی (مالیہ ماملیہ دائما) نے لکھا ہے اس کے صفحہ نمبر 13 پر لکھتا ہے:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید (جو کہ علم غیب کے عقیدہ کا ہے) صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (2)

اوران گمراہوں کی ہی کتاب ''براہینِ قاطعہ'' کے صفحہ 55 پر ہے کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (3)

محترم قارئین اہلِ محبت! ان گمراہوں سے پوری عمر بچئے یہ لوگ بڑے طریقہ سے گمراہ کرتے ہیں کیونکہ گمراہوں کے کردار کے متعلق قرآن میں ہے کہ:

''شیطان برے کاموں کو اچھا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے''۔

لہٰذا ان کے کرتوتوں اور عقائد کو جاننے کیلئے علمائے حقہ اہلسنّت کی کتب کا مطالعہ بہت ضروری ہے ان گمراہوں کے متعلق تفصیلی معلومات کیلئے میرے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی کتاب وفتاویٰ تمہید الایمان اور حسام الحرمین کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

اور اس مسئلہ علمِ غیب کے بارے میں سیر حاصل دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں جاننے کیلئے پروانہ شمع رسالت قاطع نجدیت عاشق ماہ رسالت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی

1۔ شرح مسلم علامہ نووی جلد 2 صفحہ 310

2۔ حفظ الایمان صفحہ 13

3۔ براہین قاطعہ صفحہ 55

کتاب ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

اور آسان الفاظ میں عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی تحریر جو ایک ذی فہم کو راہِ ہدایت عطا فرما دے میرے مرشد عاشق اعلیٰ حضرت نائبِ غوثِ اعظم شیخِ طریقت وشریعت امیرِ ملت امیرِ اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری ضیائی (مَتَّعنا اللہ بطول حیاتہ) کا رسالہ بنام ''خطرناک حبشی اور دیگر حکایات'' ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہدایت پر ہی زندگی وموت عطا فرمائے۔ آمین بجاء النبی الامین ﷺ۔

محفوظ شہا رکھنا سدا بے ادبوں سے
مجھ سے بھی کبھی سرزد نہ بے ادبی ہو

(عبد المصطفیٰ مدنی)

بدعت پر ثواب کماؤ

60. أخرج ابن ماجه عن أبي جحيفة قال: قال رسول الله ﷺ "مَن سنّ سُنّة حسنة عمِل بها بعده كان له أجره ومثل أجورهم من غير أن ينقص من أجورهم شيئاً۔ ومَن سنّ سنّة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزره ومثل أوزارهم من غير أن ينتقص من أوزارهم شيئاً"۔

ترجمہ: ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اور اس کے ایجاد کرنے کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس مُوجد (ایجاد کرنیوالے) کو اس کا اجر ملے گا اور جو جو اس پر عمل کرے گا اسے بھی اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کمی کیے بغیر اُس موجِد کو ان سب کے اجر کی مثل اجر ملے گا۔

اور جس نے برا طریقہ ایجاد کیا پھر اُس پر عمل کیا گیا تو اس کا گناہ اسی موجد (ایجاد کرنیوالے) کو ملے گا اور جو جو بھی عمل کرے گا اس کو بھی گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کمی کیے بغیر تمام کے گناہوں کی مثل موجد کو گناہ ملے گا۔ (1)

1- ابن ماجہ مقدمہ باب من سن سنۃ حسنۃ اور سیئۃ جلد 1 صفحہ 19، مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 505، سنن دارمی باب من سن سنۃ حسنۃ

پہلا سبب:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم لوگ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے اتنے میں ایک قوم آئی۔ جو پاؤں سے ننگے، اور بدن پر بھی کپڑے نہیں۔ گلے میں عبائیں پہنے ہیں گردنوں پر تلواریں لٹکائی ہوئی ہیں ان میں سے اکثر لوگ قبیلہ مضر سے تھے بلکہ سب اسی قبیلے سے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے چہروں پر فاقہ کے آثار دیکھے چہرہ انور کا رنگ بھی بدل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان و اقامت کا فرمایا اور نماز پڑھانے کے بعد خطاب فرمایا اور دو آیتیں تلاوت فرمائیں:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (1)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھتے ہو بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (کنز الایمان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (2)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا؟ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز الایمان)

لوگوں نے صدقات دینے شروع کیے کوئی دینار دے رہا ہے کوئی درہم کوئی کپڑا کوئی ایک صاع گندم کوئی ایک صاع کھجوریں دے رہا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ (صدقہ کرو) اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

1- سورۃ نساء پارہ 4 آیت 1

2- سورۃ الحشر پارہ 28 آیت 18

راوی کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی آیا جس کے ہاتھ میں اتنا وزنی تھیلا تھا جس سے اس کے ہاتھ تھک رہے تھے بلکہ تھک چکے تھے راوی کہتے ہیں مال دینے میں پھر لوگوں کا تانتا لگ گیا یہاں تک کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے اور نبی پاک ﷺ کا چہرہ اب ایسے چمک رہا تھا جیسے سونا چمکتا ہے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کیلئے اس کا اجر ہے اور بعد میں جو بھی اس پر عمل کرے سب کو اجر ملے گا اوران کے اجر میں کمی کیے بغیر ان سب کے اجر کے برابر اس طریقہ کو ایجاد کرنے والے کو اجر ملے گا۔

اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ بنایا اس کا گناہ اسی پر ہے اور اس کے بعد جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کو گناہ ملے گا ان کے گناہوں میں کمی کیے بغیر سب کے گناہوں کے برابر اس ایجاد کرنے والے کو گناہ ملے گا۔(1)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی مکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی نے کچھ مانگا اسے کسی نے بھی نہ دیا پھر ایک آدمی نے انسے کچھ دیا پھر بقیہ لوگوں نے بھی دیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو بھی اس پر عمل کرے گا اسے بھی ثواب ملے گا اوران سب کے برابر ثواب اُس مؤجد کو بھی ملے گا جبکہ ان کے ثواب میں کمی نہ کی جائے۔

اور جس نے بُرا طریقہ ایجاد کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس کا گناہ اسی ایجاد کرنیوالے پر ہے اور جو بھی اس پر عمل کرے گا ان سب کو گناہ ملے گا اور ان کے گناہوں میں کمی کیے بغیر اتنا ہی گناہ ایجاد کرنیوالے کو ملے گا۔(2)

1- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 359، مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق التمرۃ، جلد 1 صفحہ 327، نسائی کتاب الزکوۃ باب التحریض علی الصدقۃ جلد 1 صفحہ 355

2- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 387

تیسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کے متعلق ابھارا ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اتنا اتنا مال ہے۔

راوی کہتے ہیں پوری محفل میں سے کوئی آدمی بھی ایسا نہ تھا کہ جس نے کچھ نہ کچھ تھوڑا بہت صدقہ نہ کیا ہو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اس پر عمل کیا گیا تو اس ایجاد کرنے والے کو اجر کامل ملے گا اور جس جس نے بھی عمل کیا سب کو اجر ملے اور ان کے اجر میں کمی کیے بغیر اتنا ہی اجر ایجاد کرنیوالے کو ملے گا۔

اور جس نے بُرا طریقہ ایجاد کیا اس پر عمل کیا گیا تو اس کو اس کا کامل گناہ ملے گا اور جو بھی اس پر عمل کرے گا اسے بھی کامل گناہ ملے گا اور ان کے گناہ میں کمی کیے بغیر اس مُوجِد کو تمام کے برابر گناہ ملے گا۔(1)

شرح حدیث:

کون سی بدعت ناجائز ہے؟

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ شامی کے مقدمہ میں فضائل امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں (جو اوپر گزریں) اسلام کے قانون ہیں کہ جو کوئی بری بدعت ایجاد کرے اس پر اپنا بھی اور سب کرنیوالوں کا بھی گناہ ہے اور اگر کوئی اچھی بدعت ایجاد کرے تو اسے اپنا بھی اور قیامت تک پیروی کرنیوالوں کا ثواب ملے گا''۔(2)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھی بدعت ثواب ہے اور بری بدعت گناہ۔ بُری بدعت وہ ہے جو سنّت کے خلاف ہو ا۔ ۔ ن بھی دلیل ملاحظہ ہو۔

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 520، سنن ا۔ ۔ ۔ مقدمہ جلد 1 صفحہ 19

2- مقدمہ درمختار جلد 1 صفحہ 153

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فھو رَدٌّ۔ (1)

ترجمہ: ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے دین میں [illegible] ایجاد کی جو اس سے نہ تھی وہ م[illegible] اور نا قابلِ قبول ہے۔

اور دوسری روایت جسے حضرت غُضَیف بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السَّنَۃِ فَتَمَسَّکٌ بِسُنَّۃٍ خَیْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَۃٍ۔ (2)

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اس سے اتنی ہی سنت اٹھ جاتی ہے تو (ایسی بدعت کی صورت میں) سنت کو لینا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر و افضل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت قبیح و ممنوع نہیں بلکہ وہ بدعت ممنوع ہے جس سے سنت پر عمل چھوڑا جائے۔

کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟:

اور رہا غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہر بدعت گمراہی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

اس کا جواب ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے شرح مشکوٰۃ میں دیا ہے کہ:

کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ کا معنی ہے۔ کُلُّ بِدْعَۃٍ سَیِّئَۃٍ ضَلَالَۃٌ ہر قبیح و بری بدعت گمراہی ہے اور اس کی دلیل وہی حدیث ہے کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے اپنا بھی ثواب ملے اور قیامت تک جو بھی اس پر عمل کرے ان سب کے ثواب کی مثل ثواب ملے گا (اور پھر) مزید تائید کے طور پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

بدعت کی اقسام:

علامۃ الدہر حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

1- اربعین نوویہ صفحہ 31 .

2- اربعین نوویہ صفحہ 31

1- بدعت یا تو واجب ہے جیسے علمِ نحو کا سیکھنا اور قرآن سمجھنے کیلئے اصولِ فقہ کا جمع کرنا اور جرح و تعدیل میں کلام۔

2- اور یا حرام جیسے مذہب جبریہ، قدریہ، مرجئۃ، مجسمہ اور ان کا رد کرنا بدعت واجبہ میں سے ہے کیونکہ ان بدعتیوں گمراہوں سے شریعت کی حفاظت کرنا فرضِ کفایہ ہے۔

3- یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا بنانا اور ہر وہ نیکی جو پہلے زمانے میں نہ کی جاتی تھی جیسے جماعتِ عامہ کے ساتھ تراویح اور صوفیاء کرام کی باریک بینیوں میں کلام۔

4- یا مکروہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا۔

5- یا جائز ہے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت دینا۔[1]

اس تقریر سے پتہ چلا کہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔

اور علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ رحمۃ الہادی نے بھی فرمایا:

مَطْلَبٌ اَلْبِدْعَةُ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ۔

''بدعت کی پانچ اقسام ہیں''۔

پھر تفصیل میں وہی کہا جو ہم نے مرقاۃ کے حوالے سے اوپر لکھ دیا۔[2]

ذرا تھوڑا سا اپنے آپ کو دیکھ:

اے ہر بدعت کو گمراہ کہنے والے اور اچھی بدعتوں پر عمل کرنے والوں کو بھی گمراہ کہنے والے ذرا عقل سے ہماری تقریر و تحریر کو پڑھ اور غور کر کہ تیرے اس باطل دعویٰ کی زد میں خود نبی پاک ﷺ اور شیخین کریمین حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما بلکہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم آ رہے ہیں اگر تو ان مقدس ہستیوں کو گمراہ کہے گا تو اے نادان تجھے ہدایت کہاں سے ملے گی؟ کہیں یہ شیطان کا بہکاوا تو نہیں کہ وہ تیرے اندر پائی جانے والی گمراہی کو ہدایت دکھا رہا ہے اور ان نفوس قدسیہ کی ہدایت کو گمراہی دکھا رہا ہے۔ العیاذ باللّٰہ من اللّٰہ الھدایۃ۔

1- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ جلد 1 صفحہ 337، 338

2- فتاویٰ شامی کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ جلد 2 صفحہ 299

اے ظالم! اب تو مان جا:

اور اگر ابھی بھی بات سمجھ میں نہیں آئی تو آ تجھے پھر دعوتِ فکر اور دعوتِ ایمان و ہدایت پیش کرتا ہوں کہ

ذرا غور کر اگر تیرے کہنے پر ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعت کا فلسفہ و معنی یہ ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا بعد میں پیدا ہوا وہ بدعت ہے تو:

- اپنے ہم خیال لوگوں کے طرزِ عمل کو دیکھ کہ انہوں نے مدرسے بنائے کیا یہ اس زمانے میں تھے؟
- علم نحو و اصول فقہ کے قوانین بیان کرتے ہیں کیا اس وقت یہ قوانین بن گئے تھے؟
- مدارس میں نصاب پڑھاتے ہیں کیا یہ مجوزہ مقررہ نصاب اس وقت تھا؟
- پھر ہر سال جلسہ دستار بندی کرتے ہیں کیا یہ اس دور میں تھا؟
- ہر ہر بچہ کو ایمانِ مجمل و مفصل کا زور دیتے ہیں کیا انہیں صیغوں کے ساتھ یہ صفات اس دور میں تھیں؟
- حدیث کی اقسام صحیح غریب موضوع متواتر پڑھ کر آگے پڑھاتے ہیں کیا یہ اس وقت اقسام حدیث تھیں؟

ذرا سوچ! اور ایک بار نہیں بلکہ سوچتا ہی رہ اور عقل کر اور آخری بات دل کے کانوں سے سن اور آ جا توبہ کر لے۔

اگر ہر وہ چیز بدعت و گمراہی ہے جو زمانہ مصطفیٰ ﷺ میں نہ تھی تو بتا کہ جو قرآن تو اعراب لگا ہوا پڑھتا ہے کیا یہ اس دور میں تھا۔

اور بس یہ ہی بتا دے کہ کیا تُو خود اس دور میں تھا نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔

لہٰذا ظالم! اب تو مان جا اور بدعت کے فلسفہ کو سمجھ جو ہم نے بیان کیا ہے۔ من اللہ الھدایہ۔

حضراتِ شیخین کریمین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن جمع کیا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسے مصحف کی شکل میں لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں پھر قرآن جمع کیا۔

اور پھر مزید فرمایا:

اور وہ بدعتیں جو خیر ہی خیر ہیں جن سے سنت کی مخالفت نہ ہو وہ مذموم و ممنوع نہیں جیسے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان کے متعلق فرمایا تھا کہ:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ۔

''یہ کتنی اچھی بدعت ہے''۔(1)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ عزوجل کے ہاں بھی اچھی ہے۔(2)

اور مرفوع حدیث میں ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔(3)

ہماری اس اجمالی تقریر سے اس نکلے اور دین سے بے خبر شخص کو سمجھنا چاہیے جو میلاد، ختم، محفل وغیرہ ہر کام کو بدعت کہہ کر اپنے آپ کو جہنمی بناتا چلا جارہا ہے۔

مزید تفصیل کیلئے جاء الحق کا مطالعہ ضروری ہے جسے شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرماکر اہلسنّت پر احسان فرمایا۔

اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے

61. أخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر قال رسول اللہ ﷺ. ''الیدُ العُلْیا خیرٌ من الید السُّفلی''۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے''۔(4)

جتنا مانگنا ہے مانگ لو میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

پہلا سبب:

امام احمد، بخاری ومسلم رحمہم اللہ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ فرماتے ہیں میں نے

1- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 337

2- مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 78

3- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد 1 صفحہ 338، مسند امام احمد بن حنبل عن ابی بصرہ غفاری صفحہ 639 جلد 6

4- بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لاصدقۃ الاعن ظہر غنی جلد 1 صفحہ 192، مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلیٰ جلد 1 صفحہ 332، نسائی کتاب الزکوٰۃ باب الید السفلیٰ جلد 1 صفحہ 350

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا میں نے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر عطا کیا میں نے پھر مانگا مالک ومختار آقا ﷺ نے پھر عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال تر وتازہ اور شیریں ہے۔

جس نے اس مال کو سخاوت کرنے کیلئے لیا تو اس کیلئے اس میں برکت رکھ دی جاتی ہے اور جو اسے لالچ کے طور پر لیتا ہے تو اس کیلئے اس میں برکت نہیں اور ایسا شخص اس کی طرح ہو جاتا ہے جو کھائے جاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس دنیا سے جدا ہونے سے پہلے آپ ﷺ کے علاوہ کسی سے بھی کچھ (ذرہ برابر) بھی قبول نہ کروں گا۔ (1)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مال کا سوال کیا اور میں نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے حکیم! تیرا سوال کوئی بہت بڑا نہیں ہے؟ اے حکیم! یہ مال تر وتازہ شیریں ضرور ہے (لیکن) یہ مال اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہے اور اللہ عزوجل کا ہاتھ دینے والے کے ہاتھ سے بلند ہے اور دینے والے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے اوپر ہے اور سب سے نیچے ہاتھ لینے والے کا ہے۔ (2)

شرح حدیث:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

میرے محبوب آقا ﷺ سے جو مانگا اور جتنا مانگا اور جب بھی مانگا آپ نے دامن بھر بھر کر دیا کبھی یہ نہیں فرمایا کہ نہیں دیتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئاً قَطُّ فَقَالَ لَا۔

1- بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسالۃ جلد 1 صفحہ 199

2- مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 402

ترجمہ: کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے انکار فرمایا ہو۔(1)

اور میرے محبوب ﷺ سے جس نے مانگا میرے کریم نے اسے اتنا عطا فرمایا کہ فقر و محتاجی ہی ختم ہو جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں آپ ﷺ نے اُسے وہ بکریاں عطا فرما دیں پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اسلام لے آؤ کیونکہ:

اِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ۔

ترجمہ: خدا کی قسم بے شک محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ محتاجگی کا خوف نہیں رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی صرف دنیا حاصل کرنے کیلئے مسلمان ہوتا تھا پھر اسلام لانے کے بعد اسلام اسے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ محبوب و پسند ہوتا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی مرادیں پائیں گے
سرکار میں نے لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین (عطا) تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے (2)

کیا بھیک مانگنا جائز ہے؟:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو احادیث نقل فرمائیں ان کا حاصل شدہ نچوڑ یہ ہے کہ مانگا نہ جائے کیونکہ آپ ﷺ نے ترہیباً ارشاد فرمایا: دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے مطلب یہ کہ مانگنے کی بجائے دینے کا ذہن بنایا جائے گداگری اور بھیک مانگنا صحیح نہیں اور وہ لوگ جو گداگری کو اپنا پیشہ اور کاروبار بنا لیتے ہیں ان کیلئے آپ ﷺ نے اس سے بچنے کا طریقہ ارشاد فرمایا کہ:

1- بخاری شریف کتاب الآداب باب حسن الخلق والسخاء جلد 2 صفحہ 892-891، مسلم کتاب الفضائل باب فی سخائہ ﷺ جلد 2 صفحہ 253

2- حدائق بخشش

اللہ رب العالمین کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا بنا کر اپنی پیٹھ پر اٹھائے (اور اسے بیچ کر زندگی گزارے) یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے پاس جا کر بھیک مانگے اور لوگ یا تو عطا کریں یا نہ دیں۔(1)

اور اسی بات کا درس ماقبل حدیث سے واضح ہے کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے شہنشاہوں کے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار عطا فرمایا اور آخر میں سوال سے بچنے کیلئے اشارۃً فرما ہی دیا کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور قربان جاؤں اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ انہوں نے کس طرح عمل کیا فوراً عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ عزوجل کی قسم آئندہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کے بعد کسی سے بھی نہ لوں گا۔

اور صرف کہنے کی حد تک نہیں بلکہ عمل کر کے دکھایا جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو بلایا لیکن آپ نے انکار کر دیا اسی طرح حاکم وقت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دینے کیلئے بلایا اور آپ نے انہیں بھی انکار کر دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمادیا کہ لوگو میں نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو انکا حق دینا چاہا لیکن انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انسان سے کچھ نہیں لیا۔(2)

کسی سے سوال کرنے کی چار قسمیں ہیں:

1- حرام: سوال کرنا اس شخص کیلئے حرام ہے جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ غنی ہو۔

2- مکروہ: اس شخص کیلئے سوال کرنا مکروہ ہے جس کے پاس گزر بسر کیلئے مال ہو۔

3- مباح: اس شخص کیلئے سوال کرنا جائز ہے جو مال نہ رکھتا ہو اور حاجت کیلئے مانگے۔

4- واجب: جس کے پاس کھانے پینے کو کوئی چیز نہ ہو یا کوئی ایسی ضرورت لاحق ہو کہ مال نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے تو جان بچانے کیلئے اسے سوال کرنا واجب ہے۔(3)

1- بخاری کتاب الزکوٰۃ باب مذکور جلد 1 صفحہ 199

2- حوالہ مذکورہ جلد 1 صفحہ 199

3- حاشیہ بخاری جلد 1 صفحہ 199

اجتہاد کی برکتیں

62. أخرج البخاري ومسلم عن عمرو بن العاص أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "إذا حَكَمَ الحاكِم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطا فلهٗ أجر"۔

ترجمہ: امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم حکم لگاتے وقت اجتہاد کرتا ہے اور درستگی کو پالیتا ہے تو اس کیلئے دو اجر ہیں اور جب حکم لگانے میں اجتہاد کرتا ہے لیکن حکم غلط دے دیتا ہے تو اس کیلئے ایک اجر ہے۔ (1)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ کے پاس دو آدمی جھگڑا لے کر آئے تو آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عمرو! ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کے حق دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات اگرچہ صحیح ہے پھر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جب میں ان کے مابین فیصلہ کروں گا تو مجھے کیا اجر ملے گا؟ ارشاد فرمایا: اگر تو ان کے مابین فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ کرے تو تجھے دس نیکیاں ملیں گی اور اگر تو فیصلہ کرنے کی کوشش کرے لیکن غلطی کر بیٹھے تو (پھر بھی) تیرے لیے ایک نیکی ہے۔ (2)

شرحِ حدیث:

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حاکم اگر اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو اجتہاد کا ثواب ہر حال میں ملے گا خواہ غلطی کرے یا درستگی پائے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

1- بخاری کتاب الاعتصام باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب واخطاء جلد 2 صفحہ 1092، مسلم کتاب الاقضیۃ باب بیان اجر الحاکم اذا اجتھد جلد 2 صفحہ 76، ترمذی ابواب الاحکام باب ماجاء فی القاضی یعیب و یخطی جلد 1 صفحہ 379

2- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 205

یہی حال مجتہد کا ہے۔

جنت کی ضمانت لے لو

63. أخرج أحمد عن عبادة بن الصامت أن النبي ﷺ قال: "اضمنوا لي ستّاً من أنفسكم أضمنْ لكُم الجنَّة، اُصدُقوا إذا حدّثتم، وأوفُوا إذا وعَدتم، وأدُّوا إذا ائتمنّتم، وأحفظوا فروجكُم، وغُضُّوا أبْصاركُم، وكُفُّوا أيديكم"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔

1- جب بھی بولو سچ بولو۔

2- جب بھی وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔

3- جب تمہیں امانتیں دی جائیں تو انہیں ادا کرو۔

4- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

5- اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔

6- اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔(1)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زھد'' میں روایت کی کہ ہمیں عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اسے عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہیں حسن بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ بنو اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے تورات شریف ہم پر بھاری ہے ہمیں کوئی ایسی جامع بات بتلائیں جس میں تخفیف ہو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ علیک السلام ان سے فرمائیں:

1- تم وراثتوں کے بارے میں ظلم نہ کرو۔

2- کوئی بھی گھر والے کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں نہ جھانکے۔

3- کھانے کیلئے اسی طرح وضو کرو جس طرح نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے۔

1- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 323، مستدرک للحاکم جلد 4 صفحہ 359

ان لوگوں نے ان باتوں کو ہلکا سمجھتے ہوئے ان پر عمل نہ کیا (راوی کہتے ہیں اس وقت) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میری طرف سے چھ چیزوں کو قبول کر لو میں تمہارے لیے جنت قبول کرتا ہوں۔

1- جب بولو تو سچ ہی بولو۔

2- جو وعدہ کرو اسے نہ توڑو۔

3- جو امانت دی جائے اس میں خیانت نہ کرو۔

4- اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرو۔

5- اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔

6- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

شرح حدیث:

ان احادیث میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ''حقوق العباد'' سکھا دیئے اور ساتھ ہی ساتھ ترغیباً جنت کی ضمانت بھی عطا فرما دی۔

اگر آج کے پُرفتن دور میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ مجھے آسانی سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق اور استقامت مل جائے تو ایسے ہر مسلمان بھائی کو میرا مشورہ ہے کہ وہ ''دعوتِ اسلامی'' کے مدنی قافلے میں ہر ماہ کم از کم تین دن سفر کرے اور ہر روز مدنی انعامات کا کارڈ پُر کر کے ہر ماہ کی پہلی دس تاریخوں میں اپنے علاقائی ذمہ دار کو جمع کروا دے ان شاء اللہ عزوجل استقامت مل ہی جائے گی۔

نرمی اختیار کرو!

64. أخرج مسلم عن جرير عن النبی ﷺ قال: ''مَنْ يُحرم الرفق يُحرم الخير''۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

''جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔ [1]

1- مسلم کتاب البر باب فضل الرفق جلد 2 صفحہ 322، ابن ماجہ کتاب الادب باب الرفق جلد 2 صفحہ 262، ابوداؤد کتاب الادب باب الرفق جلد 2 صفحہ 314

سببِ حدیث:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم (جب جنگل کی طرف جاتے تو) اس نالے سے ابتداء فرماتے ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگل جانے کا ارادہ فرمایا تو میرے پاس ایک صدقہ کی اونٹنی بھیجی جس پر سواری نہ کی گئی تھی اور مجھے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! نرمی کو اختیار کرو اس لیے کہ جس چیز میں نرمی ہو اس شے کو وزنی کر دیتی ہے اور جس میں نرمی نہیں ہوتی وہ عیب دار ہے۔(1)

شرحِ حدیث:

میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی اطال اللہ عمرہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''فیضانِ سُنّت'' کے باب نیکی کی دعوت کے فضائل میں لکھا ہے:

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ:

اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ عزوجل مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ کچھ دیتا ہے کہ جو سختی پر نہیں دیتا۔(2)

اور امیرِ اہلسنّت (زید علمہ) نے ''رسالہ قشیریہ'' کے حوالہ سے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص مکمل طور پر نیکیاں کرتا ہے اور اگر اس کی ایک مرغی بھی ہے جس سے وہ برا برتاؤ کرتا ہے تو اسے نیک کام کرنے والا نہیں کہا جائے گا۔(3)

تحفہ لینے دینے کے آداب

65. أخرج أبو داود عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وآيم الله لا أقبل بعد يومي هذا من أحد هديّةً إلا أن يكون مهاجرياً قُرشياً وأنصارياً دَوْسيًّا أو ثَقَفيًّا۔

1- ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرفق جلد 2 صفحہ 314

2- صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق جلد 2 صفحہ 322

3- رسالہ قشیریہ صفحہ 230، فیضانِ سنت باب نیکی کی دعوت کے فضائل صفحہ 333

ترجمہ: امام ابوداؤد علیہ رحمۃ الودود نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اللہ عزوجل کی قسم! میں آج کے بعد کسی سے بھی ہدیہ (تحفہ) قبول نہ کروں گا سوائے قرشی مہاجر کے اور دوسی یا ثقفی انصاری کے۔(1)

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تحفہ پیش کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس تحفہ کے بدلے میں کچھ دیا اور فرمایا کیا تو راضی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید عطا فرمایا پوچھا کیا اب راضی ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید عطا فرما کر پوچھا اب راضی ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔

راوی کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ قرشی یا انصاری یا ثقفی کے علاوہ کسی سے بھی تحفہ قبول نہ کروں۔(2)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوان اونٹ تحفے میں دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے میں اسے چھ جوان اونٹ عطا فرمائے لیکن اس شخص نے اسے کم سمجھا یہ خبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور فرمایا:

مجھے ایک شخص نے یہ اونٹنی تحفے میں دی حالانکہ وہ میری ہی ہے اور میں اسے اس طرح جانتا ہوں جیسے اپنے اہل بیت کو وہ اونٹنی (میری ہی تھی) یوم زغابات کو مجھ سے چھینی گئی تھی میں نے اس شخص کو اس کے بدلے میں چھ اونٹنیاں دی ہیں لیکن وہ پھر بھی اسے کم سمجھ رہا ہے لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ آئندہ کسی قرشی یا انصاری ثقفی یا دوسی کے علاوہ کسی سے بھی ہدیہ قبول نہ کروں۔(3)

1- ابوداؤد کتاب البیوع باب فی قبول الھدایا جلد 2 صفحہ 142، نسائی شریف کتاب العمریٰ باب عطیۃ المرأۃ بغیر اذن زوجھا جلد 1 صفحہ 141

2- مسند امام احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 295

3- مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 292

شرح حدیث:

ان روایات سے پتہ چلا کہ جتنا بھی تحفہ ملے اور جیسا بھی دینے والے کا دل رکھنے کیلئے شکریہ ادا کیا جائے نہ کہ اس کیلئے پریشانی کا سبب بن جائے اور دوسرا یہ بھی پتہ چلا کہ تحفہ کے بدلے میں تحفہ دینا میرے محبوب ﷺ کی سنت کریمہ ہے۔

اللہ عزوجل کی رحمت ہے بہت بڑی

66. (i) أخرج البخارى عن أبى هريرة رضى الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إنَّ الله خَلَقَ الرحمَةَ يوم خَلَقَها مائة رحمة، فأمسك عنْده تسعةً وتسعين رحمة وأرسلَ فى خلْقه كلهم رحمة واحدة"۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے جس دن رحمت کو پیدا فرمایا تو سو رحمتیں پیدا فرمائیں ناوے 99 رحمتیں اپنے پاس روک لیں اور ایک رحمت اپنی پوری مخلوق میں عطا فرمادی۔(1)

(ii) وأخرج أحمد عن أبى سعيد قال: قال رسول الله ﷺ لله عزّوجلّ مائةُ رحمة، فقسم منها جزأا واحدا بين الخلْق فيتراحمُ الناس والوحش والطير۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کی سو رحمتیں ہیں اللہ عزوجل نے ان سو میں سے ایک رحمت کو اپنی مخلوق میں تقسیم فرمادیا جس سے انسان چرند پرند آپس میں رحم کرتے ہیں۔(2)

(iii) وأخرج أحمد ومسلم عن سلمان عن النبى ﷺ قال "ان لله عزوجل مائة رحمة فمنها رحمة يتراحم بها الخلق فبها تعطف الوحوش على أولادها، وأخرّ تسعة وتسعين الى يوم القيامة"۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے

1- الصحیح البخاری کتاب الرقاق باب الرجاء مع الخوف جلد 2 صفحہ 958

2- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 55

فرمایا کہ اللہ ﷻ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت (جو مخلوق کو دی گئی ہے) اس سے لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں اُسی ایک رحمت سے پرندے اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور ننانویں 99 رحمتوں کو اللہ رب العالمین نے قیامت کے دن کیلئے مؤخر فرمایا ہے۔(1)

(iv) وأخرج البخاری عن أبی هريرة قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "جعَلَ اللّٰه الرحمة مائة جزء، فأمسكَ عنده تسعةً وتِسْعين جزءًا، وأنزل فی الأرض جزءاً واحدًا، فمن ذلك الجزء يتراحم الخلق، حتى ترفع القرس حافرها عن ولدها خشية أن تصيبه"۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ ﷻ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں اس میں سے اس نے ننانوے حصے اپنے پاس روکے ہوئے ہیں اور زمین میں ایک حصہ اتارا ہے اسی حصے سے مخلوق آپس میں رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑا اپنے کھر کو اپنے بچے پر سے اُٹھالیتا ہے تاکہ بچہ کو تکلیف نہ ہو۔(2)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو بٹھا کر باندھ دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب نبی پاک ﷺ نماز پڑھ چکے تو اس آدمی نے اپنے اونٹ کو کھولا اور سوار ہو کر دعا مانگنے لگا۔ اے اللہ ﷻ! تو مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہم پر رحمت کرنے میں کسی کو شریک نہ کر۔

(یہ بات سن کر) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا کہنا ہے کہ یہ آدمی بھٹک گیا یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں جو اس نے کہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی سنا ہے۔ فرمایا: اس نے اللہ ﷻ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا، بے شک اللہ ﷻ نے سو رحمتیں پیدا فرمائی ہیں ان میں سے ایک زمین پر نازل

1- مسلم کتاب التوبۃ باب سعۃ رحمۃ اللہ وانہا تغلب غضبہ جلد 2 صفحہ 356

2- بخاری کتاب الادب باب جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء جلد 2 صفحہ 887، مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 434 اور جلد 3 صفحہ 56، مستدرک للحاکم جلد 4 صفحہ 248

کی ہے جس سے تمام مخلوق جن وانس و جانور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اس کے پاس ہیں تمہارا کیا خیال ہے وہ آدمی بھٹکا ہے یا اس کا اونٹ؟(1)

شرح حدیث:

ان احادیث سے رحمت خداوندی کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل رحمٰن و رحیم ہے۔ تو اس کی رحمت کیسی اور کتنی ہے اندازہ لگائیں کہ اللہ عزوجل کی پیدا کردہ ایک رحمت میں اتنی وسعت ہے کہ جب سے کائنات بنی ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک کیلئے ایک رحمت ہے کہ جس سے ماں باپ اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں، استاد اپنے شاگرد پر، پیر اپنے مرید پر، انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں پر، جن وانس، چرند پرند ہر چیز اسی رحمت سے سیراب ہو رہی ہے۔ جب اتنی مخلوق کیلئے ایک رحمت ہی وسیع ہے تو قیامت کے دن اللہ عزوجل کے قہر وغضب پر یقیناً اس کی رحمت غالب ہوگی اور ہم سے پاپی گناہگاروں پر اس دن رحمتِ خداوندی غالب ہوگی کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے:

رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ۔

ترجمہ: میری رحمت میرے غضب وقہر پر غالب ہے۔

یارب العالمین مجھے تیری رحمت سے امید ہے کہ تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیارے حبیب لبیب کی امت کو اپنی رحمت سے داخل جنت فرمائے گا۔ اور تو بندے کو اس کی امید سے بھی بڑھ کر دیتا ہے کیونکہ تو ہمارا رب خالق و مالک ہے۔ (متمنی رحمت عبدک المذنب شاہد محمود مدنی عطاری)

یاد رکھیں! اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے اور اللہ عزوجل نے مایوس ہونے سے خود منع فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ (پ24، سورۃ الزمر 53)

"اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو"۔

لباس کس رنگ کا ہو؟

67. أخرج الطبراني في الأوسط والبيهقي في الشُعب عن رافع بن يزيد

1۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 312

الثقفی أنَّ رسول اللہ ﷺ قال "إنَّ الشیطانَ یُحِبُّ الحُمرة فإیاکم والحُمرة وکلِّ ثوبٍ ذی شُهرة"۔

ترجمہ: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں حضرت رافع بن یزید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"بیشک شیطان سرخ (رنگ) کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم سرخ رنگ اور ہر شہرت والے لباس سے بچو"۔(1)

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے سرخ رنگ کو دیکھا جو ظاہر تھا تو اسے ناپسند فرمایا جب حضرت رافع رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ورثاء نے آپ رضی اللہ عنہ کی چارپائی پر سرخ مخملی چادر ڈال دی لوگوں نے اس فعل پر تعجب کیا۔(2)

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ نبی پاک ﷺ کی معیت میں ایک سفر پر نکلے جب آپ ﷺ مقام غذاء پر ٹھہرے تو فرمایا کہ ہر آدمی کو اپنے اونٹ کی نکیل سے پیار ہے پھر آپ ﷺ نے اپنے جانور کو چھوڑ دیا تاکہ وہ درخت میں حرکت کرے (کھائے) راوی کہتے ہیں ہم لوگ نبی پاک ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور ہمارے کجاوے اونٹوں پر تھے نبی پاک ﷺ نے اپنے سرِ انور کو اوپر اٹھایا تو ہمارے کچھ کپڑے دیکھے جن میں سرخ رنگی ہوئی اون کے دھاگے تھے راوی کہتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس سرخی کو نہیں دیکھا جو تم پر غالب آ گئی۔

راوی کا بیان ہے آپ ﷺ کے اس طرح فرمانے کی وجہ سے ہم لوگ جلدی سے اُٹھے اور ہمارے اونٹ وہاں سے بھاگ گئے ان سرخ کپڑوں کو پکڑ کر اونٹوں سے اتار دیا۔(3)

1- مجمع الزوائد کتاب للباس باب ماجاء فی الصباغ جلد 5 صفحہ 228

2- مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 141

3- مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 463

شرح حدیث:

میں اس مقام پر ان جملوں کو مناسب خیال کرتا ہوں جن کو علامہ غلام رسول سعیدی (اطال اللہ عمرہ) نے ''شرح صحیح مسلم'' میں لکھا چنانچہ سرخ رنگ کے پہننے اور نہ پہننے والی احادیث کو ذکر کرنے کے بعد خلاصۃً فرماتے ہیں:

''سرخ رنگ پہننے کے جواز کی احادیث سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں وہ بخاری مسلم سمیت صحاح ستہ اور دیگر مسانید اور مصنفات میں قوی اسانید کے ساتھ مذکور ہیں اور ممانعت کی احادیث کتب صحاح ستہ میں سے صرف سنن ابوداؤد میں ہیں اور ان کی اسانید صحاح کے پائے کی نہیں اور طبرانی کی روایات ضعیف ہیں علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہما اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے کہ سرخ رنگ سے ممانعت کی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں علاوہ ازیں سنن ابی داؤد کی روایت میں عورتوں کیلئے بھی سرخ رنگ کو مکروہ قرار دیا ہے حالانکہ عورتوں کیلئے سرخ بالاجماع مکروہ نہیں ہے بہرحال سرخ رنگ کے لباس پہننے کی احادیث ممانعت والی احادیث پر قوت سند اور کثرتِ طرق کے اعتبار سے راجح ہیں''۔(1)

سرخ رنگ کا کپڑا پہننا مرد کیلئے مکروہ وممنوع ہے اور اس کی تشابہ بالنساء یعنی عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔اور اگر تشابہ نہ ہو جیسے عمامہ تو جائز ہے۔(2)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرخ رنگ کا کپڑا لیا ہوا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ لیا۔ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا گیا اور جا کر اس کپڑے کو جلا دیا (کیونکہ اس کپڑے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا تھا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اس کپڑے کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ اسے میں نے جلا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ کپڑا اپنے گھر والوں کو پہنا دیتا کیونکہ عورتوں کیلئے اس رنگ میں کوئی حرج نہیں۔(3)

1- شرح صحیح مسلم جلد 6 صفحہ 359

2- بہار شریعت حصہ 16 لباس کا بیان صفحہ 622

3- ابوداؤد کتاب اللباس باب فی الحمرۃ جلد 2 صفحہ 207

اور سفید رنگ کا لباس نبی پاک ﷺ کو انتہائی پسند تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے مردوں کیلئے بھی اسی رنگ کو ترجیح دی جیسا کہ کتب احادیث اور فقہ سے واضح ہے۔

خواب دیکھیں تو کیا کیا کریں؟

68. (i) أخرج أحمد و مسلم عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأى أحدُكُم الرُّؤيا يكرهها فَلْيصق عن يساره ثلاثاً، ولْيَستعِذْ بالله منَ الشيطان ثلاثاً، وليتحوّل عن جنْبه الذى كان عليه"۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بڑا ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے اور تین دفعہ شیطان سے اللہ رب العالمین کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر سویا تھا اسے بدل کر دوسری کروٹ پر سو جائے''۔[1]

(ii) وأخرج أحمد والبخارى عن أبى سعيد الخدرى أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا رأى أحدكم الرؤيا يحبها فإنما هى من الله، فليحمد الله عليها، وليحدث بها، وإذا رأى غير ذلك مما يكره فانما ذلك من الشيطان، فليستعذ بالله من شرها ولا يذكرها لأحدٍ فإنها لاتضره۔

ترجمہ: امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم مین کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اس پر اللہ عزوجل کی تعریف کرے اور اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے کیونکہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جب کوئی برا خواب دیکھے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا شیطان کے شر سے بچنے کیلئے اللہ عزوجل کی پناہ مانگے اور کسی کو یہ خواب نہ بتائے ایسا خواب دیکھنے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔[2]

1- صحیح مسلم کتاب الرؤیا جلد 2 صفحہ 240، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 350، ابن ماجہ کتاب تعبیر الرؤیا باب من لعب بہ الشیطان فی منامہ فلا یحدث بہ الناس جلد 1 صفحہ 279

2- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 8، بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس جلد 1 صفحہ 465، سنن دارمی کتاب الرویا باب فیمن یری رویا یکرہ جلد 2 صفحہ 167

سببِ حدیث:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کٹ کر لڑھک رہا ہے اور میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور اللہ عزوجل کی شیطان سے پناہ مانگے۔ (1)

شرحِ حدیث:

خواب کی حقیقت کیا ہے؟

علامہ نووی علیہ الرحمہ خواب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خواب کی حقیقت کے بارے میں اہلِسنّت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ عزوجل جس طرح بیدار آدمی کے دل میں اعتقادات کو پیدا فرماتا ہے اسی طرح نائم (سونے والا) کے دل میں بھی اعتقادات پیدا فرما دیتا ہے کیونکہ نیند یا بیداری اس کو پیدا کرنے سے مانع نہیں وہ جو چاہے کرے سب کچھ کر سکتا ہے جب اللہ عزوجل اعتقادات پیدا فرما دیتا ہے تو گویا کہ یہ اعتقادات آنے والی حالت یعنی بیداری میں پیش آنے والے امور کیلئے علم کے طور پر ہوتا ہے جو خواب انسان کیلئے مسرت و خوشی کا باعث ہوں ان میں شیطان کا دخل نہیں اور جو خواب ضرر کا باعث ہوں وہ شیطان کے حاضر ہونے کی وجہ سے ہیں برائی کی وجہ سے اس کی طرف منسوب ہیں یہی معنیٰ ہے کہ اچھا خواب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے۔ (2)

چھینک کی سنتیں

69. أخرج أحمد عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: "إذا عَطس أحدكُم فليقل الحمدُ لله فإذا قال الحمدُ لله قال له أخوه يرحمك الله فإذا قِيل له

1- سنن دارمی حوالہ مذکورہ، صحیح مسلم کتاب الرؤیا جلد 2 صفحہ 241

2- حاشیہ علامہ نووی جلد 2 صفحہ 240

یرحمك الله فلیقل یهدیکم الله ویصلح بالکم"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں) کہنا چاہیے اور جب وہ الحمد للہ کہہ لے تو دوسرے مسلمان بھائی کو چاہیے کہ وہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے جب یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا جائے تو چھینکنے والے کو کہنا چاہیے: یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو سنوارے)(1)

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں ایک سفر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک آدمی کو چھینک آئی اس نے بولا:

اَلسَّلَامُ علیكَ۔ تم پر سلامتی ہو۔

آپ نے جواباً کہا:

عَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ۔ تجھ پر اور تیری ماں پر سلامتی ہو۔

پھر ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔

یا یوں کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اور جو سنے وہ جواباً یوں کہے:

یَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے۔

چھینکنے والا پھر یوں کہے۔

یَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَکُمْ۔ اللہ عزوجل میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔(1)

1- بخاری کتاب الادب باب اذا عطس احدکم کیف یشمت جلد 2 صفحہ 919، مسند احمد جلد 2 صفحہ 353، سنن دارمی جلد 1 صفحہ 264

2- مسند امام احمد جلد 6 صفحہ 7

شرح حدیث:

مسند امام احمد میں ایک اور سبب بیان کیا گیا کہ ایک آدمی کو مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں چھینک آئی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ دوسرے لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو۔ پھر چھینکنے والے نے عرض کیا: اب میں کیا کہوں؟ ارشاد فرمایا: تم کہو: یَھْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحْ بَالَکُمْ۔[1]

اور یاد رہے کہ چھینک آنا اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اس میں ہمارے لیے طبی فوائد بھی ہیں اور اخروی بھی اور ایک حدیث میں ہے سچی بات وہ ہے جس کے کرتے ہوئے چھینک آجائے۔

چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اسے جواب دینا واجب ہے اور اگر اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہا تو اب جواب نہیں۔ اور اگر چھینک لگاتار تین دفعہ آجائے۔ تو اب جواب واجب نہیں کہ یہ زکام ہے۔ اسی طرح بیماری زکام میں جو چھینک آئے اس کا جواب بھی ضروری نہیں۔

اسلام میں بھائی چارے کا معیار

70. أخرج أحمد والبخاری ومسلم عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "المُسْلِم أخُو المسلم لا يَظْلمه ولا يَخْذله ولا يُسْلمه"۔

ترجمہ: امام احمد، بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو یہ دوسرے مسلمان پر ظلم کرتا نہ اسے رسوا کرتا ہے۔ اور نہ ہی تنہا چھوڑتا ہے"۔[2]

سبب حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ

1- مسند امام احمد جلد 6 صفحہ 79

2- بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ اذا خاف علیہ القتل جلد 2 صفحہ 1028، مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جلد 2 صفحہ 320، مسند احمد جلد 2 صفحہ 277

رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کیلئے نکلے ہمارے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تھے، ان کو ایک دشمن نے پکڑ لیا اور ان لوگوں نے قسم اٹھانے پر مجبور کیا تو میں نے قسم اٹھا دی کہ یہ میرا بھائی ہے۔

پھر وہ انہیں چھوڑ گئے ہم لوگ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور سارا قصہ سنا دیا۔ فرمایا (اے سوید) تو ان سب سے نیکو کار ہے اور ان سب سے سچا ہے، تو نے سچ کہا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ (1)

شرح حدیث:

کسی بھی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف دے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ایک مقام پر مسلمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ (2)

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

اور ارشاد فرمایا: اگر تمام مسلمان زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ عزوجل ان تمام کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

ظلم کا انجام کیا ہے۔ اور اس سے کس طرح بچا جائے۔ اس کیلئے میرے شیخ طریقت امیر اہلسنّت کا قابل حفظ رسالہ بنام ظلم کا انجام پڑھنا بہت مفید ہے۔ (عبدالمصطفیٰ غفرلہٗ الباری)

اکیلا رہنا کیسا؟

71. (i) أخرج أحمد عن ابن عمر أن النبی ﷺ نهى عن الوحدة، أن يبيت الرجل وحده أو يسافر وحده۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے اکیلا رہنے سے منع فرمایا۔ ''نہ تو اکیلے رات گزارو اور نہ ہی اکیلے سفر کرو''۔ (3)

(ii) وأخرج البخاري عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ ''لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ ما في الوحدة ما أعْلَم ما سار أحَدٌ بلَيْلٍ أبداً''۔

1- مسند احمد جلد 4 صفحہ 9 ابنِ ماجہ کتاب الکفارات باب من ورّی فی یمینہ جلد 1 صفحہ 153

2- ریاض الصالحین باب النھی عن الایذاء کتاب الامور المنھی عنہا صفحہ 465

3- مسند امامِ احمد جلد 2 صفحہ 91

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اکیلے رہنے میں کیا (برائی و حرج) ہے جتنا میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کوئی بھی کبھی ایک رات بھی اکیلا نہ گزارتا۔ (1)

(iii) وأخرج أحمد عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص أنَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:
"الراكبُ شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة ركب".

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار شیطان ہے دو سوار شیطان ہیں۔ اور تین سوار ہیں۔ (2)

(iv) وأخرج أحمد عن أبی هريرة قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مُخَنّثی الرجالِ الذين يتشبّهون بالنساء، والمترجلات من النساء المتشبهين بالرجال، والمُتبتلين مِنَ الرجال الذی يقول لا يتزوج والمتبتلات من النساء اللاتی يقلن ذلك، وراكب الفلاة وحده والبائت وحده۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خنثیٰ مردوں پر لعنت فرمائی جو اپنی شکل وصورت عورتوں جیسی بناتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو اپنی شکل مردوں جیسی بناتی ہیں۔ اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح کی کوئی حاجت نہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو یہ کہیں کہ نکاح کی کوئی حاجت نہیں اور اکیلے سوار اور اکیلے رات گزارنے والے پر لعنت فرمائی۔ (3)

سبب حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خیبر سے ایک آدمی نکل آیا اس کے پیچھے دو آدمی ہو گئے ان دو آدمیوں کے پیچھے تیسرا ایک اور ہو گیا اور یہ کہتا رہا کہ چار چار یہاں تک کہ اس نے ان دو کو پلٹا دیا اور پہلے کو ملا اور کہنے لگا وہ دونوں شیطان تھے اور میں ان کے پیچھے

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 120-60-24-23، ابن ماجہ کتاب الادب باب کراہۃ الوحدۃ جلد 1 صفحہ 267، مؤطا امام مالک صفحہ 729، ترمذی ابواب الجہاد باب ماجاء فی کراہیۃ ان یسافر الرجل وحدہ جلد 2 صفحہ 429

2- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 186، مؤطا امام مالک صفحہ 729

3- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 99، ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الرجل یسافر وحدہ جلد 1 صفحہ 358، ابوداؤد کتاب اللباس باب لباس النساء جلد 2 صفحہ 212، ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المخنثین جلد 1 صفحہ 137

ہی رہا یہاں تک کہ وہ واپس ہو گئے جب تو نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو تو آپ ﷺ کو میرا سلام کہنا اور بتلانا کہ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں رہتے ہیں اگر کوئی اس طرف جانا چاہے تو اسے اس طرف پہنچا دیتے ہیں۔

جب وہ آدمی مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آکر ساری داستان سنائی نبی پاک ﷺ نے اسی وقت تنہائی سے منع فرما دیا۔(1)

شرح حدیث:

میرے محترم قارئین! نبی پاک ﷺ نے تنہائی سے منع فرمایا آخر وجہ کیا ہے؟

وجہ سببِ حدیث سے واضح ہے کہ شیطان مسلمان کا دشمن ہے وہ تنہائی میں مسلمان سے ناجائز کام کرواتا ہے اور انسان کے ذہن میں یہ خیال ڈال دیتا ہے کہ تو گناہ کر لے تجھے کونسا کوئی دیکھ رہا ہے حالانکہ اس کا یہ خیال غلط اور سراسر غلط ہے کیونکہ ہو سکتا ہے ایک دو انسانوں سے غائب ہو جائیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں اسے کوئی انسان نہ دیکھے لیکن خالق انسان اللہ عزوجل سے کوئی بھی لمحہ بھر کیلئے بھی غائب نہیں ہو سکتا وہ ہر وقت ہر ایک کو دیکھ رہا ہے بلکہ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے دل میں جو کھٹکا پیدا ہو وہ اسے بھی جانتا ہے لہٰذا اے انسان تو شیطان کے اس وار سے بچنے کیلئے تنہائی کو اختیار نہ کر بالخصوص جب گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور ہر وقت یہ ذہن میں خیال رکھو کہ مجھے میرا رب عزوجل دیکھ رہا ہے۔

تنہائی میں رہنا مطلقاً منع نہیں بلکہ اس صورت میں منع ہے جب اندیشہ ہو کہ گناہ میں مبتلا ہو جاؤں گا اور اگر دل مطمئن رہے گناہوں کی طرف جانے کا خیال نہ آئے اور اعمالِ خیر میں اضافہ کا سبب بنے تو یہ تنہائی تو اللہ عزوجل کی ایک نعمتِ جلیلہ عظیمہ ہے۔

اور اگر دو آدمی یا دو بہن بھائی اکیلے رہتے ہوں تو پہلی صورت میں اگر ان میں کوئی امرد نہ ہو تو پھر اکٹھا رہنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ایک امرد ہو جس کی طرف دیکھنے سے شہوت پیدا ہو تو اکیلا رہنا باعثِ ہلاکت ہے اور بہن بھائی جب تک نیت صاف اور اپنے حقوقِ دینیہ و دنیویہ کا پاس رکھیں تب تک جائز اور اگر گناہوں کی طرف جائیں تو ناجائز ہے۔

انشاء اللہ عزوجل گناہوں سے نفرت مل ہی جائے گی اور اس چیز کے حصول کیلئے مبلغِ اسلام عالم

1- مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 299، 278

باعمل اور باثر جن کے الفاظ ہدایت کے چراغ بن کر گمراہی اور جہالت و بے علمی کے اندھیرے کو ختم کردیتے ہیں میری مراد امیرِ اہلسنّت محمد الیاس عطاری قادری (زید علمہ) ہیں ان کے بیانات سُنیں بالخصوص ''گناہوں کا علاج'' اور ''اللہ دیکھ رہا ہے''۔ ''اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر'' بضرور سُنیں کیونکہ یہ بیانات انسان کے اندر ایک حیرت انگیز مدنی انقلاب پیدا کردیتے ہیں۔ (عبدالمصطفیٰ غفرلہٗ الباری)

فرشتے کن گھروں میں نہیں آتے؟

72. أخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر أنَّ النبی ﷺ أمَرَ بِقتل الکلاب۔
زاد مسلم حتّٰی قتلنا کلب امرأۃٍ جاءت من البادیۃ۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم فرمایا۔

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ ہم نے اس عورت کے کتے کو بھی مار دیا جو دیہات سے آئی تھی۔ (1)

سبب حدیث:

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور آکر اجازت مانگنے لگے نبی پاک ﷺ نے اجازت عنایت فرمائی لیکن وہ نہ آئے نبی پاک ﷺ نے اپنی چادر کو پکڑا اور جبرائیل علیہ السلام کی طرف کھڑے ہوئے اور وہ دروازے میں کھڑے تھے فرمایا اندر آجایئے۔ عرض کی: حاضر یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو انہوں نے بعض کے گھروں میں کتے کا بچہ پایا۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی پاک ﷺ نے حکم دیا کہ جب صبح ہو تو میں مدینہ کے سارے کتوں کو قتل کردوں۔ لہٰذا میں نے سب کتوں کو ختم کردیا۔ ایک بڑھیا عورت کا کتا بھونک رہا تھا مجھے رحم آگیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا جب میں واپس حاضر ہوا تو حکم ملا کہ اسے بھی قتل کردو لہٰذا میں نے اس کتے کو بھی قتل کردیا۔ (2)

1- بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم جلد 1 صفحہ 468، مسلم کتاب المساقاۃ باب الامر بقتل الکلاب جلد 2 صفحہ 20، نسائی کتاب الصید والذبائح باب الامر بقتل الکلاب جلد 2 صفحہ 193

2- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 9، جلد 6 صفحہ 391، بخاری کتاب اللباس باب لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ جلد 2 صفحہ 881

شرح حدیث:

حنفیوں کے نزدیک دشمن یا چور کے خطرہ سے گھر کی حفاظت کیلئے کتا رکھنا جائز ہے۔ فتح القدیر میں ابن ہمام علیہ رحمۃ اللہ نے لکھا ہے۔ شکار کیلئے مویشیوں، گھروں اور کھیتوں کی حفاظت کیلئے کتا رکھنا بالاجماع جائز ہے۔ لیکن گھر میں کتا نہیں رکھنا چاہیے۔ البتہ چوروں اور دشمنوں کا خوف ہو تو گھر میں بھی جائز ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا کہ کتوں اور ان کے مالکوں کو کیا سزا ہے۔ لہٰذا شکار اور بکریوں کی حفاظت کیلئے رکھنے کی رخصت عنایت فرما دی۔[2]

اور اس سے اگلی حدیث میں مذکور ہے کہ کھیتی کی حفاظت کیلئے بھی جائز ہے۔

کاش اس حدیث پر عمل ہو جائے

73. أخرج أحمد عن أبی کَبْشة الأعاری قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "ثلاثٌ أقسمُ علیهنّ: فأمّا الثلاثُ الذی أُقسم علیهنّ فإنه مانقص مال عبد صدقة ولا ظُلم عبد مظْلمة فصبر علیها إلا زاده اللّٰه عزّوجلّ بها عزًّا، ولا یفتح عبدٌ باب مسألة إلا فتح اللّٰه عزوجل له باب فقر"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو کبشہ اعاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں۔

1- بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

2- کسی بندے پر جب ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ عزوجل اس بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔

3- اور بندہ جب سوال کرنے کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ عزوجل اس کیلئے فقر یعنی محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔[3]

1- فتح القدیر جلد 5 صفحہ 346

2- صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 20 باب الامر بقتل الکلاب کتاب المساقاۃ

3- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 231

سببِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم (بھی وہیں) تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعجب سے ہنستے رہے۔ جب اس نے زیادہ گالیاں دینا شروع کر دیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آگئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما رہے جب میں نے اس کو جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آگئے۔ اور وہاں سے کھڑے ہو گئے۔ (اس میں کیا حکمت تھی)؟

ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تیری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تو نے خود جواب دینا چاہا تو شیطان (درمیان میں) آگیا۔ میں شیطان کے ہوتے ہوئے بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تین چیزیں حق ہیں۔

1- بندہ پر جب ظلم ہو اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کیلئے صبر کر کے خاموش رہے تو اللہ عزوجل مدد کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو عزت عطا کرتا ہے۔

2- اور جب بندہ مال اس لیے مانگتا ہے کہ صلہ رحمی کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں اضافہ فرماتا ہے۔

3- جب بندہ سوال اس لیے کرتا ہے کہ اس کا خال بڑھے تو اللہ عزوجل اس کے مال میں کمی کرنے میں اضافہ فرماتا ہے۔[1]

شرحِ حدیث:

اس حدیث میں سوال کرنے سے ممانعت وارد ہوئی۔ اور سوال کرنے کے متعلق فقیر نے آداب کے بیان میں مذکور حدیث نمبر 61 میں سیر حاصل بحث کر دی۔

اس طرح صبر کرنے پر بھی بشارت سنائی گئی اور صبر کرنے کے بہت فوائد ہیں اور صبر کرنے پر بے حساب اجر ملتا ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 436

انما یو فی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ (پ23 سورۃ الزمر آیت10)

''صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا''۔

اللہ ﷻ ہر ایک کو صبر عطا فرمائے اور مجھ نکمے کو بھی یہ دولت عطا فرمائے۔

(عبد المصطفیٰ غفرلہٗ الباری)

چھوٹوں پر شفقت کرو!

74. أخرج أحمد والبخاری ومسلم عن جریر البجلی قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ''مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ''۔

ترجمہ: امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔(1)

سببِ حدیث:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اقرع بن جالس نے نبی پاک ﷺ کو اپنے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا: میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔(2)

گناہگارو! مبارک ہو

75. (i) أخرج مسلم عن أبی أیوب عن النبی ﷺ قال: ''لو أنّکم لم تکنْ لکم ذنوب یغفرھا اللّٰہ لکم لجاء اللّٰہ بقوم لھم ذنوبٌ یغفرھا لَھُمْ''۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے گناہ نہ ہوں کہ جنہیں اللہ ﷻ معاف فرمائے تو پھر اللہ ﷻ ایسی قوم

1- مسند احمد جلد 4 صفحہ 365، بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم جلد 2 صفحہ 889، مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ ﷺ للصبیان والعیال جلد 2 صفحہ 254

2- بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ جلد 2 صفحہ 887، ترمذی ابواب البر والصلۃ وباب ماجاء فی رحمۃ الولد جلد 2 صفحہ 455، مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ للصبیان والعیال جلد 2 صفحہ 254، مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 514

لائے گا جن کے گناہ ہوں گے اور اللہ عزوجل انہیں بخشے گا۔ (1)

(ii) وأخرج مسلم عن أبی هريرة قال: قال رسول اللہ ﷺ "والذی نفسی بیدہ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰہ بکُم، ولجاء بقومٍ یذنبون فیستغفرون اللّٰہ فیغفرلھم"۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے تو اللہ عزوجل تمہیں ختم کر کے ایسی قوم لائے گا جو گناہ کرے گی پھر اللہ عزوجل سے بخشش طلب کریں گے تو اللہ عزوجل ان کو بخش دے گا۔ (2)

(iii) وأخرج الطبرانی عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ "لو لم تُذْنِبُوا جاء اللّٰہ بقومٍ یُذْنِبون فیغفرلھم"۔

ترجمہ: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگوں کے گناہ نہ ہوئے تو اللہ عزوجل ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کرے گی تو اللہ عزوجل ان کی بخشش فرمادے گا۔ (3)

پہلا سبب:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک ﷺ سے ایک عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے تو اللہ عزوجل ایسی قول کو لائے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ عزوجل سے مغفرت طلب کریں گے تو اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمادے گا۔

دوسرا سبب:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا نازل ہوئی۔ تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے

1- مسلم کتاب التوبہ باب سقوط الذنوب بالاستغفار جلد 2 صفحہ 355
2- مسلم کتاب التوبہ باب سقوط الذنوب بالاستغفار جلد 2 صفحہ 309
3- مجمع الزوائد کتاب التوبۃ باب منہ فی سعۃ رحمۃ اللہ جلد 10 صفحہ 215

تھے بس آپ نے رونا شروع کر دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! کس بات نے تمہیں رُلا دیا؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اس سورت نے رُلایا ہے۔ ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے خطائیں نہ کیں کہ اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے تو تمہارے بعد اللہ عزوجل ایسی مخلوق پیدا فرمائے گا جو خطائیں اور گناہ کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمائے گا۔

شرح حدیث:

اللہ عزوجل کی رحمت بہت وسیع ہے۔ وہ غفور و غفار ہے۔ اسے بخشنا پسند ہے۔ اور بخشش کیلئے سیئات کا ہونا ضروری ہے۔ اگر گناہ ہی نہ ہوئے تو مغفرت کاہے کی۔ لیکن بہت ہی توجہ سے مسئلہ پڑھیں۔ کسی بھی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ جبکہ اس کا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو اسی طرح گناہ کو ہلکا و حقیر سمجھنا کفر ہے۔ (1)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو بندہ گناہ کر بیٹھے پھر اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ عزوجل اس کی بخشش فرما دیتا ہے۔ (2)

مذاق کرتے ہوئے دوسرے کی چیز اٹھائی تو......

76. أخرج الدارقطني في الافراد عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: "لا يحلُ لمُسْلِمٍ أن يُرَوِّعِ مُسْلماً"۔

ترجمہ: دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "افراد" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے۔ (3)

سبب حدیث:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سب سے پہلا مشھد جس میں حضرت زید

1- شرح فقہ اکبر صفحہ 254، البحر الرائق جلد 5 صفحہ 207، بحر صفحہ 207

2- مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 10

3- ابوداؤد کتاب الادب باب یاخذ الشیئ علی المزاح جلد 2 صفحہ 335، ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لا یحل لمسلم ان یروع مسلما جلد 2 صفحہ 485

بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے اس وقت حضرت زید کی عمر 15 سال تھی۔ اور یہ اس دن مسلمانوں کے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بچہ تھک گیا ہے، اس کی آنکھیں اس پر غالب آ گئی ہیں۔ پھر آپ ﷺ سو گئے۔ عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ آئے اور آ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہتھیار کو لے لیا۔ انہیں پتہ نہیں تھا کہ یہ کس کا ہتھیار ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سونے والے (حضرت زید رضی اللہ عنہ) میں سو گیا تھا۔ تمہارا ہتھیار اٹھالیا گیا تھا۔

پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اس بچے کے ہتھیار کا کس کو پتہ ہے؟ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اٹھایا تھا۔ پھر انہوں نے واپس لوٹا دیا۔ نبی پاک ﷺ نے اسی دن اس سے منع فرما دیا کہ کسی مومن کو ڈرایا جائے۔ اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کا سامان نہ اٹھائے نہ تو کھیلنے کیلئے اور نہ ہی مذاق کرنے کیلئے۔ (1)

شرح حدیث:

اسی حدیث کا ایک سبب ابوداؤد میں بھی مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے اسی دوران ایک صحابی نے دوسرے کی رسی اٹھالی جس سے وہ رسی والے صحابی پریشان ہو گئے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

ایک مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو خوفزدہ کرے۔ (2)

سبب حدیث کے آخری الفاظ انتہائی قابل توجہ ہیں کہ کھیل کود یا مذاق کے طور پر بھی کسی کی چیز اٹھانا اور اسے لمحہ بھر کیلئے پریشان کرنا ممنوع، ناجائز اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ کیونکہ اس میں دل آزاری ہے اور دل آزاری حرام ہے۔

1- مسند امام احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 362

2- ابوداؤد کتاب الادب باب یاخذ الشئ علی المزاح جلد 2 صفحہ 335

داڑھیاں بڑھنے دو

77. أخرج مسلم والترمذی عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "حُفُّوا الشّوارب واعفوا اللّحی"۔

ترجمہ: امام مسلم و ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو انہیں معاف کر دو"۔(1)

پہلا سبب:

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عجمیوں کا ایک وفد آیا جن کی مونچھیں بڑی بڑی اور داڑھی چھوٹی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان کی مخالفت کرتے ہوئے مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو"۔

دوسرا سبب:

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مجوسی نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا جس کی مونچھیں بڑی بڑی اور داڑھی چھوٹی تھی نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس طرح کی حالت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے؟

اس نے کہا: میرے رب نے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لیکن میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں مونچھیں کترواؤں اور داڑھی بڑھنے دوں۔(2)

تیسرا سبب:

ابو القاسم بن بشر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "امالی" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک

1- مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ جلد 1 صفحہ 129، ترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء فی اللحیۃ جلد 2 صفحہ 565، نسائی کتاب الطہارت باب احفاء الشارب واعفاء اللحی جلد 1 صفحہ 7، مسند احمد جلد 2 صفحہ 16، ابوداؤد کتاب الترجل باب فی اخذ اللحیۃ۔ جلد 2 صفحہ 225، بخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللحی جلد 2 صفحہ 875

2- الطبقات الکبریٰ لابن سعد القسم الثانی جلد 1 صفحہ 147

مجوسی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا جس کی داڑھی چھوٹی تھی اور مونچھیں بڑی تھیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو۔ تجھے اس طرح کرنے کا کس نے حکم دیا؟

اس نے کہا: مجھے اس بات کا کسریٰ نے حکم دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھنے دوں اور مونچھیں چھوٹی رکھوں۔

شرح حدیث:

داڑھی رکھنا واجب یا سنت؟

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ المنان اپنے فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں:

"ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے۔ اس سے کمی ناجائز"۔

شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

داڑھی بمقدار ایک مشت رکھنا واجب ہے۔ اور جو اسے سنت قرار دیتے ہیں۔ وہ اس وجہ سے ہے کہ یہ دین میں آنحضرت ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کا ثبوت سنت نبوی ﷺ سے ہے۔ جیسا کہ نماز عید کو سنت کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ واجب ہے۔ (1)

فتح القدیر میں ہے کہ داڑھی کا ٹنا یا تراشنا کہ وہ مشت کی مقدار سے کم ہو جائے ناجائز ہے۔ جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور ہیجڑے کرتے ہیں۔ (2)

داڑھی شریف کے تفصیلی احکام جاننے کیلئے عاشقِ غوث اعظم مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ" کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس میں آپ نے اٹھارہ آیات بہتر احادیث اور ساٹھ بزرگانِ دین کے اقوال شریفہ کی روشنی میں داڑھی بڑھانا واجب ہے اور مونڈھنا یا کترواکر ایک مٹھی سے کم کر دینا حرام ثابت کیا ہے۔ اور عام فہم انداز میں احکام کو راسخ فی الذھن کرنے کیلئے شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی "فیضانِ سُنّت" کا مطالعہ مفید ہے۔

1- اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب السواک جلد 1 صفحہ 212

2- فتح القدیر کتاب الصیام باب یوجب القضاء والکفارۃ جلد 2 صفحہ 270، فتاویٰ رضویہ جدید جلد 22 صفحہ 581

شاعری کرنا کیسا؟

78. أخرج البخاری عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما عن النبی ﷺ قال "لأن یمتلئ جوفُ أحدِکُم قَیْحاً خیرٌ له من أنْ یمتلئ شِعْرًا"۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ:

"تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرے۔(1)

سببِ حدیث:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ عرج میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ سیر کر رہے تھے کہ ایک شاعر شعر بولتا ہوا مل گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شیطان کو پکڑ و یا یوں فرمایا کہ شیطان کو روکو کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھر جائے۔(2)

شرحِ حدیث:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ شعر و شاعری کا اس پر اتنا غلبہ ہو جائے جو اسے علوم شرعیہ کی تحصیل اور یادِ الٰہی سے غافل کر دے خواہ وہ اشعار کسی قسم کے ہوں اور اگر اس پر قرآن حدیث اور دیگر علوم شرعیہ کا غلبہ ہو اور کچھ اشعار بھی یاد ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(3)

شرح صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت شرید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی پاک ﷺ کے

1- ترمذی ابواب الاستئذان والادب جلد 2 صفحہ 574، سنن دارمی کتاب الاستئذان باب لان یمتلی جوف احدکم جلد 2 صفحہ 384، سنن ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر جلد 2 صفحہ 335، بخاری باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر جلد 2 صفحہ 909

2- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 8، صحیح مسلم کتاب الشعر جلد 2 صفحہ 240

3- شرح صحیح مسلم للنووی جلد 2 صفحہ 240

پیچھے سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں امیہ بن ابی الصلت کے شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: سناؤ۔ میں نے ایک سنایا۔ فرمایا: اور سناؤ۔ میں نے سنایا۔ فرمایا: اور سناؤ۔ یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنا دیئے۔ (1)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امیہ کے اشعار میں کیونکہ وحدانیت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا مفہوم تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے اشعار کی تحسین فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا جن اشعار میں فحش گوئی اور بے حیائی کی باتیں نہ ہوں ان کا پڑھنا اور سننا جائز خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے اشعار ہوں یا نہ ہوں اور اس قسم کے اشعار میں بھی بکثرت مشغول رہنا درست نہیں البتہ معمولی تعداد میں اشعار پڑھنا سننا سنانا اس میں کوئی حرج نہیں۔ (2)

بہر حال وہ اشعار جن میں کفار کی مذمت اور اسلام اور اہلِ اسلام کی حقانیت کا بیان ہو ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں۔

نبی پاک ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا کرتے تھے کہ کفار کی مذمت میں اشعار کہو اور خود نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةٌ۔

"شعر حکمت ہے"۔ (3)

نبی پاک ﷺ کی دعا مبارک

79. أخرج الأربعة عن صخر الغامدی عن النبی ﷺ قال: "اللهمّ بارك لأمّتي في بكورها"۔

ترجمہ: ائمہ اربعہ حدیث نے حضرت صخر غامدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ عزوجل میری امت کی باکرہ عورتوں میں برکت فرما"۔ (4)

1- شرح صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 239

2- شرح صحیح مسلم علامہ نووی جلد 2 صفحہ 239

3- ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی انشاد الشعر جلد 2 صفحہ 574

4- ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الابتکار فی السفر جلد 1 صفحہ 358، ترمذی ابواب البیوع باب ماجاء فی التکبیر بالتجارۃ جلد 1 صفحہ 360، ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 162، دارمی کتاب السیر جلد 2 صفحہ 283

سببِ حدیث:

خطیب اور ابن نجار رحمہما اللہ نے ''تاریخ بغداد'' میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے گھروں کے پاس سے نیران میں گزرے ارشاد فرمایا اے انس یہ نیران کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاری لوگ سحری کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے اللہ عزوجل میری امت کی باکرہ عورتوں میں تو برکت عطا فرما۔(1)

پانی پینے کے آداب

80. (i) أخرج أحمد والبخارى وأبو داود والترمذى والنسائى، وابن ماجه عن ابن عباس قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشُّرب من فى السِّقَا۔

ترجمہ: امام احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کو منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔(2)

(ii) وأخرج البخارى ومسلم وأبو داود والترمذى وابن ماجه والبيهقى فى شُعب الايمان عن أبى سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم أنّه نهى عن اختناث الأسقية أن يشْرب من أفواهها۔

ترجمہ: امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے ''شعب الایمان'' میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کو الٹا کر کے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔(3)

سببِ حدیث:

امام بیہقی علیہ رحمۃ الغنی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے مشک کو منہ لگا کر پانی پیا تو اس کے

1- بخاری کتاب الصیام باب برکۃ السحو رمن غیر ایجاب جلد 1 صفحہ 257، تاریخ بغداد جلد 10 صفحہ 103

1- بخاری کتاب الاشربۃ باب الشرب من فم السقا جلد 2 صفحہ 841، ابن ماجہ کتاب الاشربہ باب الشرب من فم السقاء جلد 1 صفحہ 244، داری کتاب الاشربہ النھی عن شرب من فی السقاء جلد 2 صفحہ 160

2- بخاری حوالہ مذکورہ، مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام والشرب واحکامھا جلد 2 صفحہ 173

پیٹ میں جن نے بچہ جن دیا لہٰذا نبی پاک ﷺ نے مشک کو الٹانے سے منع کر دیا۔(1)

شرح حدیث:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ القوی اپنی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں ان احادیث میں جو نہی یعنی ممانعت آئی ہے تو یہ بالاتفاق تنزیہی ہے تحریمی نہیں یہ تو صرف بندے کی حفاظت کیلئے ہے کہ کہیں غفلت سے کوئی موذی چیز اس کے پیٹ میں چلی نہ جائے۔(2)

اس حکم کی تائید ابن ماجہ کی روایت سے حاصل ہوتی ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے منع فرمانے کے بعد ایک آدمی رات کو اُٹھا اور مُشک کو الٹا کیا تو اس سے ایک سانپ اس پر گر گیا۔(3)

اور پانی بیٹھ کر تین سانسوں میں پینا سنت ہے۔کھڑے کھڑے پینے سے منع کیا گیا ہے۔
اسی طرح دائیں ہاتھ سے پیئے برتن کے اندر ہی سانس نہ لے۔(4)(عبدالمصطفیٰ غفرلہٗ الباری)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی برکتوں پر قربان

81. (i) أخرج البخاری ومسلم عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "اللهمّ إنّي أتخذ عندك عهدًا لن تخلفنيه إنما أنا بشرٌ فأى المؤمنين آذيتُه أو شتمته أو جلدته فاجعلها له صلاةً وزكاةً وقُربةً تقربه بها يوم القيامة"۔

ترجمہ: امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے دعا کی:

"یارب العالمین میں نے تجھ سے وعدہ لیا ہے۔اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا (وہ وعدہ یہ ہے) کہ میں بشر ہوں مجھ سے جس مسلمان کو بھی اذیت پہنچے یا کسی کو گالی دوں یا ماروں تو اس اذیت کو اس مسلمان کیلئے رحمت، پاکی اور قربت بنا لے جس سے وہ

1- ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 244
2- شرح صحیح مسلم علامہ نووی جلد 2 صفحہ 173
3- ابن ماجہ باب الشرب من فی السقاء جلد 2 صفحہ 244
4- ابن ماجہ باب الشرب من فی السقاء جلد 2 صفحہ 244

قیامت کے دن تیرے قریب ہو"۔(1)

(ii) وأخرج أحمد ومسلم عن جابر بن عبدالله سمعت النبی ﷺ يقول:
"إنّما أنا بشرٌ وإنی اشترطتُ علی ربّی ﷻ أی عبدٍ منَ المسلمين شَتمته أو سَبَبْتُه أنْ يكون له زكاةً وأجرًا"۔

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ میں بشر ہوں اور میں نے اپنے رب ﷻ سے یہ منوایا ہوا ہے کہ جس مسلمان کو بھی میں سبّ و شتم کروں تو اس کو اُس کیلئے پاکی اور اجر بنا دے۔(2)

(iii) وأخرج أحمد عن أبی سعيد الخدری قال: قال رسول الله ﷺ:
"اللهم إنّی أتخذ عندكَ عهْداً لا تخلفنيه فإنّما أنا بشرٌ فأی المؤمنين آذيته أو شتمته أو قال لعنته أو جلدته فاجعلها له صلاة وزكاة وقربة وقربی تقربه بها اليك يوم القيامة"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ رب العالمین میں نے تجھ سے ایک وعدہ لیا ہے۔ اور تو مجھ سے وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ (وعدہ یہ کہ) میں ایک بشر ہوں تو جس مسلمان کو بھی میں اذیت دوں یا شتم کروں (سخت کلمات کہوں) یا لعنت کروں یا ماروں تو اس کو اس مسلمان کیلئے رحمت، پاکی اور قرابت بنا لے۔ جس سے وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو۔(3)

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے ایک آدمی کو حضرت حفصہ بنت عمر زوجہ نبی ﷺ و رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اس آدمی سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت

1- مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی جلد 2 صفحہ 324، بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ من اذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ جلد 2 صفحہ 941، مسند احمد جلد 2 صفحہ 316

2- مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی ﷺ جلد 2 صفحہ 324، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 333

3- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 33

حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہے کہ اس مرد کی خیر خواہی کرے۔ راوی کہتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے کام میں مصروف رہیں اور پھر وہ چلا گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ اے حفصہ رضی اللہ عنک! اس آدمی کا کیا ہوا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں اس سے غافل تھی کہ وہ چلا گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل تیرے ہاتھوں کو قطع کر دے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح بلند کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔ (دیکھا تو) پوچھا: اے حفصہ رضی اللہ عنک! تجھے کیا ہوا؟ عرض کرتی ہیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے تو میرے لیے پہلے ہی ایسے فرمایا۔ (یعنی ہاتھ ٹوٹ گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ہاتھوں کو نیچے کر دو۔ کیونکہ میں نے اپنے رب العالمین سے سوال کیا ہوا ہے۔ کہ میں اپنی امت میں سے جس کیلئے بد دعا کروں تو اس بد دعا کو اس کیلئے مغفرت بنا دے۔ (1)

دوسرا سبب:

امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک یتیم بچی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچی کو دیکھا تو فرمایا۔ تو ہے۔ وہ بچی جو بڑی ہو گئی ہے۔

تیری عمر زیادہ نہ ہو۔ پھر یہ بچی روتی ہوئی ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس پلٹی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟

بچی کہنے لگی کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا دی ہے کہ تیری عمر زیادہ نہ ہو (لہٰذا) میں اب کبھی بڑی نہیں ہوں گی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی سے اپنی اوڑھنی کو اوڑھتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! تجھے کیا ہوا؟ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بچی کو بد دعا دی ہے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی بد دعا؟

عرض کی: وہ بچی کہتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اسے یہ فرمایا کہ تیری عمر نہ بڑھے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اے ام سلیم! کیا تو جانتی ہے؟ کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ شرط و عہد لیا ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ جس طرح بشر راضی ہوتا ہے اس طرح میں بھی راضی ہوتا ہوں۔ اور جس طرح بشر ناراض ہوتا ہے۔ اس طرح میں بھی ناراض ہوتا ہوں، تو جس امتی کو بھی میں وہ دعا دوں جس کا وہ اہل نہیں (بد دعا دوں) تو تُو اس بد دعا کو اس

1- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 141

امتی کیلئے پاکی وصفائی بنادے اور اسے میرا قرب دے جس سے وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو جائے۔[1]

تیسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سوار رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ لوگوں کے اچانک تیز تیز جانے نے مجھے متعجب کر دیا۔ پھر لوگ رُک گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ضرب لگائی۔ کھجور کی ٹہنی سے کمان سے مسواک سے یا اور کسی چیز سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ اور راوی کہتے ہیں: اللہ عزوجل کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف نہیں پہنچائی۔ میں نے ایک رات گزاری اور کہتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مارا مگر اس شے کی وجہ سے جو میرے اندر تھی۔ (شہوت) اور میں نے دل میں سوچا کہ صبح میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ حاکم ہیں اور اپنی رعایا کے سینگ نہ توڑیئے (مراد یہ کہ ان پر رحم کھایئے!)

راوی کا بیان ہے کہ ہم نے صبح کی نماز پڑھی یا صبح ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العالمین کے حضور عرض کی یا رب العالمین لوگ میرے پیچھے پیچھے آ رہے تھے اور مجھے ان کا پیچھے پیچھے آنا اچھا نہیں لگا۔ لہٰذا جس کو میں نے (اس بات پر) مارا ہے۔

یا شتم کیا ہے تو تو اسے اس کیلئے کفارہ اور اجر بنادے یا کہا کہ مغفرت اور رحمت بنادے۔[2]

شرح حدیث:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حالت باعث برکت ہے۔ آپ کا غصہ بھی رحمت کا باعث، آپ کا جھڑکنا درجات کی بلندی کا باعث، آپ کا کسی کو سختی سے بلانا بھی مغفرت کا باعث۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی برکتوں پر قربان۔

1- مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 2 صفحہ 324

2- مسلم کتاب البر باب من لعنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 2 صفحہ 324، مسند امام احمد جلد 4، صفحہ 294

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے امام کون بنے؟

82. أخرج الترمذى عن عائشة أن النبى ﷺ قال: "لا ينبغى لِقَوم فيهم أبو بكر أنْ يَؤُمّهم غيره"۔

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں اس کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ان کے علاوہ کسی اور کو امام بنائے''۔(1)

سببِ حدیث:

ابوالعباس زورنی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''شجرۃ العقل'' میں حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ اہل عوالی کے انصار میں کوئی جھگڑا ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ ان کی صلح کروانے کیلئے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ پلٹے تو عصر کی نماز کی جماعت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عصر کی نماز لوگوں کو کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ نبی پاک ﷺ نے سنتے ہی فرمایا: تم نے اچھا کیا (کیونکہ) جس قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہو اس کیلئے یہ درست نہیں کہ انہیں چھوڑ کر کسی اور کو امام بنائیں۔(2)

شانِ صدیقِ اکبر بزبانِ محبوبِ ربِّ اکبر ﷺ

شرحِ حدیث:

ان احادیثِ مبارکہ سے شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ واضح ہو جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ خود ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس قوم میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں ان کیلئے یہ درست و جائز نہیں کہ کسی اور کو امام بنائیں۔

ایک اور حدیثِ مبارکہ مزید مسئلہ کو واضح فرما دیتی ہے:

ابنِ زمعہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ وہ نماز پڑھائیں اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے چنانچہ ابنِ زمعہ نے

1- ترمذی ابواب المناقب جلد 2 صفحہ 686

2- ابوداؤد بالفاظ متقاربہ جلد 2 صفحہ 293

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا کہا حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ مصلیٰ پر تشریف لائے نماز کیلئے تکبیر کہی آواز بلند ہوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سُنی تو اپنا سر حجرہ مبارک سے باہر نکالا اور فرمایا:

نہیں! نہیں! این ابو بکر؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اللہ عزوجل اور مسلمانوں کو یہ ناپسند ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی اور امام بنے۔(1)

اس حدیث کے بارے علماءِ کرام نے یہ کہا ہے یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علی الاعلان افضل الصحابہ ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار اور امامت میں سب سے اولیٰ ہیں۔

شانِ صدیقِ اکبر بزبانِ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہما

امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل اور خلیفہ اول بلافصل ہیں لیکن کچھ حضرات وہ ہیں جو مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل مانتے ہیں۔

حضراتِ قارئین! احادیث آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں فیصلہ آپ کے ذمہ ہیں کہ سوچیں ان کی یہ بات صحیح ہے یا امت کا اجماعی مسئلہ؟

1- حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل و بہتر ہیں کسی مومن کے دل میں میری محبت اور شیخین رضی اللہ عنہما کا بغض کبھی یکجا نہیں ہو سکتے۔(2)

2- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی مولا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

ارشاد فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

پھر میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون؟

1- تاریخ الخلفاء، ابوداؤد رقم الحدیث 4660، المعجم الاوسط جلد 1 صفحہ 299، مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 396

2- المعجم الاوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 162 رقم الحدیث 6929، جلد 2 صفحہ 320-321، جلد 2 صفحہ 409، بخاری، مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 138

ارشاد فرمایا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

اس کے بعد میں نے سوچا کہ تیسرے نمبر پر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے اس خوف سے میں نے پوچھا: تیسرے نمبر پر آپ افضل ہیں؟

ارشاد فرمایا: میں تو مسلمانوں میں ایک فرد ہوں۔ (1)

-3 عن ابی جحیفه رضی اللہ عنہ قال قام علی علی منبر الکوفه قال اَلا اُنبِّئُکم بخیر هذه الامة بعد نبیها الأن خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر ولو شئتُ ان اخبرکم بالثالث لاخبرتکم۔

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے منبر پر تشریف لائے۔ فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس امت میں سب سے بہتر کون ہیں۔ سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور اگر اس کے بعد مرتبے والے کا بتانا چاہوں تو وہ بھی بتادوں۔ (2)

فضیلتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بہت ساری احادیث وارد ہیں لیکن یہ چند احادیث پیش کرنے کا مقصد اس شخص وفرقہ کو سبیل ہدایت دکھانا مقصود ہے جو اپنے آپ کو مولا علی رضی اللہ عنہ کا دیوانہ سمجھتا ہے اور بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاطر میں نہیں لاتا۔

ایسے شخص کو یہ احادیث پڑھ سن کر گریبان میں جھانکتے ہوئے سوچنا چاہیے کہ جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ کن کو افضل سمجھتے ہیں اگر وہ افضل سمجھتے ہیں تو پھر کہیں مجھ پر شیطان کا غلبہ تو نہیں جس کا نتیجہ میرا قول وذہن ہے۔ من اللہ الھدایۃ۔

ابوالقاسم کنیت رکھنا کیسا؟

83. أخرج البخاری عن أبی هریرة قال: قال أبو القاسم ﷺ: "تسمُّوا باسمی ولا تکنَّوا بِکُنیتی"۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوالقاسم نبی پاک ﷺ

-1 المعجم الاوسط للطبرانی جلد 4 صفحہ 113 رقم الحدیث 5393 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، بخاری مترجم رقم الحدیث 3671، جلد 2 صفحہ 365، ابوداؤد، المعجم الاوسط جلد 1 صفحہ 236

-2 المعجم الاوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 294 رقم الحدیث 7382 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

نے فرمایا:

''میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو''۔ (1)

پہلا سبب:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے چاہا کہ بچے کا نام محمد رکھوں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، تو فرمایا:

میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (2)

دوسرا سبب:

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے ایک آدمی نے کسی کو پکارا۔ اے ابو القاسم (یہ سن کر) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہوئے۔ وہ کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو نہیں کسی اور کو پکارا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو''۔ (3)

شرح حدیث:

کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی اپنی کتاب شرح مشکوٰۃ ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت رکھنا تو اس میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

- ابو القاسم کنیت رکھنا مطلقاً جائز نہیں خواہ اس شخص کا نام محمد ہو یا کچھ اور۔
- جس کا نام محمد ہو اس کیلئے کنیت ابو القاسم جائز نہیں اور دوسرے کیلئے جائز۔

1- بخاری کتاب المناقب باب کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 501، ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرجل یتکنی بابی القاسم جلد 2 صفحہ 330، ابن ماجہ کتاب الادب باب الجمع بین اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کنیۃ جلد 2 صفحہ 265

2- مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 298، بخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی جلد 2 صفحہ 914

3- بخاری کتاب الادب باب کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 501، ابن ماجہ کتاب الادب باب مذکور جلد 2 صفحہ 265، مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 121، مسلم کتاب الادب بالنھی عن النبی بابی القاسم جلد 2 صفحہ 206

- ہر حال میں ابو القاسم کنیت رکھنا جائز ہے خواہ نام محمد ہو یا کچھ اور۔

حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں منع تھا بعد میں جائز ہے ان کی یہ دلیل ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم کے وصال کے بعد اگر اللہ عزوجل مجھے بیٹا عطا فرمائے تو اس کا نام کیا رکھوں؟ کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم کا نام اور کنیت رکھ سکتا ہوں آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔

چنانچہ بعد میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کا نام ابو القاسم محمد رکھا۔

ان اقوال میں درست قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے (بلکہ دخولِ جنت کا سبب بھی ہے کمافی الاحادیث) اور آپ ﷺ کی کنیت ظاہری حیات کے بعد بھی منع ہے اور ظاہری حیات میں یہ ممانعت سخت تھی تو اب آپ ﷺ کا نام اور کنیت جمع کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا رہا معاملہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا تو یہ ان کے ساتھ خاص ہے کسی غیر کیلئے جائز نہیں سیاقِ حدیث سے یہ از خود ظاہر ہو رہا ہے۔ (1)

ہر نبی علیہ السلام کے حواری ہیں

84. (i) أخرج أحمد عن عبداللہ بن الزبیر أنّ النبی ﷺ قال: "لکلِّ نبیٍّ حواری والزبیر حواری"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری (ساتھی و مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (2)

(ii) وأخرج أحمد عن علیّ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: "لکل نبی حواریون وحواریِّ الزبیر"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

"ہر نبی علیہ السلام کے حواری ہیں اور میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں"۔ (3)

1- مترجم اشعۃ اللمعات جلد 5 صفحہ 924-923، کتاب الآداب باب الاسامی

2- بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب زبیر بن العوام جلد 1 صفحہ 527، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 388

3- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 4

سببِ حدیث:

امام احمد، بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس غزوہ احزاب کے دن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں لاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میرے پاس احزاب کے دن کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: میں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: مجھے احزاب کے دن کی خبر کون دے گا؟ حضرت زبیر نے عرض کیا: میں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں"۔ (1)

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری بننے کا شرف پا گئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا حواری یعنی خصوصی مددگار فرمایا اور یہ اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے آپ رشتہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد کے بھتیجے ہیں پندرہ سال کی عمر میں اسلام لے آئے تھے چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں مواخاتِ مدینہ میں آپ کو اور عبداللہ بن مسعود کو بھائی بھائی بنایا گیا۔

اور آپ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ عزوجل کی راہ میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے تلوار میان سے نکالی۔

بقیہ تفصیل ہماری کتاب "آسمانِ ہدایت کے جگمگ جگمگ تارے" میں ملاحظہ ہو۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا

85. أخرج البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه عن علی قال: ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم يفدّي أحدًا بأبويه إلا لسَعدٍ فإني سمعته يومَ أُحُدٍ يقول أرْمِ سعد فداك أبي وأمي۔ وفي لفظ ما جمع رسول الله (صلی اللہ علیہ وسلم) أباه وأمه لأحد إلا لسعد۔ قال له يوم أُحد: أرمِ فداك أبي وأمي۔

1- ابن ماجہ مقدمہ جلد 1 صفحہ 12، بخاری کتاب الجہاد باب ھل یبعث الطلیعۃ وحدہ جلد 1 صفحہ 399، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل زبیر و طلحہ جلد 2 صفحہ 281

ترجمہ: امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے کسی کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے۔

میں نے احد کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد رضی اللہ عنک! تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حضرت سعد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کیلئے بھی اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا اور احد میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ و اُمِّیْ۔ ''اے سعد! تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں''۔(1)

سببِ حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا ہے آپ فرماتے ہیں ایک مشرک نے مسلمانوں کو جلا دیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ أَبِیْ و اُمِّیْ۔

ترجمہ: اے سعد! تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

فرماتے ہیں میں نے ایک تیر پھینکا جس کے پیکان نہ تھی (یعنی تیر نہ تھا) وہ اس کے پہلو میں لگا وہ گر پڑا اور اس کا مقام عورت کھل گیا (یعنی وہ ننگا ہو گیا) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حالت دیکھ کر مسکرا پڑے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دانت نظر آنے لگے۔(2)

شرحِ حدیث:

ان کے فضائل و مناقب بھی ہماری کتاب ''آسمانِ ہدایت کے جگمگ جگمگ تارے'' میں ملاحظہ ہو۔ (عبد المصطفیٰ غفرلہٗ الباری)

1- ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی اسحاق جلد 2 صفحہ 695، بخاری کتاب الجہاد باب المجن جلد 1 صفحہ 407، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جلد 2 صفحہ 280

2- مجمع الزوائد باب مناقب سعد بن ابی وقاص جلد 9 صفحہ 220

قرآن ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھو

86. (i) أخرج أحمد عن عبدالله بن مسعود أنّ أبا بكر وعمر (رضي الله عنهما) بشّراه أن رسول الله ﷺ قال "مَنْ سرّه أن يقرأ القرآن غضّاً كما أُنزل فلْيقرأ على قرأة ابن أم عبد"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خوش خبری دی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:
جو یہ چاہتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح تر وتازہ پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو وہ ام معبد کے بیٹے (ابنِ مسعود) کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ (1)

(ii) وأخرج أحمد عن عمرو بن المصطلق قال: قال رسول الله ﷺ: "مَنْ أحبّ أنْ يقرأ القرآن غضّاً كما أُنزل فليقرأه على قرأة ابن أم عبد"۔

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن مصطلق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:
جسے یہ پسند ہو کہ قرآن پاک کو اسی طرح تر وتازہ پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے وہ ام معبد کے بیٹے (ابنِ مسعود) کی قرأت کو پڑھے۔

پہلا سبب:

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں کہا کہ مجھے ابوکامل فضیل بن حسین نے بتایا اور انہیں مفضل کوفی ابوعبدالرحمٰن نے بتایا اور انہیں ابراہیم بن مہاجر نے بتایا اور انہیں ابراہیم نخعی نے عبیدہ سے روایت کی حضرت عبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھو میں نے نبی پاک ﷺ کے سامنے سورہ نساء پڑھنی شروع کی جب میں آیت مقدسہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا پر پہنچا تو آپ نے اپنے قدم مبارک سے مجھے روکا میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو یہ چاہے کہ قرآن اس طرح پڑھے جیسے نازل ہوا تو وہ ام معبد کے بیٹے ابن مسعود کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ (2)

1- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 479

2- بخاری فضائل القرآن باب البکاء عند قراۃ القران جلد 2 صفحہ 55۔ بالفاظ مُقاربۃ

دوسرا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے معاملات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر رات کو غور و فکر فرمایا کرتے۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھے۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جبکہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قرأت سننے کیلئے کھڑے ہوئے جب ہم اس کو پہچاننے کیلئے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح ترو تازہ پڑھے جیسے نازل ہوا ہے۔ تو اسے چاہیے کہ ام معبد کے بیٹے ابن مسعود کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ (1)

شرح حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن سیکھو۔

1- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

2- سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ

3- ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

4- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

اس حدیث کی شرح میں شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سب میں سے زیادہ قاری تھے۔ (2)

اور بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حالت ہیئت اور سیرت کے اعتبار سے لوگوں میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ترین تھے۔

اور اسی باب میں مذکور ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل تھا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھایا کرتے۔ ام معبد آپ کی کنیت ہے۔

1- مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 25

2- مترجم اشعۃ اللمعات جلد 7 صفحہ 536

اے اللہ سعد کی دعا قبول فرما

87. أخرج الترمذی من طریق قیس بن أبی حازم عن سعد أن رسول اللّٰه ﷺ قال: "اللھمّ استجب لسعد إذا دعاك"۔

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ عزوجل سعد رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کرے تو قبول فرما۔(1)

سبب حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی دعا کب قبول ہوئی؟ فرمایا: غزوہ بدر میں جب میں نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں کے پاس سے تیر پھینک رہا تھا۔ میں تیروں کو کمان کے درمیان میں رکھتا پھر میں دعا کرتا۔

اے اللہ عزوجل! ان کافروں کے قدموں کو پھسلا دے ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کی تباہی فرمادے۔

نبی پاک ﷺ (ساتھ) کہہ رہے تھے۔

اے اللہ عزوجل! سعد رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرما۔(2)

شرح حدیث:

آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ چھٹے نمبر پر مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے کے وقت ان کی عمر 17 سال تھی۔ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ آپ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی تھی کہ نبی پاک ﷺ وفات کے وقت ان سے خوش تھے اور انہوں نے سب سے پہلے اسلام میں تیر چلایا۔ سب سے پہلے راہِ خدا میں خون بہایا۔

بقیہ تفصیل ہماری کتاب ''آسمانِ ہدایت کے جگمگ جگمگ تارے'' میں ملاحظہ ہو۔

وفقنی اللّٰه لتکمیلہ۔ (عبد المصطفیٰ غفرلہ الباری)

1- ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جلد 2 صفحہ 695

2- مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 217

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کیا

88. أخرج أحمد والترمذی وحسّنه، والحاكم عن أبيّ بن كعب سمعت رسول الله ﷺ يقول: "لولا الهِجْرة لكنت امرأً من الأنصار، ولو سلك الناس وادياً أو شِعْباً لكنتُ مع الأنْصار"۔

ترجمہ: امام احمد، حاکم وترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصاری ہوتا اور اگر لوگ وادیوں اور گھاٹیوں کی طرف نکلیں تو میں انصار کے ساتھ ہوں۔امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(1)

سببِ حدیث:

احساناتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن ابی شیبہ، مناوی اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب غزوہ حنین کے دن اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ فئی عطا فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو مؤلفۃ القلوب لوگوں میں تقسیم فرمایا اور اس مال میں سے انصار کو کچھ نہ دیا جب انہیں مال نہ ملا تو انہیں رنج ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے گروہِ انصار! کیا میں نے تم لوگوں کو گمراہ نہ پایا تھا؟ پھر اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے ہدایت دی۔

کیا میں نے تمہیں بٹے ہوئے (گروہ در گروہ) نہ پایا؟ پھر اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے جمع کر دیا۔

اور تم لوگ عیال دار (غریب) تھے پھر اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے غنی کر دیا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی چیز کا تذکرہ فرماتے تو وہ کہتے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں جواب دینے سے کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا اللہ عزوجل اور اس

1- مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 137، ترمذی ابواب المناقب باب فی فضل الانصار وقریش جلد 2 صفحہ 709، دارمی کتاب اسیر جلد 2 صفحہ 313، بخاری کتاب التمنی جلد 2 صفحہ 1076

کے رسول ﷺ نے احسان کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے تو یوں کہتے آپ صلی اللہ علیک وسلم نے ہمیں ایسا ایسا کیا۔ کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں؟ کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم اللہ عزوجل کے رسول علیہ السلام کو لے جاؤ۔ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں ایک انصاری ہوتا اور اگر لوگ وادیوں اور گھاٹیوں میں جاتے تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلتا۔

انصار لوگوں سے متصل کپڑے کی طرح ہیں اور بقیہ لوگ اس کپڑے کی طرح جو دوسرے کپڑے پر ہوتا ہے اور عنقریب میرے بعد تم ترجیحات دیکھو گے تم لوگ صبر کرنا یہاں تک کہ مجھے حوض پر آملو۔ (1)

شرح حدیث:

شکر اک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل تم پر فدا جانِ حسن تم پر فدا

اس حدیث میں مؤلفۃ القلوب کا تذکرہ ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ غزوہ حنین میں جو مال مسلمان کو حاصل ہوا نبی پاک ﷺ نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم فرمادیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے تاکہ ان کے دل میں اسلام کی محبت بیٹھے جس سے وہ پکے مسلمان بن جائیں اور اس طرح کچھ لوگوں کو ترجیح دی اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے عُیَیْنہ کو بھی اتنے ہی دیئے اسی طرح عرب کے سرداروں کو بھی اتنا ہی دیا۔

اس بات سے انصار کے دل میں عدمِ انصاف کا خیال آیا لیکن یاد رہے کہ ان کے اس طرح کہنے سے توہین کی نیت نہ تھی کیونکہ اگر توہین کی نیت ہوتی تو وہ کافر ہو جاتے۔

پھر نبی پاک ﷺ نے ان کے وسوسوں کی کاٹ کیلئے اپنے احسانات کا تذکرہ فرمایا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں کچھ احسانات کا تذکرہ فرمایا کیونکہ کل احسانات تو شمار سے ہی وراء ہیں۔ یہ تو ایسے محبوب ہیں کہ یہ سراپائے احسان ہیں ان کا ہمیں مل جانا ہم پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ جسے خود اللہ عزوجل احسان فرماتا ہے۔

1- مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 42، بخاری شریف کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف فی شوال سنۃ ثمان جلد 2 صفحہ 620، مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم ومن یخاف علی ایمانہ جلد 1 صفحہ 339

احسانات مصطفیٰ ﷺ کو مزید سمجھنے کیلئے حضرت جعفر طیار علیہ رحمۃ الغفار کی وہ تقریر بھی دل کو باغ باغ بلکہ باغِ مصطفیٰ ﷺ بنا دیتی ہے جو آپ نے نجاشی کے دربار میں کی تھی۔

اس تقریر کو تفصیل سے جاننے کیلئے سیرت کی کتب اور پارہ 7 کی پہلی آیت کی تفسیر کا مطالعہ مفید ہے۔

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

89. أخرج أحمد و مسلم عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: "لا تَسُبُّوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أنْفَقَ أحدكُم مثل أحد ذهباً ما بلغ مدّ أحدهم ولا نصيفه. رواه البرقاني في مستخرجه على الصحيح، فقال: إنَّ أحدكم لو أنْفَقَ كل يوم مثل أحد ذهباً".

ترجمہ: امام احمد و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم لوگ احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کرو تو وہ صحابہ کے ایک مُدّ اور اس کے بھی نصف تک نہ پہنچے گا"۔

امام برقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مستخرج على الصحيح" میں روایت کی کہ اگرچہ تم میں سے کوئی ہر روز اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے۔(1)

پہلا سبب:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ کلام (جھگڑا) ہو گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ آپ لوگ ان دنوں کی بدولت بلند ہوتے ہیں جن میں تم ہم سے سبقت لے گئے۔

پھر یہ بات نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے

1- ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی النھی عن سب اصحابہ رسول اللّٰہ جلد 2 صفحہ 292، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب تحریم سب الصحابہ، جلد 2 صفحہ 310، بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب لو کنت متخذاً جلد 1 صفحہ 518

لیے چھوڑ دو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ احد پہار جتنا یا پہاڑوں جتنا سونا خرچ کرو تو بھی تم میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کوئی گالی دے دی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ اگر تم لوگ اُحد پہاڑ جتنا بھی سونا خرچ کرو تو صحابہ کے مُدّ اور اس کے نصف حصّے کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ (1)

دوسرا سبب:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے احوال میں ذکر کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت خالد بن ولید اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بات ہوگئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں تم لوگ اور کہاں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان؟

اسی ذات کی قسم جس کے قبضۂ میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگ احد پہاڑ جتنا سونا بھی خیرات کرتے تو پھر بھی میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک دن کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما ہیں۔

تیسرا سبب:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوگئی حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے عبد الرحمٰن ایک یا دو دن (اسلام لانے میں) مجھ سے سبقت کر جانے سے مجھ پر فخر نہ کرو۔

یہ بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو ارشاد فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو میری سپردہی کر دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا بھی سونا خیرات کرے تو وہ ان کے نصف النصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 266، مسلم شریف حوالہ مذکورہ

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی ہوگئی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن سے تلخ کلامی سے منع کیا تھا اب تو زبیر رضی اللہ عنہ نے تلخ کلامی کی ہے۔ ارشاد فرمایا: یہ اہلِ بدر ہیں ان میں سے بعض بعض سے فضیلت کا حقدار ہے۔

شرحِ حدیث:

صحابہ کرام کے گستاخ! ٹھنڈے دل سے سوچ!

اس حدیثِ مبارکہ میں بعد میں ایمان لانے والے صحابی کو اسلام لانے میں پہل کرنے والے صحابی کی شان میں نامناسب بات کیلئے یہ گرفت کی جارہی ہے لہٰذا اس حدیث کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

جب عقل پر پردہ پڑ جائے تو اس کا علاج مشکل ہے ہاں اگر پردہ نہ ہو ذہنی پریشانی ہو اس کا علاج ممکن ہے۔ اگر تو خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ کا کوئی مصداق ہو تو اس کیلئے تو ان احادیث سے بڑھ کر بھی کچھ آجائے تو برابر، لیکن اگر گمراہی میں تھا آیت کا ابھی مصداق نہیں بنا تو پھر ایسے شخص کو تنقید وتوہین کا چشمہ اتار کر اپنے آپ کو طالبِ ہدایت سمجھ کر ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ جب عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے بعد میں اسلام لانے والے صحابی کو بھی اپنے سے بڑے مرتبے والے صحابی کی توہین وبے ادبی کرنے سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمائیں اور ایسے صحابی کو منع کیا جا رہا ہے جسے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب ملا ہے۔

تو اے جاہل! ذرا سوچ کہ تیرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بلا شگاف زبان درازی کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا ان کو گالیاں دینا کیا باعثِ ہلاکت نہیں اور تو شیطان کی چال کو سمجھنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے اس عمل بد کے سبب خود کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عاشق سمجھتا ہے تو کیسے ان کا پیارا بن سکتا ہے جن کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں میرے کسی بھی صحابی کو برا نہ کہو تمہارے زندگی بھر کے اعمال ان کے ایک دن کے عمل کے بھی برابر نہیں ہو سکتے ان کے حق میں تو قرآن اترا ہے۔ انہوں نے تو شب وروز محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے من اللہ الھدایۃ۔

مزید تفصیل کیلئے ''آسمانِ ہدایت کے جگمگ جگمگ تارے'' ملاحظہ فرمائیں۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی)

صحابی رسول ﷺ کی برکتیں

90. أخرج الترمذی عن بریدة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ ما من أحد من أصحابی یموت بأرض إلا بُعِثَ قائدًا أو نوراً لهم یوم القیامة۔

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا جو بھی صحابی جس زمین پر فوت ہوگا قیامت کے دن اس صحابی کو اس زمین والوں کیلئے رہنما اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔[1]

سببِ حدیث:

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ وادیٔ قُرٰی میں وصال فرما گئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرا صحابی جس بھی شہر میں فوت ہوگا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس صحابی کو اس شہر والوں کا سردار بنا کر اٹھائے گا۔

شرحِ حدیث:

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

جنتی لوگ

91. أخرج الترمذی عن سعید بن زید بن عمرو و ابن نُفیل عن النبی ﷺ قال: "عشرةٌ فی الجنّة أبو بکر فی الجنّة وعُمر فی الجنّة وعلی وعثمان والزبیر وطلحة وعبد الرحمن وعبیدة وسعد بن أبی وقاص، قال فعدّ هؤلاء التسعة وسکت عن العاشر۔ فقال القوم ننشدك اللّٰه یا أبا الأعور من العاشر؟ قال: نشدتمونی باللّٰه۔ أبو الأعور فی الجنة۔ قال هو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل"۔

ترجمہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دس افراد جنتی ہیں۔

1- ترمذی شریف ابواب المناقب باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 2 صفحہ 706

ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی، عمر رضی اللہ عنہ جنتی، علی رضی اللہ عنہ جنتی، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جنتی، عبیدہ رضی اللہ عنہ جنتی، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنتی۔

راوی نے نو کے نام لیے لیکن دسویں کا نام لینے میں خاموش ہو گئے لوگوں نے کہا اے ابوالاعور تمہیں اللہ عزوجل کی قسم بتائیں کہ دسواں جنتی کون ہے؟

پھر فرمانے لگے: تم مجھے اللہ عزوجل کی قسم دیتے ہو تو وہ دسواں ابوالاعور جنتی ہے جس کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے۔(1)

سببِ حدیث:

شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے سُنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے تھے کہ کاش میں کسی زندہ جنتی کو دیکھ لوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جنتی ہوں۔

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم کے جنتی ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتیوں کا تذکرہ فرمایا۔

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جنتی ہوں، تو جنتی ہے، عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہے، علی رضی اللہ عنہ جنتی ہے، طلحہ رضی اللہ عنہ جنتی ہے، زبیر رضی اللہ عنہ جنتی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہے، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جنتی ہے اور دسواں بیان نہ کیا لوگوں کے قسم دینے پر آپ نے فرمایا دسواں میں یعنی سعید بن زید رضی اللہ عنہ جنتی ہوں۔(2)

(اللہ عزوجل کی ان سب پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بخشش ہو)

شرحِ حدیث:

بااختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ رب العالمین کی عطا پر کروڑوں جان قربان جس نے اپنے محبوب کو بااختیار بنایا کہ یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس کو جو مرضی عطا فرمائے۔ اور میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کے بھی کیا کہنے جو بھکاری

1- ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جلد 2 صفحہ 695

2- تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 2 صفحہ 176

جو کچھ مانگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے جاتے ہیں اور ہم جیسے نکموں کو بھی اپنے ارشاد مبارک:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی۔

ترجمہ: میرا رب عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

سے ڈھارس بندھا دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا قید فرمایا نہ وقتِ عطا کو خاص کیا نہ وقتِ تقسیم کو، عطا کو معین فرمایا نہ تقسیم کو اور ہمارا بھی بھلا ہو گیا کہ آپ نے کسی سوالی کو بھی خاص نہ کیا جو بھی آیا جب بھی آیا اس در سے خالی نہ پھرا کیونکہ:

خالق کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا
دونوں جہاں دے دیئے قبضہ و اختیار میں
مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

جس وقت مانگا اسے ہاتھوں ہاتھ عطا فرمادیا دیر کتنی لگی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھئے فرماتے ہیں:

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور اگر کسی نے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کر دیا تو بس اسی پر ختم نہیں بلکہ اس سے پوچھا اور کہا اور چاہیے تو مانگ لو۔

ایک خادم حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے جب ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے تو فرمایا:

اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض کرتے ہیں:

اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ۔

اللہ، اللہ، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جنت میں وہ مقام چاہیے جہاں آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قرب ہو۔ ارشاد فرمایا:

ربیعہ یہ تو مل گئی۔ اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ۔ کچھ اور مانگ لو۔(1)

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
سو سوالوں سے یہی اک سوال اچھا ہے

1- مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ جلد 1 صفحہ 193، مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ 84

بھر کے جھولی میرے سرکار ﷺ نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیے

يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ اَنَا اَسْئَلُكَ زِيَارَتَكَ وَ شَفَاعَتَكَ يَوْمَ الشَّفَاعَةِ۔(عبدک الفقیر والحقیر شاہد محمود مدنی عطاری)

میرے آقا ﷺ کو سب پتا ہے جنتی کون دوزخی کون؟

92. أخرج مسلم عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ أنه قال "والذى نفس محمد بيده لا يسمع بي أحد من هذه الأمّة يهودى ولا نصرانى ثم يموت ولم يؤمن بالذى أُرسلت به إلا كان من أصحاب النّار"۔

ترجمہ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اس امت کے ہر اس یہودی اور نصرانی کے متعلق مجھے یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ دوزخی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لایا اور مر گیا۔(1)

سبب حدیث:

دار قطنی رضی اللہ عنہ نے "افراد" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نبی پاک ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے ایک نصرانی کو دیکھا جو انجیل شریف کو مانتا ہے لیکن آپ ﷺ کی اتباع نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک یہودی کو دیکھا جو تورات مقدس کو مانتا ہے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیک وسلم کی اتباع نہیں کرتا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس یہودی اور نصرانی کے متعلق مجھے یہ سنایا گیا کہ اس نے میری پیروی نہیں کی وہ دوزخی ہے۔

شرح حدیث:

کیا عیسائی اور یہودی مسلمان ہیں؟

اس سے پتہ چلا کہ اگر آج بھی عیسائی اور یہودی دعویٰ کریں کہ ہم اپنی کتابوں پر ایمان

1- مسلم شریف کتاب الایمان، ... جلد 1 صفحہ 86

رکھتے ہیں اپنے رسول علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں تو ان کے اس دعوے سے ان کی نجات نہ ہوگی بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اشهد ان لا اله الّا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ واشهد انّ محمداً عبدهٗ ورسوله۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی)

رات کو گھر سے نکلو تو......

93. **نوٹ:** جس نسخہ سے فقیر نے ترجمہ کیا اس میں یہاں پر کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی تاہم آنے والے سبب حدیث کے مطابق حدیث خود اپنی طرف سے پیش کرتا ہوں جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی عفی عنہ الغنی)

عن ابی هريرة عن النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قال أطفؤا السراج واغلقوا الابواب وخمروا الطعام والشراب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''چراغ بجھا دو دروازے بند کردو اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دو''۔[1]

سبب حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام کیلئے رات کو گھر سے نکلے اور دروازہ کھلا ہی چھوڑ گئے پھر جب واپس تشریف لائے تو گھر کے درمیان میں شیطان کو کھڑا پایا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خبیث! میرے گھر سے نکلو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب رات کو اپنے گھر سے نکلو تو دروازوں کو بند کرلو''۔

شرح حدیث:

یہ حکم استحباب کیلئے ہے فرض و واجب نہیں جیسا کہ سبب حدیث سے واضح ہو رہا ہے اس طرح کرنے میں گھر اور برتنوں کی حفاظت ہے۔

1- مسند امام احمد جلد 2 صفحہ 363

بیوی اور شوہر زندگی گزارنا سیکھیں!

94. (حديث أم زرع)

نوٹ: جس کتاب سے فقیر نے ترجمہ کیا اس نسخہ میں صرف مذکورہ اشارہ ہی ہے حدیث ذکر نہیں کی گئی البتہ یہ حدیث مسلم و بخاری میں مذکور ہے بخاری کے حوالہ سے ذکر کرتا ہوں۔ (عبدالمصطفیٰ مدنی عفی عنہ الغنی)

عروہ کا بیان ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گیارہ عورتوں نے ایک جگہ مل کر عہد و معاہدہ کیا کہ اپنے اپنے خاوند کی کوئی بھی بات نہیں چھپائیں گی ساری بیان کریں گی۔

1- ان میں سے ایک نے کہا میرا خاوند دبلے پتلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے۔ جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ اس تک پہنچنا آسان ہو اور نہ وہ اتنا عمدہ ہو کہ اس کی طرف جانے کی کوئی تکلیف اٹھائے۔

2- دوسری کہنے لگی میں تو اپنے خاوند کا ذکر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اگر اس کا ذکر کیا تو کہیں چھوڑ نہ دوں اور نہ مجھے اس کی تمام ظاہر و باطن خامیوں کا علم ہے۔

3- تیسری نے کہا میرا خاوند ایک لمبا سا آدمی ہے اگر اس کی خامیاں بیان کروں تو طلاق دے دی جائے گی اور اگر بیان نہ کروں تو مجھے لٹکایا ہوا ہے۔

4- چوتھی نے کہا میرا خاوند وادی تہامہ کی آب و ہوا کی طرح معتدل ہے نہ گرم نہ سرد نہ ڈرتا ہے نہ اکتاتا ہے۔

5- پانچویں نے کہا میرا خاوند گھر میں چیتا اور باہر شیر ہے جو کہتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں۔

6- چھٹی نے کہا میرا خاوند کھانے کیلئے بیٹھے تو سب کھا جائے پینے لگے تو ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑتا سونے لگے تو اکیلا ہی پڑا رہتا نہ مجھے ہاتھ لگاتا ہے اور نہ ہی میرا حال پوچھتا ہے۔

7- ساتویں نے کہا میرا خاوند جاہل نادان اور کاہل انسان ہے میرے اوپر اوندھا پڑا رہتا ہے دنیا بھر کے سارے عیب اس میں جمع ہیں ذرا سی بات پر سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑ دے یا دونوں ہی کام کر گزرے۔

8- آٹھویں نے کہا میرے خاوند کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح ہے لیکن اس کی خوشبو

زعفران کی طرح ہے۔

9- نویں نے کہا میرے خاوند کا مکان عالی شان ہے طویل پر تلے اور راکھ کے ڈھیروں والا ہے اس کے قریب ہی پنجائت گھر ہے۔

10- دسویں نے کہا میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیسا مالک ہے؟ وہ ہر خوبی والا ہے اس کے پاس بہت سے اونٹ ہیں جو جابجا گھر کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں مہمانوں کیلئے ان کو ذبح کرواتا ہے۔ جہاں وہ گھنٹی کی آواز سنتے ہیں تو ذبح کا یقین کر لیتے ہیں۔

11- گیارہویں عورت نے کہا میرے خاوند کا نام ابوذرع ہے ابوذرع کا کیا پوچھنا اس نے زیورات سے میرے کانوں کو جھکا دیا، کھلا پلا کر میرے بازوؤں کو چربی سے موٹا کر دیا کہ میں اپنے موٹاپے کو محسوس کرنے لگی شادی سے پہلے چند بھیڑ بکریوں سے میں بڑی مشکل سے گزر بسر کر رہی تھی لیکن ابوذرع نے مجھے کثیر گھوڑوں، اونٹوں اور کھیتوں کا مالک کر دیا اتنی جائیداد کا مالک ہونے پر بھی اس کا مزاج بڑا عمدہ ہے۔ میں بات کروں تو وہ برا نہیں مناتا میں سو جاؤں خواہ صبح تک وہ مجھے نہیں جگاتا اپنی مرضی کے مطابق کھاتی پیتی ہوں۔

ابوذرع کی ماں یعنی میری ساس کا کیا کہنا اس کے صندوق بھرے پڑے ہیں اور گھر کشادہ ہے اور ابوذرع کا بیٹا نہایت نازک اندام پتلا اور جھریرے جسم کم خوراک اتنا کہ چو ماہی بکری کی ایک ہی دستی میں شکم سیر ہو جائے ابوذرع کی بیٹی کی کیا بات باپ اور ماں کی لاڈلی اور فرماں بردار ہے لیکن سوکن کے دل کی جلن ہے۔

ابوذرع کی لونڈی کا بھی کیا کہنا ہماری باتوں کو ادھر اُدھر نہیں پھیلاتی اور نہ ہی گھر کے کسی راز کو فاش کرتی ہے۔ کوئی چیز چُرا کر نہیں کھاتی اور گھر کی مکمل صفائی رکھتی ہے اور گھر کو صاف رکھنے میں کوتاہی نہیں کرتی۔

اس کا بیان ہے کہ ایک دن ابوذرع ایسے وقت گھر سے باہر نکلا کہ میں دودھ سے مکھن نکال رہی تھی اسے ایک عورت ملی جس کے چیتے کی طرح دو بچے تھے جو اس کے زیر بغل پستانوں سے کھیلتے ہوئے دودھ پی رہے تھے بس اس نے مجھے طلاق دے کر اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد میں نے مجبوراً ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو بہترین گھوڑ سوار اور نیزہ بازی کا شوقین تھا اس نے مجھے بہت سے جانور اور ہر قسم کے اسباب سے ایک جوڑا دیا مجھے اجازت دی کہ جتنا چاہو کھاؤ پیو

اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلاؤ لیکن اس نے جتنا مال مجھے دیا اس کے ساتھ تو ابوذرع کا ایک برتن بھی نہیں بھرے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میں بھی تمہارے لیے اسی طرح ہوں جیسے ابوذرع ام ذرع کیلئے تھا''۔ (1)

سببِ حدیث:

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے اپنے باپ کے مال پر فخر کیا کہ ان کے پاس زمانہ جاہلیت میں اتنے اتنے ہزار اوقیہ تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:
اے عائشہ رضی اللہ عنک! خاموش ہو جا کیونکہ میں تمہارے لیے ایسے ہی ہوں جیسے ام ذرع کیلئے ابوذرع تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں گیارہ عورتیں جمع ہوئیں انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ جھوٹ نہ بولیں بلکہ سچ سچ ہر ایک اپنے شوہر کے تمام عیوب و اوصاف بیان کرے پھر مکمل حدیث سابق بیان فرمائی۔ (2)

شرحِ حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے میکے والوں پر فخر کر کے سسرال میں لڑائی جھگڑا نہ پیدا کرے بلکہ سسرال والے جیسے بھی ہوں صبر و شکر کر کے ہر جگہ ان کے اوصاف ہی بیان کرے میکے جا کر بھی ان کے عیوب کو چھپائے نہیں تو فتنہ اور بالآخر طلاق۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نام اچھے ہیں

95. أخرج مالك والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی عن جبیر بن مطعم أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: "إن لی أسماء۔ أنا محمد، وأنا أحمد، وأنا الماحی الذی یمحو بعدی الکفر وأنا الحاشر الذی یُحشر الناس علی قدمی"۔

1- بخاری کتاب النکاح باب حسن المعاشرۃ مع الاہل جلد 2 صفحہ 779، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل عائشہ ...

ترجمہ: امام بخاری، مسلم، مالک، ترمذی ونسائی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کچھ نام ہیں۔

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میرے بعد کفر محو یعنی ختم ہو جائے گا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کو جمع کیا جائیگا۔ (1)

سببِ حدیث:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو جہل بن ہشام جب مکہ میں آیا اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل چکے تھے تو ابو جہل نے کہا:

اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں پہنچ چکا ہے اور اس نے اپنے ہراول لشکروں کو بھیج دیا ہے اور وہ تمہیں تکلیف دینا چاہتا ہے تم لوگ اس کے طریقہ پر عمل کرنے اور اس کے قریب جانے سے بھی رُکو وہ نقصان پہنچانے والے شیر کی طرح ہے۔

اور گروہ تم پر زبردستی بھی کرے تو تم اسے اس طرح ختم کرنا جس طرح چیچڑی بکریوں کو۔

اور اللہ عزوجل کی قسم اس کے پاس ایسا جادو ہے جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میں نے شیطان کو دیکھا ہے اور تم لوگ قبیلہ کے بچوں کو تو جانتے ہی ہو ایک نے اپنے دشمن سے مدد مانگی تھی۔

مطعم بن عدی نے کہا: اے ابو الحکم (ابو جہل) تو سب سے سچا ہے اور تو ان بھائیوں کو بھی بچانے کیلئے ڈراتا ہے جن کو تم چھوڑ چکے ہو اور تم لوگوں نے جب یہ کام کرلیا ہے تو اب اس سے لوگوں کو روکتے رہو۔

ابو سفیان بن حارث نے کہا: جس حال پر تم لوگ ہو اسی پر سختی سے رہو کیونکہ اگر بنو قیلہ تم پر غالب آجائیں تو وہ تمہیں کوئی امان وحفاظت نہ دیں گے۔ اور اگر تم ان کی اطاعت کرو تو انہیں کنانہ کی خبر بتادو یا تم محمد کو اپنے پاس سے نکال دینا (معاذ اللہ) تو وہ تنِ تنہا رہ جائے گا۔

اور بہر حال بنو قیلہ تو وہ اور ان کے اہل ذلت میں برابر ہیں میں تمہیں ان کی سعادت کی بات بتاتا ہوں۔

1- مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ جلد 2 صفحہ 261، ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد 2 صفحہ 572، بخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 501، دارمی جلد 2 صفحہ 409

شعر: عنقریب مجھ سے تم بہت زیادہ عطیات لوگے قریبی اور دوری کی بنا پر اور خزرجی لوگ تو اہلِ ذلت ہیں جب کہ وہ فراوانی و دولت کے باوجود بزدل ہیں۔

یہ بات نبی پاک ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور انہیں قتل کروں گا اور ان پر ضرور سختی کروں گا اور انہیں ضرور ہدایت دوں گا حالانکہ وہ مجھے پسند نہیں کرتے کہ مجھے اللہ عزوجل نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اللہ عزوجل اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک اس کا دین غالب نہ ہو جائے۔

میرے پانچ نام ہیں:

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ عزوجل کفر کو ختم فرمائے گا اور میں حاشر ہوں جس کے ہاتھوں پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور میں عاقب (انجام دینے والا) ہوں۔

امام احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔[1]

میٹھا میٹھا ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

میرے آقا ﷺ کے سب نام اچھے اور اعلیٰ ہیں لیکن ان میں نامِ محمد کی تو بہت ہی اعلیٰ ہے قرآن پاک میں بھی آپ ﷺ کو اسی نام سے خطاب کیا گیا ہے۔ اور نامِ محمد کے کیا کہنے۔ مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے ''جمع الوسائل'' میں لکھا ہے کہ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ ﷺ کا نام محمد رکھا گیا اور کعب احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر ساتوں آسمانوں جنت کے محلات اور بالا خانوں پر حوروں کے سینہ پر جنت کے درختوں پر اور درختوں کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان محمد لکھا ہوا ہے۔

اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم جو شخص تمہارا نام یعنی محمد رکھے گا۔ میں اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا میں اسے آگ میں نہیں ڈالوں گا۔

اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دستر خوان پر محمد یا احمد نامی ہوگا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا۔[2]

1- مجمع الزوائد کتاب المغازی باب سریۃ حمزہ رضی اللہ عنہ جلد 6 صفحہ 86

2- جمع الوسائل جلد 2 صفحہ 227-226، رسالہ نثر الدرر علی مولد ابن حجر - علامہ سید احمد بن عبد الغنی بن عمر بن عابد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ مولد العروس علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی

اور محمد کا معنیٰ ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے اور تعریف اس کی ہوتی ہے۔ جس میں کوئی عیب نہ ہو لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ میں کوئی عیب نہیں یہی بات جب کفار کی سمجھ میں آئی کہ محمد تو کہتے ہی اسے ہیں جس میں عیب نہ ہوں جبکہ ہم تو ان کے عیب بیان کرتے ہیں اور جب محمد کہتے ہیں تو عیبوں کی تو نفی ہوگئی لہٰذا ان کو مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہا جائے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے قریش کے سب وشتم گالی گلوچ کو کس طرح دور فرمایا وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جب کہ میں تو محمد ہوں۔ ﷺ (1)

علامہ سیوطی شافعی علیہ رحمۃ الکافی نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ امام سخاوی علیہ رحمۃ الحاوی فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی بہت زیادہ ہیں کہا گیا کہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے۔ (2)

مجھے قرآن سننا اچھا لگتا ہے

96. أخرج احمد و الحاكم عن ابن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ:

"رضيتُ لأمّتي ما رضى لها ابن أم عبْد"۔

ترجمہ: امام احمد و حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اپنی امت کیلئے وہ چیز پسند ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو میری امت کیلئے پسند ہے"۔ (3)

سببِ حدیث:

ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "قرآن پڑھو"۔

1- بخاری کتاب المناقب باب ما جاء فی اسماءِ الرسول ﷺ جلد 1 صفحہ 501

2- المورد الروی فی مولد النبی ﷺ۔ علامہ سیوطی علیہ رحمۃ الکافی

3- مستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ جلد 3 صفحہ 318، تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 1 صفحہ 156

آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے میں (آپ کے سامنے) کیسے پڑھوں؟

ارشاد فرمایا: مجھے کسی سے قرآن سننا اچھا لگتا ہے پھر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء شروع کی پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (1)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔ (کنزالایمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے سے روک دیا اور ارشاد فرمایا: کوئی کلام کرو۔ آپ نے ابتداء کلام میں اللہ عزوجل کی حمد کی اور درود پاک پڑھا اور حق کی شہادت دی اور بولے ہم اللہ عزوجل کے رب ہونے دین کے اسلام ہونے پر راضی ہیں (اے لوگو) میں نے تمہارے لیے وہ چیز پسند کی جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں تمہارے لیے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جو تمہارے لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کرے"۔ (2)

شرح حدیث:

اس حدیثِ مبارکہ سے پتا چلا کہ خواہ بندہ خود کتنا ہی عالیشان ہو اسے بھی قرآنِ پاک سننے کا شوق ہونا چاہیے۔ اور قرآن پاک اس طرح سنے کہ پڑھے جانے والے حروف و آیات کے معانی سمجھے اور اپنے اندر اس کا اثر قبول کرے۔

اور اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قاری قرآن کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی۔ رضی اللہ عنہ۔

نیز یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ قرآن صرف سننے کیلئے ہی نہیں بھیجا گیا بلکہ اصل مقصود اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا ہے لہٰذا جب آپ قرآن پاک پڑھیں یا سنیں تو ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ و تفسیر بھی پڑھیں تا کہ فہم قرآن حاصل ہو نیز فی زمانہ بہت سے لوگ فہم قرآن کے نام پر لوگوں کو

1- پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 41

2- ترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورۃ النساء جلد 2 صفحہ 599، ابنِ عساکر جلد 1 صفحہ 156

جمع کر کے قرآن کے مضامین کو بدلنے کی ناپاک سازشیں کر رہے ہیں لہٰذا بہت ضروری ہے کہ قرآن کی فہم صحیح کیلئے کسی صحیح ترجمہ وتفسیر قرآن کا انتخاب کیا جائے اس سلسلے میں کنز الایمان شریف ترجمہ قرآن لینا مفید ہوگا۔ اسی ترجمے کی صرف ایک خصوصیت ملاحظہ فرمالیں کہ کس طرح مفہوم قرآن کو درست بیان کرتے تھے۔ مثلاً:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ترجمہ عموماً یوں کیا جاتا ہے:

''شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا ہے''۔ (عام تراجم)

جبکہ کنز الایمان میں اسی کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحمت والا''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اب دونوں ترجموں میں فرق ملاحظہ کریں:

1- پہلے ترجمے میں ابتداء لفظ شروع آیا پھر کرتا ہوں پھر میں اور چوتھے نمبر پر اللہ عزوجل کا نام۔ تو ابتدا تو لفظ شروع سے ہوئی نہ کہ اللہ عزوجل کے نام سے۔ جبکہ ترجمہ کنز الایمان میں سب سے پہلے یہی اللہ عزوجل کا نام آتا ہے۔

2- پہلے ترجمے میں کرتا ہوں مذکر کا لفظ لیا گیا ہے جبکہ اگر مونث اسی کو پڑھے تو اس کو ترجمہ میں تبدیلی کر کے مونث الفاظ کرتی ہوں پڑھنا ہوگا جبکہ ترجمہ کنز الایمان میں اسی قسم کی تبدیلی نہیں کرنا پڑتی۔

3- پہلے ترجمہ میں اللہ عزوجل کے نام سے پہلے لفظ ''میں'' آتا ہے اور یہ بھی مناسب نہیں کیونکہ میں تو انسان کو لے ڈوبتی ہے جبکہ ترجمہ کنز الایمان میں ''میں'' سے بری ہیں۔

یہ تمام تفصیل صرف سمجھانے کیلئے ہے باقی کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

اسی طرح تفسیر قرآن کا بھی معاملہ ہے اسی لیے اگر آپ کو مختصر تفسیر قرآن پڑھنا ہو تو مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''نور العرفان'' یا پھر نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''خزائن العرفان'' کا مطالعہ فرمائیں اگر بالتفصیل پڑھنا ہو تو ''تفسیر نعیمی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

جنگ تو پھر جنگ ہی ہے

97. أخرج أحمد والبخاری ومسلم وأبوداود والترمذی عن جابر قال:
قال رسول اللہ ﷺ: "الحربُ خُدْعة"۔

ترجمہ: امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنگ دھوکہ ہے''۔(1)

پہلا سبب:

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ قریظہ کو فرمایا: ''جنگ دھوکہ ہے''۔

راوی کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی تھے جن کا نام مسعود تھا اور وہ بہت چغلخور تھے جب خندق کے دن اہل قریظہ نے ابوسفیان کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ ہماری طرف بندے بھیجیں جو ہمارے مددگار ہوں تاکہ ہم مدینہ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کریں اور خندق کی طرف سے قتال کریں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بڑی ناگوار گزری کہ ہم پہ دونوں طرفوں سے حملہ کیا جائے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسعود کو فرمایا۔

اے مسعود! ہم نے بنوقریظہ کی طرف یہ پیغام بھیجا ہے کہ وہ ابوسفیان کی طرف بندے بھیجے کہ جب ابوسفیان ان کو بھیجے گا تو وہ بنوقریظہ کے پاس آکر ان سے قتال کردیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ بات صبح کو ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ابھی مقابلہ نہیں ہوا تھا کہ ابوسفیان آیا اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا۔ اللہ عزوجل کی قسم! (آپ نے سچ کہا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ نے ان کی طرف کسی کو بھی نہیں بھیجا۔

دوسرا سبب:

ابن جریر نے ''تہذیب الآثار'' میں ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ بنوقریظہ نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو خندق کے دن یہ پیغام بھیجا کہ وہ ثابت قدم رہیں۔ ہم مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کریں گے یہ بات نعیم بن مسعود اشجعی نے سن لی اور یہ عیینہ بن حصن کے پاس تھا جب بنوقریظہ نے احزاب کی طرف یہ پیغام بھیجا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے بھی شاید ان کو (ابوسفیان) یہی کہا ہوا ہے۔ نعیم یہ بات سنتے ہی

1- ترمذی ابواب الجہاد باب ماجاء فی الرخصت والکذب والخدیعۃ فی الحرب جلد 1 صفحہ 430، ابنِ ماجہ کتاب الجہاد باب الخدیعۃ فی الحرب جلد 2 صفحہ 203، مسند امام احمد جلد 3 صفحہ 297

نبی پاک ﷺ کے پاس سے اٹھ کر غطفان کے پاس گیا تا کہ انہیں خوشخبری دے اور نعیم وہ آدمی ہے جس نے کوئی بھی حدیث نہیں بیان کی تھی جب نعیم نے غطفان کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ اللہ عزوجل کی طرف سے وحی آئی ہے یا آپ صلی اللہ علیک وسلم کی اپنی رائے ہے کیونکہ بنو قریظہ کا معاملہ اس سے آسان ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم ایسی بات کریں جس سے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر کوئی حرف آئے۔

ارشاد فرمایا: یہ میری اپنی رائے ہے کہ جنگ دھوکہ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے نعیم کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ اسے کہے کہ جو بات تو نے سنی ہے اور لوگوں کو بتانا چاہتا ہے وہ بات کرنے سے تو خاموش رہ کسی کو بھی نہ سنانا پھر نعیم واپس پلٹ آیا یہاں تک کہ عینیہ بن حصن اور ان کا ساتھی اس کے پاس آئے نعیم نے کہا: کیا تم لوگ جانتے ہو محمد ﷺ حق کے علاوہ نہیں فرماتے؟

انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: نبی پاک ﷺ نے مجھے فرمایا تھا اس بارے میں جو بنو قریظہ نے تمہیں پیغام بھیجا تھا کہ شاید ہم نے بھی یہی حکم دیا ہے پھر مجھے منع فرمادیا کہ میں تمہیں یہ بات بتاؤں پھر عینیہ گئے یہاں تک کہ ابو سفیان کو ملے اور انہیں ساری بات بتائی تو اس نے کہا تم لوگ بنو قریظہ کے مکر میں ہو تم لوگ کوچ کرو یہ ان کی ایک سازش ہے اسی وجہ سے لوگوں کو جنگ میں دھوکا دینے کی اجازت دی گئی ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ کا قول:

لَعَلَّنَا نَحْنُ اَمَرْنَا هُمْ بِذٰلِكَ۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد دو صورتوں کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ آپ کے اپنے حکم سے ہے یا کسی اور کے کہنے سے اور یہ وہ سچائی ہے جس میں کوئی عیب نہیں اور یہ کذب جھوٹ سے روگردانی ہے۔

تیسرا سبب:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابی کو یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کھلی اجازت دے دیں ارشاد فرمایا:

''لڑائی دھوکہ بازی ہے جاؤ جو چاہو کرو''۔

شرح حدیث:

ان احادیث سے پتہ چلا کہ اگر کفر واسلام کی لڑائی ہو اور کفار مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہوں تو اسلام اور کلمہ حق کے اعلاء و بلندی کیلئے انہیں دھوکہ دے کر فتح حاصل کرنا جائز ہے۔

اس کی مزید تفصیل اگلی حدیث میں بیان ہوگی۔

جھوٹ بولنے کی جائز صورتیں

98. أخرج إبن جزير في تهذيبه والخرائطي في مساوئ الأخلاق، والبيهقي في شُعَب الايمان من طريق شَهْرِ بن حوشب عن الزبرقان، عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله ﷺ: "مالي أراكم تتهافتونَ في الكذب كما تتهافت الفراش في النار ألا أن كل كذب مكتوب على ابن آدم إلا في ثلاث: كذب الرجل امرأته ليرضيها، وكذب الرجل للحرب، فإن الحرب خُدعة، وكذب الرجل في الاصلاح بين الرجلين فإن الله تعالى يقول: لا خيرَ في كثيرٍ منْ نجْواهُم إلَّا منْ أمرَ بِصَدقةٍ أو معْروف أو إصلاح بين الناس۔

ترجمہ: ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تہذیب'' میں اور خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مساوی الاخلاق'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ سے حضرت زبرقان رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس قدر جھوٹ بولتا دیکھتا ہوں جیسے آگ میں روئی کا بہت زیادہ گرنا۔

خبردار! انسان بنی آدمی کا ہر جھوٹ اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے سوائے تین جھوٹوں کے۔

1- اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے جھوٹ بولنا۔

2- لڑائی کے وقت جھوٹ بولنا کیونکہ لڑائی دھوکہ ہے۔

3- اور دو مسلمانوں میں صلح کروانے کیلئے جھوٹ بولنا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ۔ (پارہ 5 سورۃ النساء 114)

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

امام احمد و ابن جریر و طبرانی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اسماء بنت یزید نے خبر دی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہیں کونسی چیز اس پر ابھارتی ہے کہ تم اس قدر جھوٹ بولو جس طرح آگ میں روئی گرتی ہے۔ (یاد رکھو) انسان کا ہر جھوٹ اس کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔ سوائے تین جھوٹوں کے''۔

1- اپنی بیوی کو راضی کرنے کیلئے۔
2- دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کیلئے جھوٹ بولنا۔
3- جنگ میں دھوکہ دیتے ہوئے جھوٹ بولنا۔[1]

پہلا سبب:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلہ بھیجا قافلے والے ایک آدمی کے پاس ٹھہر گئے اس آدمی نے انہیں ایک سالہ بکرا یا بکری دی کہ اسے ذبح کرلو تو انہوں نے اسے ذبح کرنے سے انکار کردیا اس کے ہاں ایک سائبان تھا جس میں اس کی بکریاں تھیں انہوں نے اسے کہا کہ اپنی بکریوں کو سائبان سے نکالو تاکہ ہم سایہ میں ہو جائیں اس نے کہا مجھے بکریوں کے بارے میں اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو گرم لُو نہ لگ جائے۔

ان لوگوں نے کہا ہمیں ہماری جانیں تیری بکریوں سے محبوب ہیں۔ انہوں نے بکریوں کو نکالا اور خود سائے میں چلے گئے۔ جب بکریاں سائے سے نکل گئیں تو بکریوں کا مالک وہاں سے نکلا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس فعل کی خبر دی۔ شکایت کی جب وہ قافلے والے واپس آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: اللہ عزوجل کی قسم! جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، ایسا نہیں ہے۔

1- مجمع الزوائد کتاب العلم باب فی ذم الکذب جلد 1 صفحہ 361

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی بہتر اور سچا ہے وہ سچ بولے لہٰذا ایک آدمی نے پورا قصہ سنا دیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جھوٹ میں اس طرح گر رہے ہو جیسے روئی آگ میں گرتی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

ہر جھوٹ نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ سوائے تین جھوٹ کے۔

1- جنگ میں جھوٹ بولنا کیونکہ جنگ دھوکہ کا ہی نام ہے۔

2- دو مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے میں جھوٹ۔

3- اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا۔

شرحِ حدیث:

فرشتوں کو دور نہ کرو

جھوٹ ایسی برائی ہے کہ جس کو ہر مذہب نے برا کہا ہے۔ اور ہر ایک کے ہاں حرام ہے۔ اور اسلام میں بھی بڑی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (1)

جھوٹے لطیفے باعثِ ہلاکت:

امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی رحمۃ اللہ علیہم نے بروایت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہے، اس شخص کیلئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے۔ (2)

اس حدیث مبارکہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو سارا دن اور رات دوستوں میں بیٹھے جھوٹے جھوٹے لطائف گھڑ کر دوستوں کو ہنساتے اور ان سے داد لیتے ہیں۔ اللہ عزوجل مجھے اور سب مسلمانوں کو معاف فرما دے۔

اٰمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دائماً ابداً۔

1- ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الصدق والکذب جلد 2 صفحہ 461

2- ابوداؤد کتاب الادب باب التشدید فی الکذب جلد 2 صفحہ 333

خاتمہ

الحمد للّٰه علٰی منه و کرمه۔

اس کتاب کا ترجمہ 12-12-2005 بروز پیر شروع کیا اور 28-02-2006 کو شام 7 بجے ختم کیا۔

اور پھر یکم مارچ 01-03-2006 کو اس کی شرح شروع کی اور 17-04-2006 کو رات 10:11 پر ختم کر کے بارگاہِ رب الانام میں قبولیت کیلئے دست بدُعا ہوا۔

اللہ رب العالمین کے حضور آج بھی دُعا گو ہوں کہ جن جن مقاصد کیلئے اِس کتاب کو لیا اور اس کی توفیق سے محنت کی اللہ عزوجل اِن کو پورا فرمائے۔

اور اپنے معزز قارئین علمائے کرام سے عرض گزار ہوں کہ بندہ ناچیز کی اس کوشش میں یقیناً بہت غلطیاں ہوں گی جہاں جہاں محسوس فرمائیں ضرور مطلع کریں انشاءاللہ شکریہ کے ساتھ رجوع کرنے والا پائیں گے۔

اللہ عزوجل ہمیں جہالتوں کی تاریکیوں میں علمِ دین کی روشنی کے چراغ جلاتے رہنے کی ہمت و توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ طٰهٰ و یٰس صلی اللّٰه علیه وسلم۔

خادم العلم والعلماء

شاہد محمود مدنی عطاری

(عفی عنہ الباری)

مراجع وماخذ

نمبر شمار	فن کا نام اور کتاب کا نام	مطبوعہ
1	قرآن پاک ترجمہ کنز الایمان	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
	تفسیر	
2	تفسیر ابن عباس	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
3	تفسیر جلالین	مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
4	تفسیر خزائن العرفان	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
5	تفسیر روح البیان	دار الکتب الایمان بیروت لبنان
	حدیث	
6	صحیح بخاری	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
7	صحیح مسلم	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
8	ترمذی	فاروقی کتب خانہ ملتان
9	نسائی	مکتبہ امدادیہ ملتان
10	ابوداؤد	مکتبہ حقانیہ ملتان ومکتبہ امدادیہ ملتان
11	ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
12	مجمع الزوائد	دار الفکر بیروت (لبنان)
13	عمدۃ القاری	دار الحدیث ملتان
14	فتح الباری	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
15	مسند امام احمد	دار صادر بیروت ودار المعارف مصر
16	دارمی	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
17	مصنف عبد الرزاق	ادارۃ القران کراچی

18	حاشیہ بخاری	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
19	ریاض الصالحین	مکتبہ رحمانیہ لاہور
20	حاشیہ مسلم علامہ نووی	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
21	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
22	اربعین نووی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
23	اشعۃ اللمعات	کتب خانہ مجیدیہ ملتان
24	مستدرک للحاکم	دارالمعرفت بیروت لبنان
	تاریخ	
25	تاریخ ابن عساکر	دارالکتب المصریہ والمجمع العلمی دمشق
26	تاریخ الخلفاء	دارالارقم بیروت لبنان
	فقہ	
27	ہدایہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
28	فتح القدیر	مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ
29	فتاویٰ عالمگیری	دارالکتب العلمیہ بیروت
30	فتاویٰ قاضی خان	حافظ کتب خانہ کوئٹہ
31	درمختار	مکتبہ امدادیہ ملتان
32	ردالمحتار	مکتبہ امدادیہ ملتان
33	اللباب فی شرح الکتاب	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
34	البحر الرائق	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
35	فتاویٰ رضویہ جدید	رضا فاؤنڈیشن لاہور
36	فتاویٰ رضویہ قدیم	مکتبہ رضویہ دارالعلوم امجدیہ کراچی
37	نماز کے احکام	مکتبہ المدینہ کراچی
38	بہار شریعت	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
39	عنایہ شرح ہدایہ	مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ

اصولِ فقہ

40	فصول الحواشی	مکتبۃ العلم، لاہور

عقائد

41	شرح فقہ اکبر	مکتبہ حقانیہ ملتان
42	جمع الوسائل	
43	مولد العروس	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
44	المورد الروی فی مولد النبی ﷺ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
45	حفظ الایمان	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
46	براہینِ قاطعہ بجواب انوارِ ساطعہ	دارالاشاعت کراچی

تصوّف

47	رسالہ قشیریہ	دارالکتاب العربی بیروت
48	فیضانِ سُنّت قدیم	مکتبۃ المدینہ کراچی
49	ابلق گھوڑے سوار	مکتبۃ المدینہ کراچی

لغت

50	نہایہ	مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ
51	المنجد عربی سے اردو	دارالاشاعت کراچی
52	ترجمہ ابنِ منبع	